نحو میر

مع اردو حواشی

تصنیف

میر سید شریف علی بن محمد جرجانی

قدس سرہ العزیز

۷۴۸ھ ——— ۸۱۶ھ

۱۳۴۷ء ——— ۱۴۱۳ء

تحشیہ

محمد عبد الحکیم شرف قادری

تصحیح: مولانا حافظ عبد الستار سعیدی

مکتبہ قادریہ

○ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور ۸

کتاب .... نحو میر

تصنیف .... میر سید شریف علی بن محمد جرجانی قدس سرہ

تحشیہ وتعریفات .... علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

پروف ریڈنگ .... علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی

باراول .... رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء

کتابت .... محمد یوسف قادری خوشنویس

تعداد .... ایک ہزار

صفحات **112**

مطبع ....

ناشر .... مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

باہتمام .... حافظ نثار احمد قادری

قیمت .... =/۱۰۰

ملنے کا پتا

مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

مکتبہ رضویہ، داتا دربار مارکیٹ، لاہور

فہرست مضامین مجموعہ نحو میر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

مصنّف علامہ قطب الدین رازی شارح مطالع کے مایہ ناز شاگرد مبارک شاہ مصری اپنے مدرسہ کے صحن میں چہل قدمی کر رہے ہیں۔ اتنے میں انہیں ایک کمرے سے گفتگو کی آواز سنائی دیتی ہے۔ قریب پہنچے، تو معلوم ہوا کہ ایک طالب علم شرح مطالع کی تکرار کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ شارح مطالع نے یہ کہا، استاذ نے یہ کہا اور میں یہ کہتا ہوں۔ پھر جو اس نے تقریر کی، تو اس کی تقریر کی لطافت، روانی اور جولانی فکر کو دیکھ کر مبارک شاہ پر وجد طاری ہوگیا اور وہ فرطِ مسرت سے رقص کرنے لگے۔

اندر جا کر دیکھا تو یہ وہی ہونہار طالب علم تھا جو سولہ مرتبہ شرح مطالع پڑھنے کے بعد شوق کا دریا سینے میں چھپائے خود شارح کے پاس ہرات جا پہنچا تھا۔ اس وقت شارح عمر کی ایک سو بیس منزلیں طے کر چکے تھے اور ان کی پلکیں ڈھلک کر آنکھوں کے اوپر آچکی تھیں۔ انہوں نے بمشکل پلکوں کو اوپر اٹھا کر دیکھا تو نوجوان کی آنکھوں میں بلا کی ذہانت چمک رہی تھی — انہوں نے اپنے بڑھاپے کے پیش نظر پڑھانے سے معذرت کی اور اس نوجوان کے والہانہ شوق کو دیکھتے ہوئے یہ مشورہ دیا کہ تم مبارک شاہ کے پاس مصر چلے جاؤ، وہ ہو بہو میری کاپی ہے۔

مبارک شاہ کو یاد آیا کہ جب یہ شوقِ مجسم میرے پاس آیا تھا، تو میں نے تعلیم کے لیے دو شرطیں لگائی تھیں ایک یہ کہ تمہیں مستقل طور پر سبق شروع نہیں کرایا جائے گا۔ کوئی امیرزادہ پڑھنے کے لیے آئے گا، تو تم بھی شریک درس ہو سکو گے۔ دوسری یہ کہ تمہیں کوئی سوال پوچھنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ علم کے شیدائی نے یہ دونوں شرطیں خندہ پیشانی سے قبول کر لیں اور درس میں شریک ہونے لگا۔

آج مبارک شاہ کو اندازہ ہوا کہ یہ نوجوان امتحان میں کامیاب ہو چکا ہے۔ آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا اور اجازت دے دی کہ آج کے بعد تم جو پوچھنا چاہو، پوچھ سکتے ہو۔ یہ ہونہار طالب علم میر سید شریف جرجانی تھے[1]

آپ کا نام علی ابن محمد ابن علی جرجانی ہے۔ آپ حسینی سید ہیں۔ ۲۲ شعبان ۷۴۰ھ/ ۱۳۳۹ء، کو جرجان (مملکت خوارزم) کے ایک شہر میں پیدا ہوئے[2] اپنے زمانہ کے اکابر علماء سے علم حاصل کیا۔ مبارک شاہ سے شرح مطالع پڑھی۔ ہدایہ کے محشی علامہ

[1] غلام جیلانی، مولانا سید: البشیر شرح نحو میر (مطبوعہ الہ آباد) ص ۱۹-۱۸ [2] عمر رضا کحالہ، علامہ: معجم المؤلفین ج ۷، ص ۲۱۶

اکمل الدین محمد ابن محمود بابرتی سے علوم دینیہ حاصل کیے۔ یہاں تک کہ اپنے ہم عصر علماء سے سبقت لے گئے[1] اور السید السند، سید شریف جرجانی اور میر سید کے القاب سے مشہور ہوئے۔

میر سید نے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر خلیفہ خواجہ علاء الدین محمد ابن محمد عطار بخاری سے تصوف کی تعلیم حاصل کی۔ سید کہا کرتے تھے جب تک میں حضرت عطار بخاری کی خدمت سے مشرف نہیں ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو جیسے کہ چاہیے تھا نہیں پہچانا تھا[2]

۷۷۰ھ میں بادشاہ شجاع الدین مظفر، قصر زرد میں مقیم تھا میر سید نے اس تک رسائی کے لیے عجیب طریقہ نکالا۔ فوجیوں کا لباس پہن کر راستے میں کھڑے ہو گئے۔ علامہ تفتازانی بادشاہ کے پاس جا رہے تھے کہ راستے میں میر سید مل گئے اور کہنے لگے میں مسافر ہوں اور تیر اندازی میں مہارت رکھتا ہوں، آپ بادشاہ سے سفارش کریں کہ مجھے ملاقات کا موقع دیا جائے۔ علامہ کی سفارش پر بادشاہ نے انہیں طلب کیا اور کہا کہ تیر اندازی کا مظاہرہ کرو۔ میر سید نے جیب سے کاغذات کا ایک مجموعہ نکال کر پیش کیا جس میں مختلف مصنفین پر اعتراضات تھے اور کہا کہ یہ میرے تیر ہیں اور یہ میرا فن ہے۔ علامہ تفتازانی کے فضل و کمال کے سامنے اس جرأت کا مظاہرہ کرنا سید ہی کا کام تھا۔ بادشاہ نے سید کا بڑا احترام کیا اور اپنے ساتھ شیراز لے جا کر مدرسہ دار الشفاء کا مدرس بنا دیا۔ سید دس سال تک وہاں درس و تدریس میں مصروف رہے[3]

جب تیمور لنگ نے شیراز پر حملہ کیا اور فتح کے بعد لوٹ مار کا بازار گرم ہوا، تو ایک وزیر کی سفارش پر سید کو پناہ ملی۔ تیمور انہیں اپنے ساتھ ماوراء النہر لے گیا۔ میر سید، سمر قند میں فرائضِ تدریس انجام دیتے رہے۔ اس زمانے میں علامہ تفتازانی تیمور کی مجالس کے صدر الصدور تھے۔ تیمور کہا کرتا تھا کہ اگرچہ علم و فضل میں دونوں برابر ہیں، لیکن سید کو نسبی اعتبار سے تفتازانی پر فضیلت حاصل ہے[4]

تیمور لنگ کی سلطنت کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ دنیا کا اکثر حصہ اس کے زیر نگیں تھا۔ میر سید کو اس کے دربار میں تقرب حاصل تھا۔ ایک دفعہ میر سید نے علامہ تفتازانی کے حواشی کشاف پر اعتراض کیا۔ زیر بحث کشاف کی وہ عبارت تھی جس میں اُولٰٓئِكَ عَلٰی هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ میں بیک وقت استعارہ تبعیہ اور تمثیلیہ قرار دیا گیا ہے۔ تیمور کے سامنے مناظرہ ہوا، نعمان معتزلی کو جج مقرر کیا گیا جس نے سید کے حق میں فیصلہ دیا۔ تیمور نے سید کے اعزاز میں اضافہ کر دیا اور علامہ تفتازانی کے مرتبہ میں کمی کر دی۔ یہ ۷۹۱ھ کا واقعہ ہے علامہ کا اسی غم میں محرم ۷۹۲ھ میں انتقال ہو گیا[5]

پھر حضرت شیخ محمد ابن الجزری اور میر سید کے درمیان ۸۰۶ھ میں مناظرہ ہوا اور علامہ جزری غالب ہوئے۔ تیمور نے ان کا مرتبہ بڑھا دیا اور سید کا مرتبہ کم کر دیا۔ علامہ عبد العزیز پرہاروی فرماتے ہیں:

وهذا الكل من سوء فهم الامير فان الافحام في مسئلة لا يوجب نقصانا في علم العالم[6]

[1] عبد الحئی لکھنوی، علامہ: الفوائد البهیة، ص ۱۲۸-۱۲۷ [2] فقیر محمد جہلمی، مولانا: حدائق الحنفیہ (مطبوعہ لاہور) ص ۳۳۸

[3] وکیل احمد سکندر پوری، مولانا علامہ: اخبار النحاۃ (مطبوعہ مجتبائی) ص ۱۲۳ [4] وکیل احمد سکندر پوری، مولانا علامہ: اخبار النحاۃ (مطبوعہ مجتبائی) ص ۱۲۳

[5] عبد العزیز پرہاروی، علامہ: نبراس شرح شرح عقائد (عبد الحق محدث دہلوی اکیڈمی) ص ۳ [6] عبد العزیز پرہاروی، علامہ: نبراس شرح شرح عقائد، ص ۳

"یہ سب تیمور لنگ کی کم فہمی کا نتیجہ تھا، ورنہ کسی ایک مسئلے میں لاجواب ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس کا علم ناقص ہے"۔

مولانا عبدالحی لکھنوی فرماتے ہیں :

"تذکرہ نگار متفق ہیں کہ سید حنفی تھے۔ میرے دیکھنے میں نہیں آیا کہ کسی نے انہیں شافعیہ میں شمار کیا ہو، البتہ علامہ تفتازانی کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ حنفی تھے یا شافعی تھے" [1]

علامہ زرکلی فرماتے ہیں : علی بن محمد بن علی، المعروف بالشریف الجرجانی فیلسوف من کبار العلماء بالعربیۃ ولد فی تاکو (قرب استرآباد) ودرس فی شیراز [2]

"علی ابن محمد ابن علی المعروف شریف جرجانی، عظیم فلسفی اور عربی کے اکابر علماء میں سے تھے۔ استرآباد کے قریب تاکو میں پیدا ہوئے اور شیراز میں درس دیا۔"

سید سند نے پچاس سے زیادہ تصانیف یادگار چھوڑیں، جو ان کے علم و فضل کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

چند تصانیف کے نام درج ذیل ہیں :

(۱) شریفیہ شرح سراجی (۲) شرح وقایہ (۳) شرح مفتاح (۴) شرح تذکرۂ طوسی (۵) شرح تلخیص چغمینی (علم ہیئت میں) (۶) شرح کافیہ (فارسی) علامہ عبدالحق خیرآبادی نے تسہیل الکافیہ کے نام سے اسی کا عربی ترجمہ کیا ہے (۷) حاشیہ تفسیر بیضاوی (۸) حاشیہ مشکوٰۃ (۹) حاشیہ ہدایہ (۱۰) حاشیہ شرح شمسیہ (میر قطبی) (۱۱) حاشیہ مطول (۱۲) حاشیہ رضی (۱۳) حاشیہ تلویح (۱۴) صرف میر (۱۵) نحو میر (فارسی) (۱۶) صغریٰ کبریٰ (۱۷) تعریفات (۱۸) مناقب خواجہ نقشبند وغیرہ ان میں سے متعدد کتابیں درس نظامی کے نصاب میں داخل ہیں۔

چہارشنبہ (بدھ) ۶ ربیع الاول ۸۱۶ھ میں سید سند کا وصال ہوا۔ "مشہور دارین" تاریخ وفات ہے۔ [3]

نحو میر

نو عمری کے زمانہ کی لکھی ہوئی وہ مختصر اور بابرکت کتاب ہے جو پاک و ہند کے تمام مدارس میں داخل نصاب ہے اور بلاشبہ لاکھوں علماء اسے پڑھ چکے ہیں۔ اس میں نحو کے مسائل انتہائی آسان زبان میں بیان کیے گئے ہیں۔ جس طالب علم کو یہ کتاب اچھی طرح یاد ہو، ان شاء اللہ العزیز اسے عبارت پڑھنے میں دشواری نہیں ہوگی۔ نحو میر سے پہلے ضروری ہے کہ طالب علم میزان الصرف یا صرف کی کوئی ابتدائی کتاب پڑھ چکا ہو اور اسے عربی مفردات کا کچھ ذخیرہ یاد ہو۔

تدریس کا انداز

اساتذہ کو چاہیے کہ وہ درج ذیل پندرہ امور پر خصوصی توجہ دیں :

(۱) طلباء کو نحو میر اچھی طرح زبانی یاد کرائیں اور بار بار سنیں۔

(۲) ابتداءً سہ اقسام اسم، فعل اور حرف کی پہچان کرائیں اور جو مثال سامنے آئے، اس کے ایک ایک لفظ کے بارے میں پوچھیں

---

[1] عبدالحی لکھنوی، علامہ : الفوائد البہیہ

[2] خیرالدین زرکلی، علامہ : الاعلام (مطبوعہ دارالعلم، بیروت) ج ۵، ص ۷

[3] فقیر محمد جہلمی، مولانا : حدائق الحنفیہ، ص ۳۲۴

کہ یہ سہ اقسام میں سے کیا ہے ؟

(۳) شش اقسام ثلاثی مجرد، ثلاثی مزید، رباعی مجرد، رباعی مزید، خماسی مجرد اور خماسی مزید کی پہچان کرائیں۔

(۴) ہفت اقسام کے بارے میں شناخت کرائیں جو اس شعر میں مذکور ہیں ؎

صحیح است و مثال است و مضاعف لفیف و ناقص و مہموز اجوف

(۵) مصدر اور مشتق کے بارے میں پوچھیں کہ کس باب سے ہے ؟ (یہ سوالات صرف سے متعلق ہیں)

(۶) ابتدائی اسباق میں مفرد اور مرکب، مرکب تام اور ناقص کا فرق ذہن نشین کرائیں۔ پھر جملہ خبریہ اور انشائیہ، جملہ اسمیہ اور فعلیہ نیز مسند اور مسند الیہ کی شناخت کرائیں۔

(۷) پھر آگے جا کر معرب اور مبنی، متمکن اور غیر متمکن کے بارے میں پوچھیں۔ غیر متمکن ہے تو اس کی آٹھ قسموں میں سے کونسی قسم ہے، متمکن ہے تو اس کی سولہ قسموں میں سے کونسی قسم ہے ؟ اس قسم کا اعراب کیا ہے، اس وقت کونسا اعراب ہے اور کیوں ؟

(۸) اسم، ظاہر ہے یا ضمیر ؟ ضمیر ہے تو کونسی قسم مرفوع، منصوب یا مجرور، پھر متصل ہے منفصل ؟

(۹) معرفہ ہے یا نکرہ ؟ معرفہ ہے تو کونسی قسم ہے ؟ مذکر ہے یا مؤنث ؟ مؤنث ہے تو اس کی علامت کیا ہے ؟ اسی طرح مفرد ہے یا جمع ؟ جمع ہے تو اس کی کونسی قسم ہے ؟ جمع سالم یا مکسر، جمع قلت ہے یا کثرت ؟

(۱۰) فعل مضارع کا صیغہ آئے، تو پوچھا جائے کہ یہ معرب ہے یا مبنی ؟ معرب ہے تو اس کی چار قسموں میں سے کونسی قسم ہے ؟ اور اس کا اعراب کیا ہے ؟

(۱۱) عامل اور معمول کی نشان دہی کرائیں، عامل لفظی ہے یا معنوی ؟ عامل لفظی ہے تو وہ اسم ہے یا فعل یا حرف ؟ اس عامل کے بارے میں پوچھیں کہ وہ کیا عمل کرتا ہے ؟ عامل معنوی ہے تو کونسا ؟ اور وہ کیا عمل کرتا ہے ؟

(۱۲) معمول متبوع ہے یا تابع، تابع ہے تو کونسی قسم ؟ اس کی تعریف کیا ہے ؟

(۱۳) اسم متمکن منصرف ہے یا غیر منصرف ؟ غیر منصرف کی تعریف کیا ہے ؟ اس جگہ وہ کونسے دو سبب ہیں جن کی وجہ سے کلمہ غیر منصرف ہے ؟

(۱۴) انتہائی ضروری ہے کہ مائۃ عامل منظوم زبانی یاد کرائیں، کیونکہ نظم کا یاد کرنا اور اس کا یاد رکھنا آسان ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ طالب علم جتنے مسائل پڑھتا جائے۔ ان کا اجراء اول سے آخر تک ہوتا رہے تو ان شاء اللہ العزیز اسے شرح مائۃ عامل کی ترکیب میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی اور عبارت کا پڑھنا اس کے لیے کچھ مشکل نہیں ہوگا۔

(۱۵) طالب علم کی استعداد کے مطابق اسے چھوٹے چھوٹے جملے دیئے جائیں تاکہ وہ عربی سے اردو اور اردو سے عربی میں ترجمہ کرے۔ اس طرح اسے لکھنے اور بولنے کی قدرت بھی حاصل ہو جائے گی۔

نحو کی تعریف

علم نحو وہ علم ہے جس کے ذریعے اسم، فعل اور حرف کے آخر کی حالت معلوم ہوتی ہے کہ اس میں تبدیلی آتی ہے یا نہیں اور کلمات کو آپس میں جوڑنے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔

موضوع علم کا موضوع وہ چیز ہے کہ علم میں جس کے حالات سے گفتگو کی جائے۔ نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہے۔ نحو میں کلمہ کی بحث اس اعتبار سے ہوتی ہے کہ اس کا آخر بدلتا ہے یا نہیں۔

غرض عربی کلام میں لفظی خطا سے بچنا، یعنی خالص عربوں کے طریقے کے مطابق کلمات کو جوڑنا اور کلمات کے آخر میں تبدیلی لانا یا نہ لانا۔

واضع نحو کے واضع حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت ابوالاسود ظالم ابن عمرو دُئلی (متوفی ۶۹ھ) فرماتے ہیں: میں نے باب مدینۃ العلم حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ کسی فکر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ وجہ پوچھی تو فرمایا میں نے ایک شخص کو غلط گفتگو کرتے ہوئے سنا ہے۔ میں چاہتا ہوں، عربی کے قواعد پر کوئی کتاب لکھی جائے۔ تین دن کے بعد حاضر ہوا تو آپ نے ایک صحیفہ عنایت فرمایا جس میں اسم فعل اور حرف کی تعریف تھی اور فرمایا تم تلاش اور جستجو سے اس میں اضافہ کردو۔ ابوالاسود نے اس میں باب عطف، نعت، تعجب اور حروف مشبہ بالفعل کا اضافہ کیا۔ جو کچھ لکھتے اسے اصلاح کے لیے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ اقدس میں پیش کر دیتے۔

وجہ تسمیہ جب حضرت ابوالاسود کافی کچھ لکھ چکے، تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:
مَا اَحْسَنَ هٰذَا النَّحْوَ قَدْ نَحَوْتَ۔ (تو نے کتنے اچھے طریقے کا قصد کیا ہے)

اسی بنا پر اس علم کا نام نحو قرار پایا۔ لفظ نحو کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے: (۱) قصد (۲) جہت (۳) مثل (۴) نوع۔ اس علم کو پہلے معنی کے اعتبار سے نحو کہا جاتا ہے، کیونکہ مصدر بعض اوقات اسم مفعول کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، جیسے خلق بمعنی مخلوق۔ اسی طرح قصد بمعنی مقصود ہے۔[۱]

نحو میر کے آخر میں متعدد مفید رسائل چھپے ہوئے ملتے ہیں، لیکن عام طور پر مدارس میں وہ رسائل پڑھائے نہیں جاتے، اس لیے پیش نظر اشاعت میں ان کو شامل نہیں کیا گیا۔ البتہ نحو میر کے ساتھ مستثنیٰ کی بحث اور مائۃ عامل منظوم کو شامل کیا جا رہا ہے، کیونکہ ان کا پڑھانا اور یاد کرانا بہت ضروری ہے۔

اعتراف راقم نے حاشیہ نحو میر میں امام نحو حضرت مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی قدس سرہ کی شرح نحو میر "البشیر" اور بحر العلوم مولانا مفتی سید محمد افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف بدایۃ النحو اور نحو میر کے فارسی حواشی سے استفادہ کیا ہے۔ سب سے زیادہ استفادہ "البشیر" سے کیا ہے۔ اس کے علاوہ استاذ الاساتذہ سلطان التدریس مولانا الحاج عطا محمد گولڑوی مدظلہ کے افادات جو دماغ کے کسی گوشہ میں محفوظ تھے، ان کو صفحہ قرطاس پر منتقل کر دیا ہے۔ میرا اپنا اس میں کچھ نہیں، البتہ اس حاشیہ میں جو اغلاط ہوں گی، وہ بیشک فقیر کا کارنامہ ہوں گی۔

۲۷ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ
۱۰ رجون ۱۹۸۳ء

محمد عبدالحکیم شرف قادری

---

[۱] وکیل احمد سکندرپوری، مولانا: اخبار النحاۃ ص ۵-۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ[۱]

اَلْحَمْدُ[۲] لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ[۳] لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ[۴] اَمَّا بَعْدُ[۵] بِدَانْ اَرْشَدَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى

---

[۱] ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان، رحم والا۔ یہ ترجمہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے کیا ہے۔ بعض لوگ اس طرح ترجمہ کرتے ہیں "شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے" حالانکہ اس طرح ابتداء اللہ تعالیٰ کے نام پاک سے نہیں ہوتی بلکہ سب سے پہلے یہ جملہ آجاتا ہے کہ شروع کرتا ہوں، بعض لوگ ترجمہ میں کہتے ہیں "جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے" یہ بھی درست نہیں کیونکہ اسم جلالت (اللہ) موصوف اور الرحمٰن الرحیم صفت ہے، موصوف صفت کے ترجمہ میں لفظ "ہے" نہیں لایا جاتا۔ یہ اس وقت آئے گا جب جملہ کا ترجمہ ہو۔

[۲] الحمد میں الف لام استغراقی ہے جس کا معنی تمام ہے یا جنسی جس کا مطلب ہے کہ حقیقت حمد اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے، حمد زبان سے کسی کی اختیاری خوبی بطور تعظیم بیان کرنا۔ اللہ اس ذات کا نام ہے جس کا موجود ہونا ضروری اور وہ تمام صفات کاملہ کی جامع ہے۔ رَبّ پالنے والا۔ العٰلمین عالم (لام پر فتحہ) کی جمع، عالم اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے علاوہ جمیع مخلوق کو کہا جاتا ہے بعض اوقات مخلوق کی ایک جنس کو عالم کہہ دیا جاتا ہے جیسے عالم حیوانات یا عالم ملائکہ۔ اسی اعتبار سے جمع کا صیغہ لایا گیا ہے۔

[۳] العاقبۃ آخرت۔ متقین جمع متقی، پرہیزگار۔ سوال آخرت تو ہر مومن و کافر، متقی اور غیر متقی کے لئے ہے پھر اس جملے کا کیا مطلب؟ جواب: العاقبۃ پر الف لام عہد خارجی ہے یعنی جس پر وہ داخل ہے اس کے ایک یا ایک سے زیادہ معین افراد کی طرف اشارہ کرتا ہے مطلب یہ ہوا کہ اچھی عاقبت صرف پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ الصلوٰۃ رحمت کاملہ السلام سلامتی محمد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام مقدس۔ بعض اوقات بطور صفت بھی استعمال ہوتا ہے یعنی وہ ذات جن کی بار بار اور بکثرت تعریف کی گئی کیونکہ یہ صیغہ واحد مذکر اسم مفعول ثلاثی مزید فیہ از باب تفعیل ہے۔ مسئلہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لے کر پکارنا اور یا محمد کہنا ہمارے لئے جائز نہیں لیکن اگر صفتی معنی مراد ہو تو یا محمد کہنا جائز ہے۔ آل نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مسلمان رشتہ دار اور ازواج مطہرات، متبعین کو بھی آل کہہ دیا جاتا ہے۔ اس جگہ یہی معنی مراد ہے تاکہ صحابہ کرام بھی اس میں داخل ہو جائیں۔ اجمعین تمام (نوٹ) حدیث پاک کے مطابق ہر اچھے کام کی ابتداء بسم اللہ اور اللہ تعالیٰ کی حمد سے کرنی چاہیے مصنفین اسلام کا طریقہ ہے کہ اپنی کتابوں کو حمد خدا اور ذکر مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شروع کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اس کے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے طفیل ملتی ہیں۔ امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں ؎
ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو ❊ واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے
ذکر کیسا ہے جب تک نہ مذکور ہو ❊ حسن تمکین والا ہمارا نبی

[۴] بدان تو جان، معلوم کر۔ تمذ بچہ طبعی طور پر کھیل کود کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اس کی طبیعت پڑھنے کی طرف مائل نہیں ہوتی اس لئے ساتھ ہی اسے دعا دے دی اَرْشَدَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت عطا فرمائے۔ تاکہ اسے محسوس ہو کہ مصنف اور استاذ میرے ہمدرد اور خیرخواہ ہیں اور اسے شوق پیدا ہو (نوٹ) نحو میر کے مصنف علی ابن محمد ابن علی جرجانی ہیں جو سید شریف اور سید سند کے القاب سے مشہور ہیں۔ پیدائش بمقام جرجان ۷۴۰ھ وصال ۸۱۶ھ۔

۵ مختصر وہ کتاب جس کے الفاظ تھوڑے اور مطلب زیادہ ہو، علم نحو وہ علم جس میں اسم، فعل، حرف کے اعرابی اور بنائی احوال اور کلمات کو جوڑ کر مرکب بنانے کا طریقہ بیان کیا جائے، نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہے کیونکہ علم کا موضوع وہ چیز ہے جس کے احوال اس علم میں بیان ہوں نحو میں کلمہ اور کلام کے احوال بیان ہوتے ہیں۔ نحو کی غایت ذہن کو کلام عربی میں لفظی غلطی سے محفوظ رکھنا مفردات جمع مفرد، الگ الگ الفاظ لغت پہلا حرف مضموم دوسرا مفتوح وہ آوازیں جن سے انسان اپنے دل کی باتیں بیان کرتے ہیں، اشتقاق ایک لفظ کو دوسرے لفظ سے بنانا جیسے صرف میں بتایا جاتا ہے کہ ماضی مضارع امر اور نہی وغیرہ مصدر سے بنتے ہیں ان کے بنانے کا طریقہ معلوم ہو، ضبط محفوظ کرنا مُہمات پہلا حرف مضموم، دوسرا مکسور، تیسرا مشدد مفتوح، مقاصد، ضروری قواعد تصریف وہ علم جس سے

> کہ ایں مختصریست مضبوط در علمِ نحو کہ مبتدی را بعد از حفظ مفرداتِ لغت و معرفتِ اشتقاق و ضبط مہماتِ تصریف بآسانی بکیفیت ترکیب عربی راہ نماید و بزودی در معرفتِ اعراب و بنا و سواد خواندن توانائی دہد بتوفیق اللہِ تعالٰی وَعَوْنِہٖ
>
> **فصل** بدانکہ لفظ مستعمل در سخن عرب بر دو قسم ست مفرد و مرکب

کلمات کا وزن معلوم ہو اور کلمات کے حروف کے مبنی اور معرب ہونے کے علاوہ دیگر احوال معلوم ہوں مثلاً، اصلی او رزائد ہونا، صحیح اور معتل ہونا محذوف اور مدغم ہونا وغیرہ کیفیت طریقہ ترکیب کلمات کو جوڑنا ان کا آپس میں تعلق معلوم کرنا۔ زودی جلدی سوادِ خواندن پڑھنے کی قدرت اور ملکہ توفیق اچھے مقصد کے لئے اسباب کا مہیا کرنا عون امداد (مطلب) حضرت مصنف نے فرمایا کہ نحو کا مرتبہ کیا ہے اور اسکے فوائد کیا ہیں نحو میر سے پہلے طالب علم تین مرحلے طے کر چکا ہو (۱) عربی زبان کے مفرد الفاظ کا اچھا خاصا ذخیرہ اسے یاد ہو مثلاً فیض الادب یاد کر چکا ہو (۲) اسے معلوم ہو کہ ماضی مضارع وغیرہ مصدر سے کس طرح بنائے جاتے ہیں اور ان کی گردانیں صرف صغیر اور کبیر اور میزان الصرف و منشعب یاد ہوں (۳) صرف کے ضروری قواعد یاد ہوں، مثلاً سہ اقسام، شش اقسام، ہفت اقسام، صحیح، معتل، مہموز اور مضاعف کے قواعد یاد ہوں۔ قانونچہ کھیوالی یا علم الصیغہ یاد ہو، تب اسے نحو میر پڑھنے سے تین فائدے حاصل ہوں گے۔

(۱) عربی عبارت کی ترکیب کا طریقہ معلوم ہوگا مثلاً فعل، فاعل، مفعول، مبتدا خبر جملہ اسمیہ وفعلیہ وغیرہ (۲) اسم، فعل اور حرف کے بارے میں معلوم ہوگا کہ معرب ہے یا مبنی، پھر معرب ہے تو اسے کس طرح پڑھنا ہے اور مبنی ہے تو کس حالت پر (۳) قواعد عربیہ کے مطابق عبارت پڑھنے اور بولنے کا ملکہ حاصل ہوگا۔ (فائدہ) یہ فوائد اسی وقت حاصل ہوں گے جب استاذ طالب علم کو اول سے آخر تک نحو میر یاد کرائے، بار بار سنے، صیغہ دریافت کرے اور ترکیب کرائے یہاں تک کہ طالب علم طاق ہو جائے۔ مثلاً آج کے سبق میں آزمشتگی صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مزید صحیح از باب افعال اور تصریف مصدر ثلاثی مزید صحیح از باب تفعیل اسی طرح مختصر، مضبوط، مبتدی، مفردات، اشتقاق، مُہمات اور توفیق کے بارے میں طالب علم سے پوری تفصیل کے ساتھ صیغے پوچھے جائیں ۵ زبان کسی جگہ اعتماد کر کے جو آواز نکالتی ہے اسے لفظ کہتے ہیں لیکن جَسَقٌ بے معنی لفظ ہے رَجُلٌ (مرد) اور عبداللہ (اللہ تعالٰی کا بندہ) بامعنی لفظ ہیں البتہ رَجُلٌ ایک لفظ ہے اور ایک معنی بتاتا ہے یعنی ر۔ ج۔ ل کا کوئی معنی نہیں ہے جب کہ عبداللہ میں عبد کا معنی بندہ اور اللہ، ذات باری تعالٰی کا نام ہے۔ رَجُلٌ ایک لفظ ہے اور ایک معنی پر دلالت کرتا ہے اسے مفرد اور کلمہ کہتے ہیں اور جو لفظ دو یا زیادہ کلمات پر مشتمل ہو اسے مرکب کہتے ہیں۔ کلمہ کی کئی قسمیں ہیں مثلاً ھَلْ (کیا) تنہا اپنا معنی نہیں بتا سکتا جب تک یہ نہ کہا جائے کہ ھَلْ ضَرَبَ زَیْدٌ (کیا زید نے مارا ہے؟) اسے حرف کہتے ہیں رَجُلٌ (مرد) اور ضَرَبَ (اس نے مارا) کسی دوسرے کلمہ کے ملائے بغیر اپنا معنی بتا سکتے ہیں لیکن رَجُلٌ سے کوئی زمانہ (موجودہ گزشتہ یا آئندہ) سمجھ نہیں آتا اسے اسم کہا جاتا ہے ضَرَبَ سے گزشتہ زمانہ سمجھ آتا ہے اسے فعل کہتے ہیں (تعریفات) مفرد وہ ایک لفظ ہے جو ایک معنی پر دلالت کرے جیسے رَجُلٌ، ایک لفظ کی قید اسلئے لگائی کہ عبداللہ جب کسی کا نام ہو تو چونکہ دو لفظوں پر مشتمل ہے اور ہر ایک پر الگ الگ اعراب ہے عبد پر فتحہ اور اسم جلالت کے نیچے کسرہ ہے اسلئے وہ بھی مفرد نہیں ہے مصنف نے اس مسئلے میں زمخشری کی پیروی کی ہے ورنہ ابن حاجب کے نزدیک وہ مفرد اور کلمہ ہے مرکب وہ لفظ ہے جو دو یا زیادہ کلمات پر مشتمل ہو جیسے رسول اللہ حرف وہ کلمہ ہے جو تنہا اپنا معنی نہ بتا سکے جیسے ہَلْ فعل وہ کلمہ ہے جو تنہا اپنا معنی بتائے اور کسی زمانے پر بھی دلالت کرے جیسے ضَرَبَ اسم وہ کلمہ ہے جو تنہا اپنا معنی بتلائے اور زمانہ نہ بتائے جیسے رَجُلٌ (نوٹ) طالب علم سے مفرد، مرکب اور ضرب صیغے پوچھے جائیں۔

> مفرد لفظی باشد تنہا کہ دلالت کند بریک معنی و آں را کلمہ گویند و کلمہ بر سہ قسم است اسم چوں رَجُلٌ و فعل چوں ضَرَبَ و حرف چوں ھَلْ چنانکہ در تصریف معلوم شدہ است اما مرکب لفظی باشد کہ از دو کلمہ یا بیشتر حاصل شدہ باشد و مرکب[۱] بر دو گونہ است مفید و غیر مفید۔ مفید آنست کہ چوں قائل بر آں سکوت کند سامع را خبرے یا طلبی معلوم شود و آں را جملہ گویند و کلام نیز۔ پس جملہ بر دو قسم ست خبریہ و انشائیہ۔
>
> **فصل** بدانکہ جملہ خبریہ[۲] آنست کہ قائلش را بصدق و کذب صفت تواں کرد و آں[۳] بر دو نوع است اوّل آنکہ جزو اوّلش اسم باشد و

[۱] مرکب کی مثال دیکھئے غلامُ زیدٍ اس سے سننے والے کو نہ تو کوئی اطلاع ملی ہے اور نہ اسے یہ معلوم ہوا کہ مجھ سے کچھ طلب کیا جا رہا ہے اسے مرکب غیر مفید کہتے ہیں کیونکہ سننے والے کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا ضَرَبَ زَیْدٌ (زید نے مارا) مرکب ہے سننے والے کو زید کے مارنے کی اطلاع مل گئی ہے اسے مرکب مفید اور جملہ خبریہ کہتے ہیں خبر اطلاع دینے کو کہتے ہیں اِضْرِبْ (تو مار) لَا تَضْرِبْ (تو نہ مار) یہ بھی مرکب ہیں سننے والے کو معلوم ہوتا ہے کہ مجھ سے مارنے یا نہ مارنے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے اسے مرکب مفید اور جملہ انشائیہ کہتے ہیں انشاء کہتے ہیں کسی ایسی چیز کو وجود میں لانا جو پہلے موجود نہ ہو (تعریف) مرکب مفید وہ مرکب ہے کہ جب کہنے والا کہہ چکے تو سننے والے کو کوئی اطلاع مل جائے یا اسے معلوم ہو کہ مجھ سے کچھ طلب کیا جا رہا ہے اسے جملہ اور کلام بھی کہتے ہیں، جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ، اِضْرِبْ، لَا تَضْرِبْ مرکب غیر مفید وہ مرکب ہے کہ جب کہنے والا کہہ چکے تو سننے والے کو خبر یا طلب حاصل نہ ہو جیسے غلامُ زیدٍ جملہ خبریہ وہ مرکب ہے کہ جب کہنے والا کہہ چکے تو سننے والے کو اطلاع مل جائے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ جملہ انشائیہ وہ مرکب ہے کہ جب کہنے والا کہہ چکے تو سننے والے کو طلب حاصل ہو جائے جیسے اِضْرِبْ، اور لَا تَضْرِبْ (نوٹ) طالب علم سے پوچھا جائے کہ مفیدٌ، قائلٌ اور سامعٌ کیا صیغہ ہے؟ [۲] پہلے گزر چکا کہ جملہ خبریہ وہ مرکب ہے کہ جب کہنے والا کہہ چکے تو سننے والے کو اطلاع مل جائے اس صورت میں سننے والا سوچ سکتا ہے کہ ممکن ہے یہ اطلاع واقع کے مطابق اور سچی ہو یا واقع کے مخالف اور جھوٹی ہو اس لئے جملہ خبریہ کی تعریف یوں کی جا سکتی ہے کہ وہ مرکب ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے سوال اللہ تعالٰی کا فرمان ہے قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ (تم فرماؤ کہ وہ اللہ ایک ہے) یہ جملہ خبریہ ہے حالانکہ یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ اللہ تعالٰی کا کلام جھوٹا ہو سکتا ہے پھر یہ خبریہ کیسے ہوا؟ جواب جس مرکب میں بحیثیت ایک مرکب ہونے کے سچ اور جھوٹ کا احتمال ہو اسے جملہ خبریہ کہیں گے اگرچہ کہنے والے کو دیکھتے ہوئے یا کسی اور وجہ سے اسے جھوٹا نہ کہا جا سکے ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ میں اگر یہ دیکھا جائے کہ یہ اللہ تعالٰی کا کلام ہے تو اس میں جھوٹ کا احتمال نہیں اللہ تعالٰی کے کلام کا جھوٹا ہونا محال اور ناممکن ہے۔ لیکن جہاں تک خبر بحیثیت خبر کا تعلق ہے اس میں دونوں احتمال ہیں [۳] جملہ خبریہ کی مثال دیکھئے زَیْدٌ عَالِمٌ (زید عالم ہے) اسکی پہلی جز اسم ہے جسکی طرف عالم کی نسبت کی گئی ہے اسے مسند الیہ اور مبتدا کہیں گے مبتدا اسلئے کہ اس سے ابتداء کی جاتی ہے اور مسند الیہ اسلئے کہ عالم کی نسبت اسکی طرف کی گئی ہے۔ دوسری جز کو مسند کہیں گے کیونکہ اسکی نسبت کی گئی ہے اسکا دوسرا نام خبر ہے کیونکہ زید کے بارے میں جو اطلاع دی گئی ہے وہ یہی ہے۔ جو مرکب مبتدا اور خبر پر مشتمل ہو اسے جملہ اسمیہ کہیں گے جملہ خبریہ کی دوسری مثال ہے ضَرَبَ زَیْدٌ (زید نے مارا) اسکی پہلی جز فعل ہے جسکی زید کی طرف نسبت کی گئی ہے یہ مسند ہے اور دوسری جز (زیدٌ) کی طرف نسبت کی گئی ہے اسے مسند الیہ اور فاعل کہیں گے (تعریف) جملہ اسمیہ وہ جملہ ہے جسکی پہلی جز اسم ہو جملہ فعلیہ وہ جملہ ہے جسکی پہلی جز فعل ہو کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا جملہ فعلیہ کہلائے گا۔ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ، جملہ اسمیہ ہے کیونکہ اسکی پہلی جز زید ہے اِنَّ نہیں ہے وہ تو محض خبر کی پختگی کے لئے ہے (ف) جملہ فعلیہ کا ترجمہ کرتے وقت پہلے فاعل پھر مفعول (اگر موجود ہو) اور آخر میں فعل کا ذکر کیا جائیگا جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا (زید نے عمر کو مارا) تنبیہ: مفرد اور مرکب میں فرق کیجئے اِیْمَانٌ: اِخْلَاصٌ، عبد الرسول، مُحَمَّدٌ نُوْرٌ، صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، نَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ، ھَلْ ذَھَبْتَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ؟ تنبیہ۔ صیغے: عَالِمٌ، مُسْنَدٌ۔

لے حکم کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے (۱) محکوم بہ، خبر جس کے ساتھ حکم کیا جائے (۲) مبتدا اور خبر کے درمیان تعلق (۳) تصدیق (۴) قضیہ اور جملہ خبریہ۔ اس جگہ پہلا معنی مراد ہے، ہمارے سامنے ایک مثال ہے سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَۃِ میں نے بصرہ سے سیر کی، مِنْ حرف ہے جو سیر اور بصرہ کے درمیان تعلق اور نسبت کو ظاہر کر رہا ہے اور بتا رہا ہے کہ سیر کی ابتدا البصرہ سے ہوئی۔ اصل توجہ اس کی طرف نہیں ہے بلکہ سیر اند بصرہ کی طرف ہے لہٰذا وہ مسند الیہ یا مسند نہیں بن سکتا۔ سِرْتُ فعل ہے اس کی دلالت تین چیزوں پر ہے (۱) معنی مصدری، سیر۔ (۲) فاعل کی طرف نسبت (۳) زمانہ، ماضی۔ اس کا معنی مجموعی طور پر مستقل اور مقصود نہیں ہے کیونکہ اس میں نسبت کا اعتبار ہے البتہ اس کی بناوٹ ایسی ہے کہ اس کے معنی کی ایک جز یعنی مصدر کی نسبت کسی طرف ہونی چاہیے لہٰذا یہ مسند ہو سکتا ہے مسند الیہ نہیں، تُ، متکلم کی ضمیر اسم ہے اور اسم کا مجموعی اور مطابقی معنی مقصود ہے۔ توجہ اسی کی طرف ہے۔ اس میں صلاحیت ہے کہ اس کی طرف کسی کی نسبت کی جائے اور وہ مسند الیہ ہو یا اس کی نسبت کسی کی طرف کی جائے اور وہ مسند ہو (ف) اسم مسند الیہ اور مسند بن سکتا فعل مسند بن سکتا ہے۔ مسند الیہ نہیں اور حرف ان میں سے کچھ بھی نہیں بن سکتا۔ اس گفتگو سے ایک سوال کا جواب معلوم ہو گیا کہ جملہ کی صرف دو قسمیں اسمیہ اور فعلیہ ہی کیوں ہیں؟ حرفیہ کیوں نہیں؟ جواب جملہ کے لئے مسند الیہ اور مسند کی ضرورت ہے اور حرف کچھ بھی نہیں بن سکتا لہٰذا جملہ حرفیہ نہیں ہو گا ٹلہ اِضْرِبْ (تو مار) میں غور کیجیے اس میں کسی واقعے کی اطلاع نہیں دی گئی بلکہ مخاطب سے مارنے کا مطالبہ

آں را جملہ اسمیہ گویند چوں زَیْدٌ عَالِمٌ یعنی زید داناست جزوِ اولش مسند الیہ ست و آنرا مبتدا گویند و جزوِ دوم مسند ست و آں را خبر گویند دوم آنکہ جزوِ اولش فعل باشد و آنرا جملۂ فعلیہ گویند چوں ضَرَبَ زَیْدٌ بزد زید۔ جزوِ اولش مسند است و آنرا فعل گویند و جزوِ دوم مسند الیہ ست و آنرا فاعل گویند و بداں کہ مسند[لے] حکم است و مسند الیہ آنچہ برو حکم کنند و اسم مسند و مسند الیہ تواند بود و فعل مسند باشد و مسند الیہ نتواند بود و حرف نہ مسند باشد و نہ مسند الیہ بدانکہ جملۂ[ٹلہ] انشائیہ آنست کہ قائلش را بصدق و کذب صفت نتواں کرد و آں بر چند[سلہ] قسم است امر[کلہ] چوں اِضْرِبْ و نہی چوں لَا تَضْرِبْ و استفہام چوں ھَلْ ضَرَبَ زَیْدٌ و تمنی

کیا گیا ہے جب کہنے والا کوئی خبر ہی نہیں دے رہا تو ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ اس نے سچ کہا یا جھوٹ ایسے جملے کو جملہ انشائیہ کہتے ہیں (تعریف) جملہ انشائیہ وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جا سکے سلہ مصنف نے جملہ انشائیہ کی دس قسمیں بیان کی ہیں امر، نہی، استفہام، تمنی، ترجی، عقود، ندا، عرض، قسم اور فعل تعجب (ف) اس کے علاوہ بھی انشاء کی بعض قسمیں ہیں مثلاً افعال مدح و ذم انشاء مدح و ذم کیلئے، الحمد للہ انشاء حمد کے لئے اور حَسْبِیَ اللّٰہُ انشاء توکل کے لئے ہے حضرت مصنف کا مقصد یہ نہیں کہ انشاء دس قسموں میں منحصر ہے کلہ (۱) امر وہ فعل ہے جس کے ذریعے فاعل مخاطب سے کام کرنے کا مطالبہ کیا جائے جیسے اِضْرِبْ (تو مار) نحویوں کے نزدیک فعل امر صرف امر حاضر معروف کو کہا جاتا ہے۔ لِتُضْرَبْ لِیَضْرِبْ وغیرہ فعل مضارع بالام امر ہے اور انشاء کی قسم ہے (۲) نہی وہ فعل ہے جس کے ذریعے فعل سے رک جانے کا مطالبہ کیا جائے جیسے لَا تَضْرِبْ (تو نہ مار) (۳) استفہام وہ جملہ جس کے ذریعے کوئی بات پوچھی جائے جیسے ھَلْ ضَرَبَ زَیْدٌ؟ کیا زید نے مارا (ف) استفہام اور سوال کا نشان یہ ہے (؟)

لے (۴) تمنی وہ جملہ جس کے ذریعے آرزو کا اظہار کیا جائے جیسے لَیْتَ زَیْدًا حَاضِرٌ کاش کہ زید حاضر ہوتا (۵) ترجی وہ جملہ جس کے ذریعے توقع کا اظہار کیا جائے جیسے لَعَلَّ عَمْرًوا غَائِبٌ شاید کہ عمر غائب ہے (ف) دونوں میں فرق یہ ہے کہ تمنی ممکن اور ناممکن دونوں کی ہوتی ہے تا ممکن کی مثال لَیْتَ الشَّبَابَ یَعُوْدُ کاش کہ جوانی لوٹ آئے۔ ترجی صرف ممکن کی ہوتی ہے لہٰذا یوں نہیں کہیں گے لَعَلَّ الشَّبَابَ یَعُوْدُ شاید کہ جوانی لوٹ آئے ٹلہ (۶) عقود، عقد کی جمع وہ جملہ جس کے ذریعے کوئی سودا یا معاملہ طے کیا جائے مثلاً خرید و فروخت کے وقت بیچنے والا کہے بِعْتُ میں نے فلاں چیز فروخت کی اور خریدنے والا کہے اِشْتَرَیْتُ میں نے وہ چیز خریدی ان جملوں میں سے ہر ایک اصل میں خبریہ ہے لیکن اس وقت بیچنے اور خریدنے کی خبر نہیں دی جا رہی بلکہ سودا کیا جا رہا ہے ایسے جملے کو کہا جائیگا کہ یہ خبریہ لفظاً اور انشائیہ معنیً ہے۔ اور اگر کوئی شخص بیچنے کے بعد کہے بِعْتُ الْفَرَسَ میں نے گھوڑا بیچا تو یہ لفظاً اور معنیً خبریہ ہے انشائیہ نہیں۔

تمنی[لے] چوں لَیْتَ زَیْدًا حَاضِرٌ و ترجی چوں لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبٌ و عقود[ٹلہ] چوں بِعْتُ وَ اِشْتَرَیْتُ و ندا[سلہ] چوں یَا اَللّٰہُ و عرض[کلہ] چوں اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا و قسم[ھلہ] چوں وَاللّٰہِ لَاَضْرِبَنَّ زَیْدًا و تعجب[لہ] چوں مَا

سلہ (۷) ندا وہ جملہ ہے جس کے ذریعے کسی کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانا مقصود ہو جیسے یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (ف) بعض لوگوں کو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ نعرہ رسالت لگا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائی جاتی ہے اور آگے کچھ کہا نہیں جاتا کہ توجہ کیوں مبذول کرائی ہے۔ صرف ندا کا کیا فائدہ؟ حالانکہ صاف ظاہر ہے کہ کوئی شخص مصیبت میں مبتلا یا کنویں میں گرا ہوا لوگوں کو بلائے تو اسے یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ کیوں بلا رہا ہے، اسکی زبان حال سب کچھ بتا رہی ہے کلہ (۸) عرض وہ جملہ جسکے ذریعے سے دوسرے کو کسی کام کے کرنے پر ابھارا جائے جیسے اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا کیا تو ہمارے ساتھ نہیں اترے گا کہ تو بھلائی پائے ھلہ (۹) قسم وہ جملہ جسکے ذریعے کسی محترم چیز کا ذکر کر کے اپنی بات کو پختہ کیا جائے جیسے وَاللّٰہِ لَاَضْرِبَنَّ زَیْدًا خدا کی قسم! میں زید کو ضرور ماروں گا وَاللّٰہِ قسم ہے اور جس بات کو پختہ کرنا مقصود ہو اسے جواب قسم کہتے ہیں لہ (۱۰) تعجب، جس چیز کا سبب مخفی ہو اسے دیکھنے سے انسان پر جو حالت طاری ہوتی ہے اسے تعجب کہتے ہیں اگر اس چیز کا سبب ظاہر ہو جائے تو تعجب جاتا رہے گا۔ اس جگہ وہ جملہ مراد ہے جس سے ایسی حالت کا اظہار کیا جائے جیسے مَا اَحْسَنَہٗ اور اَحْسِنْ بِہٖ دونوں کا معنی ہے کتنا حسین ہے (ف) انشاء کا معنی ہے کسی ایسی چیز کو وجود میں لانا جو موجود نہ ہو مذکورہ بالا تمام قسموں میں یہ بات پائی جاتی ہے۔ نیز تمام قسموں میں طلب بھی پائی گئی ہے قسم میں مطالبہ ہے میری بات پر یقین کرو، عرض میں مطالبہ ہے کہ میری بات مان لو، تعجب میں مطالبہ ہے کہ تم بھی تعجب کرو، عقود میں مثلاً مطالبہ ہے کہ میں نے یہ چیز بیچ دی ہے تم خرید لو (ترکیب) (۱) اِضْرِبْ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر حاضر معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب فَعَلَ یَفْعِلُ اس میں اَنْتَ پوشیدہ ہے اَنْ ضمیر فاعل تَ علامت خطاب فعل اپنے فاعل کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا، اسی طرح لَا تَضْرِبْ کی ترکیب کی جائے (۲) ھَلْ ضَرَبَ زَیْدٌ میں ھَلْ حرف استفہام ضَرَبَ فعل اور زید اس کا فاعل فعل اپنے فاعل کیساتھ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (۳) لَیْتَ زَیْدًا حَاضِرٌ لَیْتَ حرف مشبہ بفعل برائے تمنی زیدًا اسکا اسم حَاضِرٌ صیغہ واحد مذکر اسم فاعل اس میں ھُوَ ضمیر پوشیدہ ہے جو فاعل ہے اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر۔ اسم لیت اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ اسی طرح لَعَلَّ عَمْرًوا غَائِبٌ کی ترکیب کی جائے (ف) عربی میں لفظ عمرٌ اور عُمَرُ میں فرق کے لئے عمرو کے بعد واؤ لکھی جاتی ہے جو پڑھنے میں نہیں آتی۔ طالب علم سے پوچھا جائے کہ بِعْتُ اور اِشْتَرَیْتُ کیا صیغہ ہے اور اسکی ترکیب کیا ہے؟ (۴) یَا اَللّٰہُ یا حرف ندا قائم مقام اَدْعُوْ، اَدْعُوْ فعل اَنَا ضمیر مستتر فاعل۔ اسم جلالت مبنی بر ضم منصوب محلاً مفعول بہ، فعل با فاعل و مفعول بہ خود جملہ فعلیہ انشائیہ (۵) اَلَا تَنْزِلُ بِنَا بمعنی اَلَا یَکُوْنُ مِنْکَ نُزُوْلٌ، ہمزہ استفہام برائے عرض لَا یَکُوْنُ فعل مضارع منفی، فعل تام مِنْ حرف جار، کَ ضمیر مجرور متصل مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق فعل، نُزُوْلٌ معطوف علیہ فا عاطفہ اسکے بعد اَنْ مقدر ہے تُصِیْبَ فعل اس میں اَنْتَ پوشیدہ۔ اَنْ ضمیر مرفوع متصل فاعل تَ علامت خطاب فعل با فاعل خود بتاویل مصدر معطوف معطوف علیہ با معطوف خود فاعل لَا یَکُوْنُ فعل با فاعل و ظرف لغو جملہ فعلیہ انشائیہ گردید (۶) جس جار مجرور کا متعلق مذکور ہو اسے ظرف لغو اور جس کا متعلق مقدر ہو اسے ظرف مستقر کہتے ہیں (۶) وَاللّٰہِ واؤ حرف جار برائے قسم اسم جلالت مجرور، مجرور و لفظ جار ظرف مستقر متعلق اُقْسِمُ مقدر، اُقْسِمُ صیغہ واحد متکلم فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب افعال انا ضمیر متکلم در و مستتر فاعل فعل با فاعل و ظرف مستقر جملہ فعلیہ انشائیہ گردیدہ قسم لَاَضْرِبَنَّ زَیْدًا فعل با فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ گردیدہ جواب قسم (۷) مَا اَحْسَنَہٗ مَا نکرہ استفہامیہ برائے تعجب مبتدا اَحْسَنَ فعل ھُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل ہٗ ضمیر منصوب متصل مفعول بہ فعل با فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ گردیدہ خبر مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ انشائیہ گردید (۸) اَحْسِنْ بِہٖ فعل امر بِہٖ با حرف جار زائدہ ہٖ ضمیر مجرور متصل، مرفوع محلاً معنیً فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ انشائیہ گردید۔

اَحْسَنَهٗ وَ اَحْسِنْ بِهٖ۔

فصل بدانکه[1] مرکب غیر مفید آنست که چوں قائل برآں سکوت کند سامع را خبرے یا طلبی حاصل نشود و آں بر سہ قسم ست اوّل مرکب[2] اضافی چوں غُلَامُ زَيْدٍ جزو اوّل را مضاف گویند وجزو دُوُم را مضاف الیہ و مضاف الیہ ہمیشہ مجرور باشد دُوُم[3] مرکب بنائی و او آنست که دو اسم را یکی کرده باشند و اسم دوم متضمن حرفی باشد چوں اَحَدَ عَشَرَ تا تِسْعَةَ عَشَرَ که دراصل اَحَدٌ وَّ عَشَرٌ و تِسْعَةٌ وَّ عَشَرٌ بوده است واو را حذف کرده ہر دو اسم را یکے کردند و ہر دو جزو مبنی باشند بر فتح اِلَّا اِثْنَا عَشَرَ که جزو اوّل معرب است سوم[4] مرکب منع صرف و

[1] چند مرکبات میں غور کیجئے غُلَامُ زَيْدٍ (زید کا غلام) اَحَدَ عَشَرَ (گیارہ) اور بَعْلَبَكُّ (ایک شہر کا نام) ان میں سے کسی سے سننے والے کو نہ تو خبر اور اطلاع ملتی ہے اور نہ ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز طلب کی جا رہی ہے ایسے مرکب کو مرکب ناقص کہتے ہیں۔ ناقص اس لئے کہ جب تک ان کے ساتھ کوئی کلمہ نہیں ملایا جائے گا بات پوری نہیں ہوگی غُلَامُ زَيْدٍ قَائِمٌ زید کا غلام کھڑا ہے اب بات پوری ہوگئی ہے [2] تین مثالوں میں سے پہلی مثال میں غلام کی نسبت زید کی طرف حرف جر مقدر کے واسطے سے کی گئی ہے اصل میں غُلَامٌ لِّزَيْدٍ تھا اسے مرکب اضافی کہتے ہیں جس کی نسبت کی گئی ہے اسے مضاف اور جس کی طرف نسبت کی گئی ہے اسے مضاف الیہ کہتے ہیں، مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوگا کیونکہ اس سے پہلے حرف جر مقدر ہوتا ہے [3] دوسری مثال میں دو اسموں کو ایک بنا دیا گیا اصل میں اَحَدٌ وَّ عَشَرٌ تھا ایک اور دس۔ دونوں اسموں کو ملا کر ایک اسم بنا دیا اور دوسرا اسم حرف عطف، واؤ کے معنی پر مشتمل ہو گیا اَحَدَ عَشَرَ کا معنی گیارہ ہے اسے مرکب بنائی کہتے ہیں اس کی دونوں جزیں مبنی بر فتح ہیں پہلی جز اس لئے کہ وہ کلمہ کے درمیان آگئی ہے اور دوسری جز اس لئے کہ حرف کے معنی پر مشتمل ہے اور حرف مبنی ہونے میں اصل ہے، فتحہ پر مبنی اس لئے کہ دو اسموں کو یکجا کرنے سے جو ثقل پیدا ہوا ہے اس میں کمی آ جائے کیونکہ فتحہ تمام حرکتوں سے خفیف ہے یہ سلسلہ اَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَ عَشَرَ، گیارہ سے انیس تک جاری ہوتا ہے البتہ اِثْنَا عَشَرَ ان سے مختلف ہے کہ اس کی پہلی جز معرب ہے حالت رفع میں اِثْنَا عَشَرَ اور بحالت نصب و جر میں اِثْنَيْ عَشَرَ کہا جائے گا کیونکہ پہلی جز کا نون گر گیا ہے اصل میں اِثْنَانِ تھا جیسے مضاف کا نون گر جاتا ہے اس مشابہت کی بنا پر پہلی جز مبنی نہیں معرب ہے اسی طرح ثمانی عشرۃ بھی مختلف ہے کہ اس کی پہلی جز کو فتحہ پر مبنی کرنا یا ساکن کرنا اور یاء کو حذف کر کے نون کو کسرہ یا فتحہ دینا جائز ہے یہ چار طریقے اس وقت جائز ہیں جب پہلی جز مذکر اور دوسری جز مؤنث ہو اور اگر پہلی جز مؤنث ہو تو دونوں جز مبنی بر فتحہ ہوں گی۔ [4] تیسری مثال میں دو اسموں کو ایک اسم بنایا گیا ہے لیکن دوسری جز کسی حرف کے معنی پر مشتمل نہیں بَعْلَبَكُّ (ایک شہر کا نام) مرکب ہے بَعْل اور بَكّ سے بَعْل وہ بت تھا جس کی عبادت حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کرتی تھی اسی کے بارے میں ارشاد ہے اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّ تَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ اور بَكّ اس بت کے پرستار اور اس شہر کے مالک بادشاہ کا نام، دونوں اسموں کو یکجا کر کے شہر کا نام رکھ دیا گیا اسی طرح حَضْرَمَوْتَ، ملک یمن کا ایک شہر حَضَرَ بمعنی شہر مَوْت بمعنی مرگ دونوں اسموں کو ملا کر ایک شہر کا نام رکھ دیا گیا، مرکب منع صرف کی پہلی جز مبنی بر فتح اور دوسری جز معرب غیر منصرف ہے۔ هٰذَا بَعْلَبَكُّ رَاَيْتُ بَعْلَبَكَّ وَمَرَرْتُ بِبَعْلَبَكَّ۔

او آنست که دو اسم را یکے کرده باشند و اسم دوم متضمن حرفی نباشد چوں بَعْلَبَكُّ و حَضْرَمُوْتُ که جزو اوّل مبنی باشد بر فتح بر مذہب[1] اکثر علماء و جزو دوم معرب بدانکه[2] مرکب غیر مفید ہمیشہ جزو جُملہ باشد چوں غُلَامُ زَيْدٍ قَائِمٌ وَعِنْدِيْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا وَجَاءَ بَعْلَبَكُّ

فصل بدانکه[3] ہیچ جملہ کمتر از دو کلمہ نباشد لفظاً چوں ضَرَبَ زَيْدٌ وَزَيْدٌ قَائِمٌ یا تقدیراً چوں اِضْرِبْ که اَنْتَ در وے مُسْتَتَر ست و ازیں بیشتر باشد و بیشتر را حدے نیست بدانکه[4] چوں کلمات جملہ بسیار باشد اسم و فعل و حرف

[1] اس میں علماء کے اختلاف کی طرف اشارہ ہے ایک مذہب پہلے بیان ہو چکا جو مصنف کا مختار ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ دونوں جز معرب ہیں پہلی جز منصرف دوسری جز مضاف الیہ اور منصرف ہے کہا جائے گا هٰذَا بَعْلُبَكٍّ رَاَيْتُ بَعْلَبَكٍّ وَمَرَرْتُ بِبَعْلِبَكٍّ تیسرا مذہب بھی تقریباً یہی ہے لیکن دوسری جز کو مضاف الیہ غیر منصرف کہتے ہیں کہا جائے گا هٰذَا بَعْلُبَكَ رَاَيْتُ بَعْلَبَكَ وَمَرَرْتُ بِبَعْلِبَكَ [2] مرکب غیر مفید ہمیشہ جملے کی جز ہوگا خود جملہ نہیں ہوگا کیونکہ سننے والے کو اس سے خبر یا طلب معلوم نہیں ہوتی اسی لئے تو وہ غیر مفید اور مرکب ناقص کہلاتا ہے (ترکیب) (۱) غُلَامُ زَيْدٍ قَائِمٌ زید کا غلام کھڑا ہے یا کھڑا ہوگا غُلَامُ مضاف زَيْدٍ مضاف الیہ، مضاف با مضاف الیہ مبتدا، قَائِمٌ صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مجرد اجوف واوی از باب نَصَرَ يَنْصُرُ صیغہ صفت، هُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، صیغہ صفت با فاعل خود خبر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ۔ قرآن پاک میں ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (۲) عِنْدَ اسم ظرف مضاف ی ضمیر متکلم مضاف الیہ، مضاف با مضاف الیہ مفعول فیہ برائے ثَابِتٌ مقدر، ثَابِتٌ صیغہ صفت با فاعل و مفعول فیہ، خبر مقدم اَحَدَ عَشَرَ مرکب بنائی کہ ہر دو جزو او مبنی بر فتحہ است مُمَيَّز دِرْهَمًا تمییز، ممیز با تمییز خود مبتدائے مؤخر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ (۳) جَاءَ صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد اجوف یائی، مہموز اللام از باب ضَرَبَ يَضْرِبُ فعل بَعْلَبَكُّ مرکب منع صرف کہ جزو اولش مبنی و جزو ثانی معرب غیر منصرف، مرفوع لفظاً فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ [3] اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ جملہ میں مسند الیہ اور مسند کا ہونا ضروری ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جملہ میں دو جزوں کا ہونا ضروری ہے۔ اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اِضْرِبْ میں تو ایک ہی جز ہے یعنی فعل حالانکہ وہ جملہ ہے حضرت مصنف نے جواب دیا کہ جملے میں کم از کم دو کلمے ہونے چاہئیں، دوسرا کلمہ کبھی تو ملفوظ ہوگا یعنی پڑھنے میں آئے گا جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ جملہ فعلیہ اور زَيْدٌ قَائِمٌ جملہ اسمیہ یا دوسرا کلمہ مقدر ہوگا یعنی پڑھنے میں نہیں آئے گا لیکن اس کا اعتبار ہوگا جیسے اِضْرِبْ پہلی جز فعل ہے دوسری جز ضمیر ہے جو فعل میں پوشیدہ ہے اور اسے اَنْتَ سے تعبیر کیا جاتا ہے اَنْ ضمیر اور تَ علامت خطاب فعل اپنے فاعل کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ مصنف نے ایک اور وہم کا ازالہ بھی کر دیا وہ یہ کہ شاید جملہ صرف دو جزوں پر مشتمل ہوتا ہے فرمایا نہیں، دو سے زیادہ اجزاء پر بھی مشتمل ہوتا ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں مثلاً ضَرَبَ (فعل) زَيْدٌ (فاعل) عَمْرًا (مفعول بہ) ضَرْبًا شَدِيْدًا (مفعول مطلق نوعی) فِيْ دَارِهٖ (جار مجرور) اَمَامَ الْاَمِيْرِ (مفعول فیہ مکانی) تَادِيْبًا (مفعول لہ) وَسَوْطًا (مفعول معہ) رَاكِبًا (حال) یہ جملہ نو اجزاء پر مشتمل ہے آخر سے ایک ایک جز کم کرتے جائیں۔ آٹھ، سات، چھ اجزاء پر مشتمل جملے کی مثالیں بنتی جائیں گی یہاں تک کہ صرف دو جزیں رہ جائیں (ف) محذوف دراصل لفظ ہوتا ہے جسے ثقل یا کسی اور سبب کی بنا پر ذکر نہیں کیا جاتا جب کہ مقدر محض اعتباری ہوتا ہے جس کا لفظی احکام کے جاری ہونے سے پتہ چلتا ہے مثلاً فاعل ہو، مؤکد ہو، معطوف علیہ ہو یا ذوالحال ہو [4] یہ نحو میر کا خلاصہ ہے اس سے پہلے معلوم ہو چکا کہ جملہ میں دو سے زیادہ اجزاء ہوں تو چند امور خاص طور پر قابل غور ہوں گے (۱) ہر جز کے بارے میں معلوم ہونا چاہیے کہ اسم ہے یا فعل یا حرف۔ ان کو سہ اقسام کہتے ہیں (۲) معرب ہے یا مبنی (۳) عامل ہے یا معمول (۴) کلمات کا آپس میں کیا تعلق ہے تاکہ مسند الیہ اور مسند کا پتہ چل جائے اور جملہ کا معنی صحیح طور پر معلوم ہو جائے۔ آئندہ فصول میں ان ہی امور کی وضاحت ہوگی۔

[1] جملے کی ہر جزء کے متعلق معلوم ہونا چاہیے کہ وہ اسم ہے یا فعل یا حرف؟ اس فصل میں اسم کی گیارہ نشانیاں فعل کی آٹھ اور حرف کی ایک نشانی بیان کی ہے۔ یہ نشانیاں اسم کے خواص ہیں اصطلاحی طور پر خاصہ اس چیز کو کہتے ہیں جو شے میں پائی جائے اور اس کے غیر میں نہ پائی جائے [2] (١) الف لام اسم کی ابتدا میں آتا ہے یہ کبھی زائدہ ہوگا اور محض لفظ کی خوبصورتی کے لئے لایا جائے گا جیسے الفتح الکسر وغیرہ یہ کبھی نادر طور پر فعل پر بھی آجاتا ہے اور اگر زائدہ نہ ہو تو اس کی دو قسمیں ہیں (١) اسمی جیسے الضارب المضروب یہ وہ الف لام ہے جو اسم فاعل. اسم مفعول حدوثی پر آتا ہے یہ الذی کے معنی میں ہے اور اسم موصول ہے اور ضارب و مضروب اس کا صلہ ہے (٢) حرفی اس کی چار قسمیں (١) جنسی اس کا اشارہ مدخول کی حقیقت کی طرف ہے افراد کا اعتبار نہیں جیسے اَلرَّجُلُ خَیْرٌ مِّنَ الْمَرْأَةِ مرد کی حقیقت عورت کی حقیقت سے بہتر ہے اگرچہ عورت کے بہت سے افراد کئی مردوں سے بہتر ہیں (٢) استغراقی اس کا اشارہ ماہیت کی طرف ہے اس لحاظ سے کہ وہ تمام افراد میں پائی گئی ہے جیسے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ تمام افراد میں پائی جانے والی انسانی حقیقت نقصان میں ہے البتہ اس آیت کے اگلے حصے میں کاملین کا استثناء ہے (٣) عہد خارجی اس کا اشارہ ماہیت کی طرف اس لحاظ سے ہے کہ وہ ایک یا ایک سے زیادہ معین افراد کے ضمن میں پائی گئی ہے جس کا متکلم اور مخاطب دونوں کو علم ہے جیسے فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ الرسول سے حضرت موسیٰ علیہ السلام مراد ہیں (٤) عہد ذہنی اس کا اشارہ ماہیت کی طرف ہے اس اعتبار سے کہ وہ بعض غیر معین افراد کے ضمن میں پائی گئی ہے جیسے اَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَهُ الذِّئْبُ، الذئب سے کوئی خاص بھیڑیا مراد نہیں۔ الف لام عہد ذہنی کا مدخول نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے

رابا یکدیگر تمیز باید کردن ونظر کردن که معرب ست یا مبنی و عامل ست یا معمول و باید دانستن که تعلق کلمات بایک دیگر چگونه است تا مسند و مسند الیه پیدا گردد و معنی جمله بتحقیق معلوم شود۔

فصل بدانکه علامت[1] اسم آنست که الف[2] ولام یا حرف[3] جر در اولش باشد چوں اَلْحَمْدُ وَبِزَیْدٍ یا تنوین[4] در آخرش باشد چوں زَیْدٌ یا مسند[5] الیه باشد چوں زَیْدٌ قَائِمٌ یا مضاف باشد چوں غُلَامُ زَیْدٍ یا مصغر[6] باشد چوں قُرَیْشٌ

[3] (٢) ابتدا میں حرف جر ہو جیسے بِزَیْدٍ اور لِلّٰہِ [4] (٣) تنوین کا آخر میں ہونا، تنوین وہ نون ساکن ہے جو کلمہ کی آخری حرکت کے تابع پڑھا جاتا ہے لیکن وہ تاکید کے لئے نہیں ہوتا جیسے زَیْدٌ، اِضْرِبَنْ، اِضْرِبَنَّ اور اِضْرِبْنَ کے آخر میں نون تاکید خفیفہ ہے تنوین نہیں۔ ... کے آخر میں تنوین کی پانچ قسمیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے چار اسم کے ساتھ خاص ہیں، تنوین ترنم فعل اور حرف پر بھی آسکتی ہے جو محض آواز کی عمدگی کے لئے لائی جاتی ہے [5] (٤) مسند الیہ ہونا اسم کا خاصہ ہے اس سے پہلے بیان ہو چکا کہ فعل اور حرف مسند الیہ نہیں ہو سکتے یہ خاصہ معنوی ہے جو پڑھنے میں نہیں آتا (٥) حرف جر مقدر کے واسطے سے مضاف ہونا اسم کے ساتھ خاص ہے جیسے غُلَامُ زَیْدٍ کا اصل میں غُلَامٌ لِزَیْدٍ تھا۔ حرف جر ملفوظ کے واسطے سے فعل بھی مضاف ہوتا ہے جیسے ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ، ذَهَبَ با کے واسطے سے نور کی طرف مضاف ہے [6] (٦) مُصَغَّر وہ اسم ہے جس کے اصل میں تبدیلی کی گئی ہو تاکہ چھوٹا یا ذلیل یا محبوب ہونے پر دلالت کرے جیسے رَجُلٌ (مرد) کی تصغیر بنانی ہو تو پہلے حرف کو ضمہ دوسرے کو فتحہ دے کر تیسری جگہ یائے تصغیر لائی جائے گی رُجَیْلٌ مصغر ہے اسی طرح قُرَیْشٌ مصغر ہے اس کا مکبر قِرْشٌ ہے قرش ایک دریائی جانور جو دوسرے جانوروں پر غالب ہوتا ہے، اسی قوت اور بالادستی کی بنا پر عرب کے ایک قبیلے کو قریش کہا گیا قریش میں تصغیر محبت اور تعظیم کے لئے ہے (ف) امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق کسی چیز کی تصغیر نہیں لائی جائے گی مثلاً آنکھوں کے لئے انکھڑیاں، مکھی کے لئے مکھیا کیونکہ اس میں بے ادبی کا پہلو پایا جاتا ہے۔

[1] (٧) منسوب وہ اسم ہے جس کے آخر میں نسبت کی یائے مشدد زائد کی گئی ہو تاکہ اس ذات پر دلالت کرے جس کی نسبت اس اسم کی طرف ہے جیسے بَغْدَادِیٌّ وہ شخص جو بغداد شریف کی طرف منسوب ہو، مَدَنِیٌّ جو مدینہ طیبہ کی طرف منسوب ہو، نسبت کبھی رہائش کی بنا پر ہوتی ہے جیسے پاکستانیٌّ، شرح فصول اکبری میں ہے کہ جو شخص کسی جگہ چار سال تک رہے وہ اپنی نسبت اس جگہ کی طرف کر سکتا ہے اور کبھی خاندانی تعلق کی وجہ سے جیسے صِدِّیْقِیٌّ اور فَارُوْقِیٌّ اور کبھی ارادت کی بنا پر جیسے قَادِرِیٌّ اور چِشْتِیٌّ (ف) بغداد اصل میں باغ داد (انصاف کا باغ) تھا کہتے ہیں کہ نوشیرواں اس جگہ باغ میں بساطِ انصاف بچھایا کرتا تھا، مخفف ہو کر بغداد بن گیا، اس شہر کی شہرت کی وجہ یہ ہے کہ وہاں سیدنا غوث اعظم، سیدنا امام اعظم اور دیگر بزرگان دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات عالیہ ہیں۔

یا منسوب[1] باشد چوں بَغْدَادِیٌّ یا مثنیٰ[2] باشد چوں رَجُلَانِ یا مجموع باشد چوں رِجَالٌ یا موصوف باشد چوں جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ یا تائے[3] متحرک بدو پیوندد چوں ضَارِبَةٌ وعلامت[4] فعل آنست که قَدْ در اولش باشد چوں قَدْ ضَرَبَ یا سین[5] باشد چوں سَیَضْرِبُ یا سَوْفَ باشد چوں سَوْفَ یَضْرِبُ یا حرف[6] جزم بود چوں لَمْ یَضْرِبْ یا ضمیر[7] مرفوع متصل بدو پیوندد چوں ضَرَبْتَ یا تائے ساکن چوں ضَرَبَتْ یا امر باشد چوں اِضْرِبْ یا نہی باشد چوں لَا تَضْرِبْ وعلامت[8] حرف آنست که ہیچ

[2] (٨) تثنیہ ہونا اسم کا خاصہ ہے جیسے رَجُلَانِ (٩) اسی طرح جمع ہونا جیسے رِجَالٌ سوال ضَرَبَا اور ضَرَبُوْا تثنیہ اور جمع ہیں حالانکہ یہ فعل ہیں۔ جواب فعل کو مجازاً تثنیہ اور جمع کہا جاتا ہے اصل میں فاعل کی ضمیر الف اور واؤ تثنیہ اور جمع ہے (١٠) موصوف ہونا اسم کا خاصہ ہے جیسے وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ [3] (١١) تانیث کی تاء متحرکہ کا آخر میں آنا اسم کا خاصہ ہے جیسے مُؤْمِنَةٌ (ف) اسم کی گیارہ علامتوں میں سے تین معنوی ہیں جو پڑھنے میں نہیں آتیں صرف ذہن حکم کرتا ہے (١) مسند الیہ ہونا (٢) مضاف ہونا (٣) موصوف ہونا باقی آٹھ لفظی علامتیں ہیں جو پڑھنے میں آتی ہیں (ترکیب) جَاءَ فعل رَجُلٌ موصوف عَالِمٌ صیغہ صفت هُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، صیغہ صفت اپنے فاعل کے ساتھ مل کر صفت، موصوف اپنی صفت کے ساتھ مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا [4] مصنف نے فعل کے آٹھ خاصے بیان کئے ہیں (١) قَدْ کا ابتدا میں ہونا، قَدْ فعل ماضی پر آئے تو زمانہ ماضی کو حال کے قریب کرنے اور تحقیق کا فائدہ دیتا ہے جیسے قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ، مضارع پر آئے تو تقلیل اور کبھی کا فائدہ دیتا ہے جیسے قَدْ یَقْرَأُ زَیْدٌ، زید کبھی پڑھتا ہے۔ کبھی تحقیق کے لئے آتا ہے جیسے قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ تحقیق ہم تمہارے چہرے کا اٹھنا دیکھتے ہیں [5] (٢) ابتدا میں سین کا داخل ہونا جیسے سَیَقُوْلُ السُّفَهَاءُ بہت جلد بے وقوف کہیں گے (٣) سَوْفَ کا داخل ہونا جیسے فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا عنقریب اسکا آسان حساب لیا جائیگا (ف) سین اور سوف صرف فعل مضارع پر داخل ہوتے ہیں اور اسکے معنی مستقبل کو حال کے قریب کردیتے ہیں۔ سین میں سوف کی نسبت زیادہ قرب پایا جاتا ہے [6] (٤) حرف جزم کا داخل ہونا جیسے لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ نہ اس نے جنا اور نہ وہ جنا گیا (ف) لَمْ فعل مضارع پر داخل ہو کر اسے جزم دیتا ہے اور اسکے معنی کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے۔ حروف جازمہ پانچ ہیں اِنْ، لَمْ، لَمَّا، لامِ امر، لائے نہی نیز ایں پنج حرف جازم فعل اند ہر یکے بے دعائیہ [7] (٥) ضمیر مرفوع متصل بارز کا متصل ہونا جیسے ضَرَبْتُ اور قُتِلْتَ (ف) ضمیر مرفوع متصل مستتر اسم میں بھی آجاتی ہے جیسے ضَارِبَانِ میں هُمَا، ضمیر منصوب اور مجرور حرف کے ساتھ متصل ہو جاتی ہے جیسے اِنَّهٗ اور لَهٗ (٦) تانیث کی تائے ساکنہ کا متصل ہونا جیسے ضَرَبَتْ اور قُتِلَتْ، یہ تا ضمیر نہیں بلکہ حرف اور علامت ہے ضمیر هِیَ اس جگہ پوشیدہ ہے (٧) امر ہونا جیسے اِضْرِبْ اور اُسْجُدْ (٨) نہی ہونا جیسے لَا تَضْرِبْ اور لَا تَسْتَعْجِلْ تو جلدی نہ کر (ف) فعل کی تمام علامات لفظی ہیں جو پڑھنے میں آتی ہیں اگر ماضی چار حرفی نہ ہو تو امر حاضر معروف میں ہمزۂ امر اور امر کے دوسرے صیغوں میں لام امر اور نہی میں لائے نہی لفظی علامات ہیں [8] حرف کی ایک ہی علامت ہے اور وہ بھی عدمی یعنی اسم اور فعل کی علامت کا نہ ہونا۔

ك اس سے پہلے گزر چکا کہ جملہ کے کلمات کے متعلق یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ معرب ہیں یا مبنی؟ یہ بحث نحو میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ بعض کلمات ایسے ہیں کہ ان پر مختلف عمل کرنے والے عامل یکے بعد دیگرے آئیں تو ان کے آخر میں حرف یا حرکت کی تبدیلی آجاتی ہے مثلاً جَاءَنِي زَيْدٌ وَرَأَيْتُ زَيْدًا وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ پہلے فعل نے زید کو رفع دیا دوسرے فعل نے نصب دی اور باء نے جر دی۔ زید کی آخری حرکت بدلتی گئی جَاءَنِي أَبُوكَ وَرَأَيْتُ أَبَاكَ وَمَرَرْتُ بِأَبِيكَ أَبٌ کے آخر میں کبھی واؤ اور کبھی الف اور یاء ہے، یہ حرف کی تبدیلی ہے زید اور أَبٌ کو معرب کہا جاتا ہے جَاءَ، رَأَيْتُ اور باء عامل ہیں، رفع، نصب اور جر، اعراب ہے زید معرب اور دال محل اعراب ہے فاعل، مفعول اور مضاف الیہ ہونا وہ معنی ہے جو اعراب کا تقاضا کرتا ہے عامل اسی معنی کے واسطہ سے اعراب دیتا ہے جب کہ هٰؤُلَاءِ پر بھی عامل آتے ہیں لیکن اس کے آخر میں کوئی تبدیلی نہیں آتی جَاءَنِي هٰؤُلَاءِ وَرَأَيْتُ هٰؤُلَاءِ وَمَرَرْتُ بِهٰؤُلَاءِ، هٰؤُلَاءِ کو مبنی کہا جاتا ہے۔ فعل کی مثال دیکھئے يَضْرِبُ، لَنْ يَضْرِبَ وَلَمْ يَضْرِبْ، يَضْرِبْنَ، لَنْ يَضْرِبْنَ وَلَمْ يَضْرِبْنَ، يَضْرِبُ معرب اور يَضْرِبْنَ مبنی (تعریف) معرب وہ کلمہ ہے جس کا آخر مختلف عمل والے عوامل کے یکے بعد دیگرے آنے سے بدل جائے جیسے زَيْدٌ، أَبُوكَ اور يَضْرِبُ اور مبنی وہ کلمہ ہے جس کا آخر مختلف عمل والے عوامل کے بدلنے سے نہ بدلے جیسے هٰؤُلَاءِ اور يَضْرِبْنَ (ف) معرب کی یہ تعریف طلباء کی آسانی کے لئے کی گئی ورنہ دراصل یہ معرب کا حکم ہے معرب وہ کلمہ ہے جو غیر کے ساتھ اس طرح ملا ہوا ہو کہ اس کا عامل اس کے ساتھ پایا جائے اور وہ مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو خود مصنف بھی اس طرف اشارہ کریں گے (ترکیب) جَاءَ فعل نون وقایہ یائے ضمیر متکلم مفعول بہ زیدٌ فاعل، فعل اپنے مفعول اور فاعل کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (ف) حضرت مولانا سید غلام جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے علامہ عکبری کے حوالہ سے نقل کیا کہ جاءَ براہ راست بھی متعدی ہوتا ہے اور حرف جر کے واسطہ سے بھی، کہا جاتا ہے جِئْتُهُ اور جِئْتُ إِلَيْهِ ك۲ اس فصل میں معرب اور مبنی کا شمار کریں گے۔ مبنی دو قسم ہے (۱) مبنی الاصل (۲) مشابہ مبنی الاصل مبنی الاصل تین ہیں (۱) فعل ماضی (۲) فعل امر حاضر معروف (۳) تمام حروف۔ ان کے علاوہ فعل مضارع مبنی ہے بشرطیکہ وہ جمع مؤنث کے نون کے ساتھ ہو جیسے يَضْرِبْنَ اور تَضْرِبْنَ یا نون تاکید کے ساتھ متصل ہو اور درمیان میں کوئی حائل نہ ہو یہ پانچ صیغوں میں ہوگا واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب، واحد مذکر حاضر اور متکلم کے دو صیغے، باقی تثنیہ، جمع اور واحدہ مؤنثہ مخاطبہ میں نون تاکید فعل کے ساتھ متصل نہیں بلکہ درمیان میں الف، واؤ، اور یاء کا فاصلہ حائل ہے۔ اس لئے یہ صیغے معرب ہیں۔ اسی طرح اسم غیر متمکن بھی مبنی ہے۔ اس کی تعریف آئندہ آئے گی۔ مبنی کی یہ پانچ قسمیں ہوئیں۔ چھٹی قسم وہ اسم متمکن جو ترکیب میں واقع نہ ہو جیسے زید، عمر، بکر

علامتی از علامات اسم و فعل در د تبود۔

فصل بدانکہ جملہ کلماتِ[1] عرب بر دو قسم ست معرب و مبنی معرب آں ست کہ آخرش باختلاف عوامل مختلف شود چوں زَيْدٌ در جَاءَنِي زَيْدٌ وَرَأَيْتُ زَيْدًا وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ جَاءَ عامل ست و زَيْدٌ معرب ست و ضمہ اعراب ست و دال محل اعراب و مبنی آنست کہ آخرش باختلاف عوامل مختلف نہ شود چوں هٰؤُلَاءِ کہ در حالت رفع و نصب و جر یکساں ست۔

فصل بدانکہ جملہ[2] حروف مبنی ست و از افعال فعل ماضی و امر حاضر

ك کلام عرب میں معرب دو ہی چیزیں ہیں (۱) اسم متمکن بشرطیکہ ترکیب میں واقع ہو۔ اگر کوئی اسم ترکیب میں واقع نہیں مثلاً گنتی کرتے ہوئے کہا جائے زَيْدٌ، عَمْرٌو اور خَالِدٌ ان اسماء میں وہ معنی نہیں پایا جاتا جو اعراب کو چاہتا ہے۔ یہ ابن حاجب کا مذہب ہے زمخشری کے نزدیک یہ اسماء معرب ہیں کیونکہ ان میں اس وقت اگرچہ اعراب کا استحقاق نہیں ہے کیونکہ عامل نہیں پایا گیا تاہم اعراب کے مستحق ہونے کی صلاحیت تو موجود ہے لہٰذا معرب ہیں۔ (۲) فعل مضارع بشرطیکہ نون مؤنث اور نون تاکید سے متصل نہ ہو (تعریف) اسم متمکن وہ اسم ہے جو مبنی اصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھے۔ اسم غیر متمکن وہ اسم ہے جو مبنی اصل سے مشابہت رکھے، مبنی اصل تین چیزیں ہیں جن کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے۔ (ف) مبنی اصل کے ساتھ مشابہت کی کئی صورتیں ہیں (۱) کسی اسم میں مبنی اصل کا معنی پایا جائے جیسے أَيْنَ کہ اس میں ہمزۂ استفہام کا معنی ہے اور أَحَدَ عَشَرَ کی دوسری جزء میں حرف عطف کا معنی ہے (۲) حرف کی طرح اسم اپنا معنی معین کرنے میں غیر کا محتاج ہو جیسے اسم اشارہ کہ اس کا معنی معین کرنے کے لئے ہاتھ سے اشارہ کرنا پڑے گا۔ اسی طرح مضمرات اور موصولات تفصیل شرح جامی اور ہدایۃ النحو میں ملاحظہ ہو۔ ك۲ اسم غیر متمکن کی آٹھ قسمیں ہیں پہلی قسم ضمیر ہے أَنَا، میں أَنْتَ، تو اور هُوَ، وہ ضمیر ہے، ضمیر غائب جس کی طرف راجع ہو کبھی اس کا حقیقۃً پہلے ذکر ہوتا ہے جیسے زَيْدٌ ضَرَبَ، ضَرَبَ میں هُوَ ضمیر پوشیدہ ہے جو زید کی طرف راجع ہے کبھی حکماً جیسے وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ، أَبَوَيْهِ کی ضمیر میت کی طرف راجع ہے۔ وہ اگرچہ مذکور نہیں لیکن وراثت کی تقسیم سے اس کا پتہ چل رہا ہے (تعریف) ضمیر وہ اسم ہے جس کی وضع متکلم یا مخاطب یا ایسے غائب کے لئے ہو جس کا ذکر حقیقۃً یا حکماً پہلے ہو چکا ہو، اسے مُضْمَر بھی کہتے ہیں اور ضمیر غائب جس کی طرف راجع ہو اسے مَرْجِع (جیم مکسور) کہتے ہیں، (ف) ضمیر کا اعراب محلی ہوتا ہے یعنی جس جگہ وہ واقع ہے اس جگہ اگر اسم معرب آتا تو اس پر اعراب آجاتا، ضمیر کبھی محل رفع میں واقع ہوگی یعنی فاعل نائب فاعل یا مبتدا واقع ہوگی اسے ضمیر مرفوع کہا جائے گا جیسے أَنَا میں (مرد ہو یا عورت) اور ضَرَبْتُ میں تا ضمیر مرفوع ہے۔ اور اگر محل نصب میں واقع ہو یعنی مفعول ہو یا اسم إِنَّ ہو تو اسے ضمیر منصوب کہا جائیگا جیسے إِيَّايَ مجھے اور ضَرَبَنِي اس نے مجھے مارا اور اگر محل جر میں واقع ہو یعنی مضاف الیہ ہو یا حرف جر اس پر داخل ہو تو اسے ضمیر مجرور کہا جائے گا۔ جیسے غُلَامِي اور لِي میرے لئے، پھر مرفوع، منصوب کی دو دو قسمیں ہیں اگر وہ اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی ہو اور اس سے پہلے نہ آسکے تو اسے متصل کہیں گے ورنہ منفصل ضمیر مجرور صرف متصل ہوتی ہے منفصل نہیں۔ ضمیر کی یہ پانچ قسمیں ہوئیں۔

معروف و فعل مضارع با نونہائے جمع مؤنث و با نونہائے تاکید نیز مبنی است بدانکہ اسم غیر متمکن مبنی است و اما[1] اسم متمکن معرب ست بشرط آنکہ در ترکیب واقع شود و فعل مضارع معرب ست بشرط آنکہ از نونہائے جمع مؤنث و نون تاکید خالی باشد پس در کلام عرب بیش ازیں دو قسم معرب نیست باقی ہمہ مبنی ست و اسم غیر متمکن اسمے ست کہ با مبنی اصل مشابہت دارد و مبنی اصل سہ چیز است فعل ماضی و امر حاضر معروف و جملہ حروف و اسم متمکن آنست کہ با مبنی اصل مشابہ نباشد۔

فصل بدانکہ اسم غیر متمکن[2] ہشت قسم ست اول مضمرات چوں أَنَا من مرد و زن ضَرَبْتُ زدم من و إِيَّايَ خاص مرا و ضَرَبَنِي بزد مرا

لے اس سے پہلے بیان ہو چکا کہ ضمیر کی پانچ قسمیں ہیں اور ہر ایک کے چودہ چودہ صیغے ہیں۔ کل ستر صیغے ہوئے۔ چودہ صیغے اس طرح کہ ضمیر متکلم (کلام کرنے والے کے لئے ہے یا حاضر (جس سے کلام کیا جائے) کے لئے یا غائب (جو نہ متکلم ہو نہ مخاطب) کے لئے۔ ان تین میں سے ہر ایک دو قسم ہے مذکر اور مؤنث، یہ چھ قسمیں ہوئیں ان میں سے ہر ایک کی تین قسمیں ہیں واحد، تثنیہ اور جمع، اس لحاظ سے اٹھارہ صیغے ہونے چاہئیں لیکن غائب کے چھ، حاضر کے چھ اور متکلم کے دو صیغے ہیں ایک واحد متکلم کے لئے خواہ مذکر ہو یا مؤنث اور ایک تثنیہ اور جمع متکلم کے لئے ہے خواہ مذکر ہو یا مؤنث، اس صیغے کو متکلم مع الغیر کہنا چاہیے تاکہ تثنیہ اور جمع دونوں کو شامل ہو۔ بعض اوقات یہ صیغہ واحد متکلم کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جب کلام کرنے والا اپنے آپ کو صاحبِ عظمت قرار دے ٢ے ضمیر مرفوع متصل کی دو قسمیں ہیں (١) بارز جو ظاہر ہو اور پڑھنے میں آئے جیسے ضَرَبْتُ میں تُ (٢) مُستتِر جو عامل میں پوشیدہ ہو اسے اَنَا اور نَحْنُ وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مُستتِر کی پھر دو قسمیں ہیں (١) جائزُ الاستِتار وہ ضمیر جس کی جگہ اسم ظاہر فاعل آسکے۔ فعل ماضی اور مضارع کے واحد مذکر غائب اور واحدہ مؤنثہ غائبہ کے صیغوں میں مستتر ہونا جائز ہے جیسے ضَرَبَ،

وَلِی مُراد ایں لے ہفتاد ضمیر ست چہاردہ مرفوع ٢ے متصل ضَرَبْتُ ٣ے ضَرَبْنَا ضَرَبْتَ ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُمْ ضَرَبْتِ ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُنَّ ضَرَبَ ضَرَبَا ضَرَبُوْا ضَرَبَتْ ضَرَبَتَا ضَرَبْنَ وچہاردہ ٤ے مرفوع منفصل اَنَا نَحْنُ اَنْتَ اَنْتُمَا اَنْتُمْ اَنْتِ اَنْتُمَا اَنْتُنَّ هُوَ هُمَا هُمْ هِيَ هُمَا هُنَّ

ضَرَبَتْ، یَضْرِبُ اور تَضْرِبُ، ضَرَبَ فعل اور ہُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل ہے اور اگر ضَرَبَ زَیْدٌ کہا جائے تو زیدٌ اسم ظاہر فاعل بن جائے گا۔ ماضی کے باقی صیغوں میں بارز ضمیریں ہیں۔ اسی طرح اسم فاعل اور اسم مفعول کے واحد کے صیغوں میں (٢) واجبُ الاستِتار وہ ضمیر جس کی جگہ اسم ظاہر فاعل نہ بن سکے۔ فعل مضارع کے واحد مذکر حاضر، واحد متکلم اور متکلم مع الغیر کے صیغوں میں جیسے تَضْرِبُ، اَضْرِبُ اور نَضْرِبُ، تَضْرِبُ میں اَنْتَ ضمیر مستتر فاعل ہے اگر تَضْرِبُ اَنْتَ کہا جائے تو اَنْتَ فاعل نہیں بلکہ تاکید ہے۔ مضارع کے باقی صیغوں میں بارز ضمیریں ہیں اسی طرح امر اور نہی کے جو صیغے ان تین صیغوں سے بنیں اور اسم فاعل اور اسم مفعول کے تثنیہ و جمع کے صیغوں میں ضمیر لازماً پوشیدہ ہوگی مثلاً ضَارِبَانِ میں هُمَا، ضَارِبُوْنَ میں هُمْ اور ضَارِبَاتٌ میں هُنَّ ضمیر پوشیدہ ہے الف، واو اور الف تا، علامت تثنیہ و جمع ہیں۔ (ف) چونکہ ضمیروں میں سب سے زیادہ معرفہ ضمیر متکلم، پھر حاضر اور پھر غائب ہے اس لئے نحوی اسی ترتیب سے گردان کرتے ہیں جب کہ صرفی اس کے برعکس پہلے غائب پھر حاضر پھر متکلم کے صیغے لاتے ہیں۔ ٣ے ضَرَبْتُ میں تُ اور ضَرَبْنَا میں نَا ضمیر مرفوع متصل بارز ہے۔ فعل ماضی کے مخاطب کے تمام صیغوں میں تَ ضمیر مرفوع متصل بارز ہے کہیں مبنی بر فتح کہیں مبنی بر ضم اور کہیں مبنی بر کسرہ ہے۔ ضَرَبْتُمَا میں تا ضمیر، میم حرف عماد (ٹیک کے لئے) اور الف علامت تثنیہ ضَرَبْتُمْ میں میم علامت جمع مذکر اور ضَرَبْتُنَّ میں نون مشدد علامت جمع مؤنث ہے۔ غائب کے صیغوں میں سے ضَرَبَ میں هُوَ اور ضَرَبَتْ میں هِيَ ضمیر مرفوع متصل مستتر ہے ضَرَبَتْ میں تا ء حرف اور علامت تانیث ہے۔ ضَرَبَا اور ضَرَبَتَا میں الف ضمیر تثنیہ، ضَرَبُوْا میں واو ضمیر جمع مذکر اور ضَرَبْنَ میں نون ضمیر جمع مؤنث ہے یہ سب مرفوع متصل بارز ضمیریں ہیں ٤ے ضمیر مرفوع منفصل وہ ضمیر ہے جو محل رفع میں واقع ہو اور عامل کے ساتھ ملی ہوئی نہ ہو۔ یہ صرف بارز ہوتی ہے مستتر نہیں ہوتی اَنَا میں دو قول ہیں (١) صرف اَنْ ضمیر ہے، مبنی بر فتح، الف اشباع کے لئے ہے یعنی نون کے فتح کو کھینچا تو الف بن گیا۔ (٢) اَنَا ضمیر ہے اس صورت میں مبنی بر سکون ہے، حاضر کے چھ صیغوں میں اَنْ ضمیر خطاب اور مبنی بر سکون ہے، ان تمام صیغوں میں تا ء علامت خطاب ہے اَنْتُمَا میں میم حرف عماد اور الف علامت تثنیہ اَنْتُمْ میں میم علامت جمع مذکر اور اَنْتُنَّ میں نونِ مشدد علامت جمع مؤنث ہے هُوَ ضمیر واحد مذکر غائب مبنی بر فتح هِيَ ضمیر واحدہ مؤنثہ غائبہ مبنی بر فتح هُمَا میں ها ضمیر، میم حرف عماد اور الف علامت تثنیہ، هُمْ میں ها ضمیر اور میم علامت جمع مذکر غائب هُنَّ میں ها ضمیر اور نونِ مشدد علامت جمع مؤنث غائب۔

لے ضمیر منصوب متصل وہ ضمیر ہے جو محلِ نصب میں واقع ہو اور اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی ہو، چودہ صیغوں میں ضَرَبَ صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد، صحیح، از باب فَعَلَ یَفْعِلُ هُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ جو مثلاً زید کی طرف راجع ہے ضَرَبَنِی میں نون وقایہ مبنی بر کسر، ی ضمیر واحد متکلم ترجمہ اس نے مجھ کو مارا ضَرَبَنَا میں نَا ضمیر متکلم مع الغیر ضَرَبَكَ میں كَ ضمیر منصوب متصل مبنی بر فتح ضَرَبَكِ میں كِ ضمیر مبنی بر کسر ضَرَبَكُمَا میں کاف ضمیر مبنی بر ضم، میم حرف عماد الف علامت تثنیہ ضَرَبَكُمْ میں کاف ضمیر مبنی بر ضم، میم علامت جمع مذکر ضَرَبَكُنَّ میں کاف ضمیر مبنی بر ضم، نونِ مشدد علامت جمع مؤنث حاضر۔ ضَرَبَهُ میں ها ضمیر مبنی بر ضم ضَرَبَهُمَا میں ها ضمیر مبنی بر ضم، میم حرف عماد اور الف علامت تثنیہ ضَرَبَهُمْ میں ها ضمیر، میم علامت جمع مذکر غائب ضَرَبَهَا میں دو قول ہیں (١) هَا ضمیر ہے مبنی بر سکون (٢) هَ ضمیر ہے مبنی بر فتح اور الف، مذکر و مؤنث میں فرق کے لئے لایا گیا ہے۔ ضَرَبَهُنَّ میں هَا ضمیر مبنی بر ضم اور نونِ مشدد علامت جمع مؤنث غائب۔ (ف) ضمیر منصوب متصل کی مثال کے لئے ضَرَبَ کی جگہ فعل ماضی کے چودہ صیغوں میں سے باقی صیغے بھی لائے جاسکتے ہیں، ساتھ ساتھ معنی بھی بدلتا رہے گا۔ مشق کے طور پر طالب علم

وچہاردہ لے منصوب متصل ضَرَبَنِی ضَرَبَنَا ضَرَبَكَ ضَرَبَكُمَا ضَرَبَكُمْ ضَرَبَكِ ضَرَبَكُمَا ضَرَبَكُنَّ ضَرَبَهُ ضَرَبَهُمَا ضَرَبَهُمْ ضَرَبَهَا ضَرَبَهُمَا ضَرَبَهُنَّ وچہاردہ ٢ے منصوب منفصل اِيَّايَ اِيَّانَا۔ اِيَّاكَ اِيَّاكُمَا اِيَّاكُمْ اِيَّاكِ اِيَّاكُمَا اِيَّاكُنَّ اِيَّاهُ اِيَّاهُمَا اِيَّاهُمْ اِيَّاهَا اِيَّاهُمَا اِيَّاهُنَّ وچہاردہ ٣ے مجرور متصل لِی لَنَا لَكَ لَكُمَا لَكُمْ لَكِ لَكُمَا لَكُنَّ لَهُ لَهُمَا لَهُمْ لَهَا لَهُمَا لَهُنَّ۔

سے مختلف گردانیں سنی جائیں اور معنی بھی پوچھا جائے ٢ے منصوب منفصل وہ ضمیر ہے جو محل نصب میں واقع ہو اور عامل سے جدا ہو۔ ان چودہ صیغوں میں ضمیر منصوب منفصل صرف لفظ اِيَّا ہے اس کے بعد جو اضافے ہیں وہ متکلم، مخاطب اور غائب، واحد، تثنیہ، اور جمع، مذکر اور مؤنث کی علامات ہیں مثلاً اِيَّايَ میں یا ء واحد متکلم کی علامت، اِيَّانَا میں نا متکلم مع الغیر یا واحد متکلم معظّم کی علامت اِيَّاكَ میں کاف واحد مذکر حاضر کی علامت ہے مبنی بر فتح اِيَّاكِ میں مبنی بر کسر اِيَّاكُمَا میں کاف علامت خطاب میم حرف عماد اور الف علامت تثنیہ، اِيَّاكُمْ میں کاف علامت خطاب اور میم علامت جمع مذکر حاضر اِيَّاكُنَّ میں نونِ مشدد علامت جمع مؤنث حاضر۔ غائب کے صیغوں میں ها علامت غائب اِيَّاهُمَا میں میم حرف عماد اور الف علامت تثنیہ اِيَّاهُمْ میں میم علامت جمع مذکر غائب اور اِيَّاهُنَّ میں نون مشدد علامت جمع مؤنث غائب اِيَّاهَا میں دو قول ہیں (١) ها اور الف کا مجموعہ علامت واحدہ مؤنثہ غائبہ ہے یا هَا علامت غائبہ اور الف مذکر اور مؤنث کے درمیان فرق کے لئے۔ ٣ے ضمیر مجرور متصل وہ ضمیر ہے جو محل جر میں واقع ہو اور اپنے عامل سے ملی ہوئی ہو اور اس سے مقدم نہ ہو سکے۔ واحد متکلم کی ضمیر پر جو لام داخل ہے وہ مبنی بر کسرہ ہے جیسے لِی اور باقی ضمیروں پر مبنی بر فتح۔ خطاب کی ضمیروں میں کاف اور غائب کی ضمیروں میں ها ضمیر مجرور متصل ہے باقی علامات ہیں اور تثنیہ کے صیغوں میں میم حرف عماد ہے جیسے کہ اس سے پہلے گزرا (ف) متن میں اس ضمیر مجرور کی مثال دی ہے جس پر حرف جر داخل ہے، جو ضمیر مضاف الیہ ہو وہ بھی مجرور متصل ہوگی جیسے غُلامِی غُلامُنَا الخ۔

لہ اسم غیر متمکن کی دوسری قسم اسماء اشارہ ہیں اسم اشارہ کی وضع کسی عضو کے ذریعے محسوس مبصر کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ہے۔ غیر محسوس مبصر کی طرف اشارہ کے لئے مجازاً استعمال ہو جاتے ہیں۔ ان کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انہیں حرف کے ساتھ مشابہت ہے جب تک مثلاً ہاتھ یا آنکھ سے اشارہ نہ کریں مشار الیہ متعین نہیں ہوتا جیسے حرف ضمیمہ کے بغیر اپنا معنی نہیں سمجھاتا۔ ذَا واحد مذکر کے لئے تَا۔ تِی۔ تِہٖ۔ تِہِیْ۔ ذِہٖ۔ ذِہِیْ چھ اسم واحدہ مؤنثہ کے لئے۔ ذَانِ حالت رفع میں اور ذَیْنِ حالت نصب و جر میں تثنیہ مذکر کے لئے اسی طرح تَانِ اور تَیْنِ تثنیہ مؤنث کے لئے اُولَاءِ (الف ممدودہ کے ساتھ) مبنی بر کسر اور اُولٰی (مقصورہ کے ساتھ) مبنی بر سکون جمع مذکر اور جمع مؤنث کے لئے ہیں (ف) عموماً ان کی ابتداء میں مخاطب کو متوجہ کرنے کے لئے ھَا حرف تنبیہ لگا دیتے ہیں ھٰذَا۔ ھٰذَانِ۔ ھٰؤُلَاءِ وغیرہ۔ کبھی ان کے آخر میں حرف خطاب لگا دیتے ہیں جیسے ذٰلِکَ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مشار الیہ واحد مذکر اور جس سے بات کی جا رہی ہے وہ بھی واحد مذکر ہے ذَاکُمَا۔ ذَاکُمْ۔ ذَاکِ ذَاکُمَا۔ ذَاکُنَّ مشار الیہ وہی واحد مذکر لیکن مخاطب تثنیہ و جمع اور مذکر و مؤنث ہونے میں تبدیل ہو گیا ہے۔ تَاکَ۔ تَاکُمَا۔ تَاکُمْ۔ تَاکِ۔ تَاکُمَا تَاکُنَّ ہیں مشار الیہ واحد مؤنث لیکن مخاطب مختلف ہے اسی طرح ذَانِکَ۔ ذَانِکُمَا آخر تک تَانِکَ۔ تَانِکُمَا آخر تک اُولٰئِکَ اُولٰئِکُمَا آخر تک۔ ان میں کاف حرف خطاب ہے ضمیر نہیں۔ تثنیہ میں میم حرف عماد اور الف علامت تثنیہ ذَاکُمْ میں میم ساکن جمع مذکر کی علامت اور ذَاکُنَّ میں نون مشدد جمع مؤنث کی۔ قرآن پاک میں ہے ذٰلِکُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ۔ فَذٰلِکُنَّ الَّذِیْ لُمْتُنَّنِیْ فِیْہِ۔ قَالَ کَذٰلِکِ۔ تِلْکُمُ الْجَنَّۃُ بعض اوقات کاف سے پہلے لام مکسور یا ساکن لایا جاتا ہے جیسے ذٰلِکَ اور تِلْکَ متوسط کے لئے ہے۔ سوال:۔ حالت رفع میں ذانِ اور حالت نصب و جر میں ذَیْنِ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معرب ہے حالانکہ اسم اشارہ مبنی کی قسم ہے جواب اسم اشارہ حرف کے مشابہ ہونے کی وجہ سے مبنی ہے ذان اور ذین کی تبدیلی معرب ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی ساخت ہی ایسی ہے کہ رفع کی حالت میں ذانِ اور نصب و جر کی حالت میں ذَیْنِ پڑھا جاتا ہے ٭ اَلَّذِیْ اسم موصول ہے اس کا معنی ہے وہ جو۔ جب تک اس کے ساتھ ایک جملہ خبریہ نہ ملائیں اس کا معنی مکمل نہیں ہوتا مثلاً اَلَّذِیْ یَرَاکَ، جملہ کو صلہ کہا جاتا ہے۔ چونکہ صلہ کے ملائے بغیر اس کا معنی مکمل نہیں ہوتا اس لحاظ سے یہ حرف کے مشابہ ہے اور اسی لئے مبنی ہے **(تعریف)** اسم موصول وہ اسم ہے جس کا معنی کسی جملہ خبریہ کے ملائے بغیر مکمل نہ ہو۔ البتہ الف لام موصول ہو تو اس کا معنی اسم فاعل یا اسم مفعول کے ملانے سے مکمل ہو جاتا ہے جیسے الضارب والمضروب۔ اسماء موصول یہ ہیں۔ اَلَّذِیْ واحد مذکر کے لئے کبھی اَلَّذِیْ جمع کے لئے بھی آجاتا ہے جیسے ارشاد ربانی ہے مَثَلُھُمْ کَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا۔ اس جگہ الذی جمع کے لئے ہے کیونکہ اس سے آگے بِنُوْرِھِمْ میں اس کی طرف جمع کی ضمیر لوٹائی گئی ہے۔ اَللَّذَانِ حالت رفع میں اور اَللَّذَیْنِ حالت نصب و جر میں تثنیہ مذکر کے لئے۔ اَلَّذِیْنَ جمع مذکر کے لئے اَلَّتِیْ واحدہ مؤنثہ اَللَّتَانِ اَللَّتَیْنِ تثنیہ مؤنث اَللَّاتِیْ اور اَللَّوَاتِیْ جمع مؤنث کے لئے مَا غالباً غیر ذوی العقول کے لئے۔ مَنْ غالباً عقل والوں کے لئے اَیٌّ اسم موصول مذکر اور مؤنث کے لئے اور اَیَّۃٌ صرف مؤنث کے لئے، یہ دونوں واحد تثنیہ اور جمع کے لئے بھی آتے ہیں سوال اَیٌّ اور اَیَّۃٌ معرب ہیں جیسے کہ خود مصنف نے فرمایا ہے پھر انہیں مبنیات میں کیوں ذکر کیا؟ جواب ان کی چار حالتیں ہیں ایک حالت میں مبنی ہیں اس لئے مبنیات میں ذکر کیا۔ تین حالتوں میں معرب ہیں اس لئے معرب ہونے کی تصریح کر دی۔ چار حالتیں یہ ہیں (۱) اِضْرِبْ اَیُّھُمْ قَائِمٌ "اَیٌّ" کا مضاف الیہ مذکور ہے اور صدر صلہ (صلہ کی پہلی جز) محذوف ہے اصل میں ھُوَ قَائِمٌ تھا اس حالت میں مبنی ہے اَیُّھُمْ اَشَدُّ عَلَی الرَّحْمٰنِ عِتِیًّا ان میں سے جو اللہ تعالیٰ کا سخت نافرمان ہے (۲) مضاف الیہ محذوف صدر صلہ مذکور جیسے اَیٌّ ھُوَ قَائِمٌ (۳) دونوں مذکور اَیُّھُمْ ھُوَ قَائِمٌ (۴) دونوں محذوف اَیٌّ قَائِمٌ۔ آخری تین صورتوں میں معرب۔

دوم اسمائے[1] اشارات ذَا وَذَانِ وَذَیْنِ وَتَا وَتِیْ وَتِہٖ وَذِہٖ وَذِہِیْ وَتِہِیْ وَتَانِ وَتَیْنِ وَاُولَاءِ بمد و اُولٰی بقصر۔

سوم اسمائے[2] موصولہ اَلَّذِیْ اَللَّذَانِ وَاللَّذَیْنِ وَالَّذِیْنَ اَلَّتِیْ اَللَّتَانِ وَاللَّتَیْنِ وَاللَّاتِیْ وَاللَّوَاتِیْ وَمَا وَمَنْ وَاَیٌّ وَاَیَّۃٌ

لہ اسم فاعل اور اسم مفعول دو قسم ہیں (۱) حدوثی جو تین زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں معنی مصدری کے پائے جانے پر دلالت کرے جیسے الضارب وہ جس نے مارا یا مارتا ہے یا مارے گا المضروبُ وہ جسے مارا گیا یا مارا جاتا ہے یا مارا جائے گا (۲) ثبوتی جو کسی ایک زمانے کے ساتھ خاص نہیں جیسے الحائکُ جولاہا الصَّائغ سنار۔ اسم فاعل یا اسم مفعول حدوثی پر آنے والا الف لام اسمی اور موصول ہے۔ ثبوتی پر آنے والا الف لام حرفی ہے صفت مشبہ کی دلالت چونکہ ثبوت پر ہوتی ہے اس لئے اس پر آنے والا الف لام حرفی ہے (ف) الف لام اسمی واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث کے لئے آتا ہے جیسا اس کا مدخول ویسا ہی یہ ہوگا ٭ بنو طے عرب کا مشہور قبیلہ جس کا ایک مشہور فرد حاتم طائی ہوا ہے اس قبیلے کی لغت میں ذُو، الذی کے معنی میں آتا ہے ایک طائی شاعر کہتا ہے ؎

فَاِنَّ الْمَاءَ مَاءُ اَبِیْ وَجَدِّیْ
وَبِئْرِیْ ذُوْ حَفَرْتُ وَذُوْ طَوَیْتُ

بے شک پانی (چشمہ) میرے باپ اور دادا کا ہے۔ اور میرا کنواں وہ ہے جسے میں نے کھودا اور گول کیا۔

٭ اسم غیر متمکن کی چوتھی قسم اسماء افعال ہیں۔ اسم فعل وہ اسم ہے جو فعل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے مصنف نے اس کی دو قسمیں بیان کی ہیں (۱) جو فعل امر کے معنی میں آتا ہے اس کی چار مثالیں دی ہیں رُوَیْدَ تو ضرور مہلت دے بَلْہَ تو ضرور چھوڑ۔ یہ دونوں فعل امر متعدی کے معنی میں ہیں۔ آیندہ دو اسم فعل، امر لازم کے معنی میں ہیں حَیَّھَلْ تو آ، کہا جاتا ہے حَیَّھَلِ الصَّلٰوۃَ نماز کے لئے آ اور ھَلُمَّ تو حاضر کر ھَلُمَّ شُھَدَاءَکُمْ تم اپنے گواہوں کو حاضر کرو (۲) وہ اسم فعل جو فعل ماضی کے معنی میں آتا ہے جیسے ھَیْھَاتَ دور ہوا، یہ فعل لازم کے معنی میں ہے شَتَّانَ جدا ہوا، یہ بھی فعل لازم کے معنی میں ہے اس کا فاعل کم از کم دو چیزیں ہوں گی جیسے شَتَّانَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو بے شک زید اور عمر جدا ہو گئے (ف) یہ اسماء افعال واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث کے لئے یکساں استعمال ہوتے ہیں ھَلُمَّ شُھَدَاءَکُمْ میں شُھَدَاءَکُمْ قرینہ ہے کہ ھَلُمَّ جمع کے لئے ہے اور اس میں اَنْتُمْ ضمیر پوشیدہ ہے۔ (ف) اسم فعل بعض اوقات فعل مضارع کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے اُفٍّ بمعنی اَتَضَجَّرُ میں بیقراری محسوس کرتا ہوں اور اَوَّہْ بمعنی اَتَوَجَّعُ میں تکلیف محسوس کرتا ہوں، مصنف نے اس قسم کی قلت کی بنا پر اسے ذکر نہیں کیا (ف) اسم فعل کی چند مثالیں مزید دیکھئے نَزَالِ تو اتر۔ عَلَیْکَ لازم کر لے اِلَیْکَ ہٹ دُوْنَکَ پکڑ عَلَیَّ بِہٖ اس کو میرے پاس لا۔ ھَاتِ لا۔ ھَیْتَ لَکَ آ۔ صَہْ اس وقت چپ رہ صَہٍ کبھی چپ رہ مَہْ ابھی چھوڑ مَہٍ کبھی چھوڑ ھَا پکڑ ۱۲ مفتی سید محمد افضل حسین اللہ تعالیٰ (ترکیب) رُوَیْدَ زَیْدًا۔ رُوَیْدَ اسم فعل مبنی بر فتح، مرفوع محلاً مبتدا اَنْتَ پوشیدہ اَنْ ضمیر مرفوع متصل فاعل قائم مقام خبر تا علامت خطاب زَیْدًا مفعول بہ۔ اسم فعل مبتدا اپنے فاعل قائم مقام خبر اور مفعول بہ سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا ھَیْھَاتَ زَیْدٌ، جملہ اسمیہ خبریہ ہوگا ۱۲ مولانا سید غلام جیلانی قدس سرہٗ ٭ اسم غیر متمکن کی پانچویں قسم اسمائے اصوات ہیں اسم صوت وہ اسم ہے جو کسی امر عارض کے وقت انسان کے منہ سے طبعی طور پر صادر ہو یا وہ اسم جس سے حیوان کو آواز دی جائے یا کسی حیوان کی آواز کی نقل کی جائے۔ پانچ مثالیں اس لئے دی ہیں کہ شدید کھانسی کے وقت اُحْ اُحْ کی آواز، ناپسندیدگی کے وقت اُفْ کی آواز نکلتی ہے۔ خوشی کے وقت بَخٍ۔ بَخٍ اور بہت خوشی کے وقت بَخٍّ بَخٍّ کہا جاتا ہے اونٹ کو بٹھانے کے لئے نَخْ۔ نَخٍّ یا نَخْ کہا جاتا ہے اور کوے کی آواز کی نقل کے لئے غَاقِ استعمال ہوتا ہے۔ (ف) اُفِّ اسم صوت کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے اور اسم فعل بھی اس وقت اَتَضَجَّرُ میں تنگی اور بے قراری محسوس کرتا ہوں کے معنی میں آتا ہے۔ فَلَا تَقُلْ لَّھُمَا اُفٍّ کی تفسیر میں مفسرین نے دونوں قول بیان کئے ہیں۔

والف ولام[1] بمعنی اَلَّذِیْ در اسم فاعل و اسم مفعول چوں اَلضَّارِبُ وَالْمَضْرُوْبُ وذُوْ بمعنی[2] اَلَّذِیْ در لغت بنی طے نحو جَاءَنِیْ ذُوْ ضَرَبَکَ بدانکہ اَیٌّ وَاَیَّۃٌ معرب ست۔

چہارم اسمائے[3] افعال وآں بر دو قسم است اول بمعنی امر حاضر چوں رُوَیْدَ وبَلْہَ وحَیَّھَلْ وھَلُمَّ دوم بمعنی فعل ماضی چوں ھَیْھَاتَ وشَتَّانَ

پنجم اسمائے[4] اصوات چوں اُحْ اُحْ واُفْ وبَخْ نَخٍّ وغَاقِ۔

لے اسم غیر متمکن کی چھٹی قسم اسمائے ظروف ہیں اسم ظرف وہ اسم ہے جو فعل کے واقع ہونے کے زمانے یا مکان پر دلالت کرے اسم ظرف کی دو قسمیں ہیں (۱) جو کسی خاص فعل کے زمانے یا مکان پر دلالت کرے جیسے مَضْرِبٌ مارنے کی جگہ یا زمانہ۔ یہ ثلاثی مجرد میں مَفْعَلٌ یا مَفْعِلٌ کے وزن پر آتا ہے اور مبنی نہیں ہے (۲) جو کسی خاص فعل کے ظرف پر نہیں بلکہ مطلق فعل کے ظرف پر دلالت کرتا ہے۔ اس جگہ اسی قسم کا بیان مقصود ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم ظرف زمان جیسے اِذْ مبنی بر سکون، زمانہ ماضی کے لئے مثلاً قَدِمَ زَیْدٌ اِذْ عَمْرٌو نَائِمٌ زید آیا جب کہ عمر سو رہا تھا اِذَا مبنی بر سکون برائے مستقبل مثلاً آتِیْكَ اِذَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ میں تیرے پاس آؤں گا جب سورج طلوع ہوگا مَتٰی مبنی بر سکون برائے استفہام حدیث شریف میں ہے مَتَی السَّاعَةُ قیامت کب آئے گی؟ کَیْفَ مبنی بر فتح۔ مجازاً اسم ظرف ہے اور حالت دریافت کرنے کے لئے آتا ہے مثلاً کَیْفَ زَیْدٌ۔ زید کیسا ہے؟ تندرست یا بیمار۔ اس مثال میں مرفوع محلاً خبر مقدم ہے اور زید مبتدا مؤخر اَیَّانَ مبنی بر فتح برائے زمانہ مستقبل جیسے اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ جزا کا دن کب ہوگا؟ اَمْسِ مبنی بر کسر کل گزشتہ۔ مُذْ مبنی بر سکون مُنْذُ مبنی بر ضم۔ یہ دونوں فعل مقدم کی مدت کی ابتدا بیان کرنے کے لئے آتے ہیں اگر ان کا مدخول زمانہ گزشتہ ہو جیسے مَا رَاَیْتُهٗ مُذْ اَوْ مُنْذُ یَوْمُ الْجُمُعَةِ یعنی میرے اس کو نہ دیکھنے کی ابتدا

ششم اسمائے[1] ظروف زمان چوں اِذْ و اِذَا و مَتٰی و کَیْفَ و اَیَّانَ و اَمْسِ و مُذْ و مُنْذُ و قَطُّ و عَوْضُ و قبل و بعد وقتیکہ مضاف باشند و مضاف الیہ محذوف منوی باشد و ظرف[2] مکان چوں حَیْثُ و قُدَّامُ و تَحْتُ و فَوْقُ وقتیکہ مضاف باشند و مضاف الیہ محذوف منوی باشد۔

جمعہ کا دن ہے اور اگر ان کا مدخول زمانہ حاضر ہو تو تمام مدت بیان کرنے کے لئے آتے ہیں جیسے مَا رَاَیْتُهٗ مُذْ اَوْ مُنْذُ یَوْمَانِ یعنی میرے اس کو نہ دیکھنے کی تمام مدت دو دن ہیں۔ قَطُّ مبنی بر ضم فعل ماضی منفی کی تاکید کے لئے آتا ہے یعنی یہ بیان کرنے کے لئے کہ فعل ماضی گزشتہ تمام زمانوں میں منفی ہے جیسے مَا رَاَیْتُهٗ قَطُّ میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا عَوْضُ مبنی بر ضم فعل مستقبل منفی کی تاکید کے لئے آتا ہے یعنی یہ بیان کرنے کے لئے کہ فعل آنے والے تمام زمانوں میں منفی ہے جیسے لَا اَرَاهُ عَوْضُ میں اسے کبھی نہیں دیکھوں گا۔ قَبْلُ و بَعْدُ ظرف زمان ہیں بعض اوقات ظرف مکان کے لئے بھی آجاتے ہیں جیسے جَلَسْتُ قَبْلَكَ اَوْ بَعْدَكَ میں تجھ سے اگلی یا پچھلی نشست پر بیٹھا، عَوْضُ، قَبْلُ اور بَعْدُ اس وقت مبنی بر ضم ہوں گے جب کہ ان کا مضاف الیہ لفظوں میں مذکور نہ ہو لیکن نیت میں معتبر ہو یعنی محذوف منوی ہو (ف) قبل اور بعد کی تین حالتیں ہیں (۱) ان کا مضاف الیہ لفظوں میں موجود ہو تو یہ معرب ہوں گے جیسے قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (۲) مضاف الیہ محذوف منوی ہو جیسے عموماً کتابوں کی ابتدا میں آتا ہے اَمَّا بَعْدُ اصل میں عبارت یوں ہوتی ہے بَعْدَ التَّسْمِيَةِ وَالْحَمْدِ وَالصَّلٰوةِ اس جگہ مضاف الیہ لفظوں میں محذوف اور نیت میں معتبر ہے (۳) مضاف الیہ محذوف نسیاً منسیاً ہو یعنی نہ لفظوں میں موجود ہو اور نہ نیت میں معتبر ہو جیسے مِنْ قَبْلٍ و مِنْ بَعْدٍ[2] ظرف کی دوسری قسم ظرف مکان ہے حَیْثُ مبنی بر ضم، ظرف مکان جیسے اُصَلِّیْ حَیْثُ صَلَّیْتَ میں اس جگہ نماز پڑھتا ہوں جہاں تو نے نماز پڑھی وَمِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ۔ قُدَّامُ آگے تَحْتَ نیچے فَوْقَ اوپر یہ چاروں اس وقت مبنی بر ضم ہوں گے جب کہ ان کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو۔ حَیْثُ کا مضاف الیہ بعد والے فعل کا مصدر ہے جو حقیقۃً مذکور نہیں ہے لیکن نیت میں معتبر ہے اس لئے مبنی بر ضم ہے۔ کہا جائے گا ھٰذَا قُدَّامُ اور مطلب یہ ہوگا ھٰذَا قُدَّامَكَ یہ تیرے سامنے ہے۔

لے اسم غیر متمکن کی ساتویں قسم اسمائے کنایات ہیں اسم کنایہ وہ اسم ہے جو کسی معین چیز پر دلالت کرے۔ لیکن اس کی دلالت صراحۃً نہ ہو۔ مصنف نے اس کی چار مثالیں دی ہیں (۱) کَمْ یہ عدد مبہم کے لئے ہے اس کی دو قسمیں ہیں استفہامیہ جس سے کسی عدد کے بارے میں پوچھا جائے جیسے کَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ تیرے پاس کتنے مرد ہیں یہ کَمْ مضاف نہیں ہوتا اس کا مابعد تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے اس کے بعد عموماً صیغہ خطاب ہوتا ہے خبریہ جس سے کسی عدد کی خبر دی جائے جیسے کَمْ دَارٍ بَنَیْتُ میں نے بہت سے مکان بنائے، یہ کَمْ مضاف ہے اور اس کا مابعد مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہے، اس کے بعد عموماً متکلم کا صیغہ آتا ہے (۲) کَذَا یہ اسم عدد مبہم ہے خبر کے لئے آتا ہے جیسے عِنْدِیْ كَذَا دِرْهَمًا میرے پاس اتنے روپے ہیں اس کا مابعد تمیز کی بنا پر منصوب ہوگا (۳، ۴) کَیْتَ اور ذَیْتَ مبنی بر فتح مبہم بات سے کنایہ ہیں جیسے قُلْتُ کَیْتَ وَ کَیْتَ میں نے ایسے ایسے کہا اسی طرح ذَیْتَ[2] اسم غیر متمکن کی آٹھویں قسم مرکب بنائی ہے وہ مرکب جس کی دوسری جز حرف کے معنی پر مشتمل ہو جیسے اَحَدَ عَشَرَ کہ اصل میں اَحَدٌ وَ عَشَرٌ تھا، اس کی کسی قدر تفصیل اس سے پہلے گزر چکی ہے (ف) مرکب بنائی کی چند قسمیں ہیں (۱) اَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَ عَشَرَ تک اس کی دوسری جز حرف عطف کے معنی پر مشتمل ہے (۲) حَادِیَ عَشَرَ گیارہواں سے تَاسِعَ عَشَرَ انیسواں تک اس کی دونوں جزیں مبنی

ہفتم اسمائے[1] کنایات چوں کَمْ و کَذَا از عدد و کَیْتَ و ذَیْتَ کنایت از حدیث **ہشتم** مرکب[2] بنائی چوں اَحَدَ عَشَرَ۔

فصل بدانکہ اسم بر دو ضرب ست معرفہ و نکرہ معرفہ[3] آنست کہ موضوع باشد برائے چیزے معیّن و آں بر ہفت نوع ست اوّل[4] مضمرات دوم اعلام چوں زَیْدٌ و عَمْرٌو سوم اسمائے اشارات چہارم اسمائے موصولہ و ایں دو قسم را مبہمات گویند پنجم معرفہ بندا چوں یَا رَجُلُ۔

بر فتح ہیں کہ اس کا اصل یعنی احد عشر حرف عطف کے معنی پر مشتمل ہے (۳) بَیْتَ بَیْتَ اس کی دوسری جز حرف جر (لام) کے معنی پر مشتمل ہے اصل میں یوں تھا بَیْتِیْ مُلَاصِقٌ لِبَیْتِكَ میرا گھر تیرے گھر کے ساتھ ہے[3] اسم متمکن کی قسمیں بیان کرنے سے پہلے بطور تمہید اسم کی چند تقسیمیں بیان کی گئی ہیں۔ ہمارے سامنے دو قسم کے اسم ہیں (۱) زَیْدٌ شخص معین کا نام ہے (۲) رَجُلٌ، مرد، کوئی بھی مرد مراد ہو سکتا ہے پہلی قسم کو معرفہ اور دوسری قسم کو نکرہ کہتے ہیں (تعریف) معرفہ وہ اسم ہے جو معین چیز کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ نکرہ وہ اسم ہے جو غیر معین چیز کے لئے وضع کیا گیا ہو جیسے فَرَسٌ گھوڑا، ضرب اور نوع کا معنی قسم ہے[4] معرفہ کی سات قسمیں ہیں (۱) مضمرات (۲) اعلام جمع ہے علم کی وہ اسم جو شئے معین کے لئے اس طرح وضع کیا گیا ہو کہ اس وضع کے اعتبار سے دوسری شئے کو شامل نہ ہو جیسے زید اور عمرو (۳) اسمائے اشارات (۴) اسمائے موصولہ تیسری اور چوتھی قسم کو مبہمات کہتے ہیں یہ جمع ہے مبہم کی نہ کہ مبہمۃ کی کیونکہ یہ اسم کی صفت ہے یعنی اسماء مبہمات، ابہام کہتے ہیں خفاء کو۔ اسم اشارہ مثلاً ھٰذَا کی وضع معین مفرد مذکر کے لئے ہے جو آنکھ سے دیکھا جا سکے وہ زید، عمر، بکر کوئی بھی ہو سکتا ہے جب ہاتھ سے اشارہ کیا جائے یا صفت لائی جائے جیسے ھٰذَا التَّاجِرُ تو اس کا خفاء دور ہو جائے گا اسم موصول مثلاً اَلَّذِیْ (وہ جو) کا ابہام صلہ لانے سے دور ہوگا جیسے اَلَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ وہ ذات جس نے اپنے خاص بندے کو سیر کرائی (ف مضمرات) اسماء اشارہ اور اسماء موصولہ کی مثالیں اسم غیر متمکن کی بحث میں گزر چکی ہیں اس لئے اس جگہ متن میں بیان نہیں کیں (۵) معرفہ بندا جیسے یَا رَجُلُ، رجل کوئی بھی مرد ہو سکتا ہے لیکن اسے معین ہو گیا ہے بعض اوقات تعیین کا ارادہ نہیں ہوتا اس وقت معرفہ نہیں ہوگا جیسے نابینا کہے یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ (۶) معرف بالف و لام جیسے اَلرَّجُلُ خاص مرد (۷) ان قسموں میں سے منادیٰ کے علاوہ کسی قسم کی طرف اضافت معنوی سے مضاف ہو اور اگر اضافت لفظی سے مضاف ہو تو معرفہ نہ ہوگا جیسے حَسَنُ الْوَجْهِ۔

لے معرفہ کی پانچ قسموں کی طرف مضاف ہونے والے معرفہ کی مثالیں یہ ہیں (۱) غُلَامُهٗ ضمیر کی طرف مضاف (۲) غُلَامُ زَیْدٍ عَلَم کی طرف مضاف (۳) غُلَامُ هٰذَا اسم اشارہ کی طرف مضاف (۴) غُلَامُ الَّذِیْ عِنْدِیْ اسم موصول کی طرف مضاف (۵) غُلَامُ الرَّجُلِ مُعَرَّف باللام کی طرف مضاف (ترکیب) غلام الذی عندی میں الذی موصول عِند اسم ظرف مضاف، یاء ضمیر متکلم مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ فعل مقدر ثَبَتَ کا فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ اور صلہ، موصول اپنے صلہ سے مل کر مضاف الیہ (ف) ظرف کا متعلق مقدر ہو تو اس میں اختلاف ہے بصریوں کے نزدیک فعل مقدر ہوگا اور کوفیوں کے نزدیک شبہ فعل، اسم فاعل وغیرہ لیکن جب ظرف صلہ واقع ہو تو اس کا متعلق بالاتفاق فعل مقدر ہوگا ٢ے اب اسم کی ایک اور تقسیم کی جاتی ہے (تمہید) حُبْلٰی (حاملہ عورت) کے آخر میں الف مقصورہ ہے یعنی ایسا الف کہ اس کے بعد ہمزہ نہیں ہے، مقصورہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس پر کوئی حرکت نہیں آتی اسے حرکت سے روک دیا گیا ہے قصر کا معنیٰ ہے بند کر دینا۔ حَمْرَاءُ (سرخ رنگ والی عورت) کے آخر میں الف ممدودہ ہے، یعنی وہ الف جس کے بعد ہمزہ ہے مدّ کھینچنے کو کہتے ہیں یہ الف لمبا کر کے پڑھا جاتا ہے اس لئے ممدودہ کہلاتا ہے، تانیث کی علامتیں چار ہیں (۱) تاء ملفوظہ جو پڑھنے میں آئے اور وقف کے وقت ھا بن جائے (۲) تاء مقدرہ (۳) الف مقصورہ (۴) الف ممدودہ (مقصد) ہمارے سامنے چند اسم ہیں بعض وہ ہیں جن میں علامت تانیث موجود ہے (۱) طَلْحَةُ تاء ملفوظہ (۲) اَرْضٌ

ششم معرفہ بالف ولام چوں اَلرَّجُلُ ہفتم مضاف بیکی ازینہا چوں غُلَامُهٗ[1] وَغُلَامُ زَیْدٍ وَغُلَامُ هٰذَا وغُلَامُ الَّذِیْ عِنْدِیْ وغُلَامُ الرَّجُلِ ونکرہ آنست کہ موضوع باشد برای چیزی غیر معین چوں رَجُلٌ وفَرَسٌ بدانکہ اسم[2] بر دو صنف ست مذکر و مؤنث مذکر آنست کہ درو علامت تانیث نباشد چوں رَجُلٌ ومؤنث آنست کہ درو علامت تانیث باشد چوں اِمْرَأَةٌ وعلامت تانیث چہار ست تا چوں طَلْحَةُ والف مقصورہ چوں حُبْلٰی والف ممدودہ چوں حَمْرَاءُ وتائے مقدرہ چوں اَرْضٌ کہ در اصل اَرْضَةٌ بودہ است بدلیل

اس میں تاء مقدرہ ہے اصل اَرْضَةٌ ہے (۳) حُبْلٰی الف مقصورہ (۴) حَمْرَاءُ الف ممدودہ بعض میں علامت تانیث نہیں ہے جیسے رَجُلٌ (تعریف) مذکر وہ اسم ہے جس میں تانیث کی کوئی علامت موجود نہ ہو، مؤنث وہ اسم ہے جس میں تانیث کی کوئی علامت موجود ہو (ف) جس اسم میں تاء مقدرہ ہو اسے مؤنث سماعی اور مؤنث معنوی کہتے ہیں، کسی اسم میں تاء کا مقدر ہونا کئی طرح معلوم ہو سکتا ہے (۱) تصغیر کیونکہ تصغیر اسم کے تمام حروف کو ظاہر کر دیتی ہے جیسے اَرْضٌ زمین، اس کی تصغیر اُرَیْضَةٌ ہے (۲) کسی اسم کی طرف کلام عرب میں مؤنث کی ضمیر راجع کی گئی ہو جیسے اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا فرعونی آگ پر پیش کئے جاتے ہیں، میں النار مؤنث سماعی ہے اس کی طرف عَلَیْهَا میں ضمیر مؤنث راجع کی گئی ہے۔ (۳) کسی اسم کی طرف فعل مؤنث کا اسناد ہو جیسے وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِیْرُ جب قافلہ جدا ہو (۴) اسم اشارہ مؤنث استعمال کیا گیا ہو جیسے هٰذِهٖ جَهَنَّمُ یہ جہنم ہے (۵) اس کی صفت یا خبر مؤنث لائی گئی ہو جیسے اَلْکَتِفُ الْمَشْوِیَّةُ بھنا ہوا کندھا وغیرہ سوال هِیَ اور هٰذِهٖ مؤنث ہیں حالانکہ ان میں مؤنث کی کوئی علامت نہیں ہے جواب اس جگہ مذکر اور مؤنث اسم متمکن کی قسمیں بیان کی ہیں آپ کی بیان کردہ مثالیں غیر متمکن ہیں (ف) مؤنث معنوی دو قسم ہے (۱) جس میں عرب ہمیشہ تاء مقدرہ کا اعتبار کرتے ہیں اس کی مثالیں گزر چکی ہیں (۲) جس میں کبھی تاء مقدرہ کا اعتبار کرتے ہیں اور کبھی اعتبار نہیں کرتے جیسے حال بمعنی حالت، طَرِیْقٌ، سَبِیْلٌ، سُوْقٌ وغیرہ یہ اسماء مذکر اور مؤنث دونوں طرح استعمال کئے جاتے ہیں۔

لے مؤنث کی دو قسمیں ہیں (۱) اِمْرَأَةٌ عورت اور نَاقَةٌ اونٹنی ان کے مقابل حیوان مذکر ہے اِمْرَأَةٌ کے مقابل رَجُلٌ اور نَاقَةٌ کے مقابل جَمَلٌ ہے اسے مؤنث حقیقی کہتے ہیں (۲) ظُلْمَةٌ تاریکی اور قُوَّةٌ طاقت ان کے مقابل حیوان مذکر نہیں ہے اسے مؤنث لفظی کہتے ہیں (تعریف) مؤنث حقیقی وہ مؤنث ہے جس کے مقابل حیوان مذکر ہو اور مؤنث لفظی وہ مؤنث ہے جس کے مقابل حیوان مذکر نہ ہو سوال اِمْرَأَةٌ اور نَاقَةٌ کو مؤنث حقیقی کہنا صحیح نہیں کیونکہ ان کے مقابل مذکر رَجُلٌ اور جَمَلٌ ہے اور یہ اسم ہیں حیوان نہیں جواب مطلب یہ ہے کہ مؤنث حقیقی وہ ہے جس کے مدلول کے مقابل حیوان مذکر ہو ناقہ کے مدلول کے مقابل حیوان مذکر موجود ہے یعنی اونٹ اس لئے اسے مؤنث حقیقی کہنا صحیح ہے۔ سوال نَخْلَةٌ کھجور کا درخت اسے بھی مؤنث حقیقی کہنا چاہئے کیونکہ کھجور کے درختوں میں بھی مذکر اور مؤنث ہوتے ہیں جواب نخل کے مدلول کے مقابل بے شک مذکر ہے لیکن وہ حیوان نہیں اس لئے اسے مؤنث حقیقی نہیں کہیں گے۔ کیونکہ مؤنث حقیقی وہ مؤنث ہے جس کے مدلول کے مقابل حیوان مذکر ہو۔ ٢ے اس جگہ اسم متمکن کی تقسیم کی گئی ہے ہمارے سامنے چند اسم ہیں رَجُلٌ ایک مرد رَجُلَانِ دو مرد رِجَالٌ دو سے زیادہ مرد، رَجُلٌ میں دو یا دو سے زیادہ پر دلالت کرنے کی کوئی علامت نہیں اس لئے وہ ایک فرد پر دلالت کرتا ہے اسے مفرد کہیں گے۔ رَجُلَانِ مفرد کے دو فردوں پر دلالت کرتا ہے جب یہ مرفوع واقع ہو تو مفرد کے آخر میں الف اور نون مکسورہ اور جب منصوب یا مجرور ہو تو مفرد کے آخر میں یاء ماقبل مفتوح اور نون

اُرَیْضَةٌ زیرا کہ تصغیر اسماء را باصل خود بر دو این را مؤنث سماعی گویند وبدانکہ[1] مؤنث بر دو قسم ست حقیقی ولفظی۔ حقیقی آن ست کہ بازائے او حیوانے مذکر باشد چوں اِمْرَأَةٌ کہ بازائے او رَجُلٌ است ونَاقَةٌ کہ بازائ او جَمَلٌ است ولفظی آنست کہ بازائ او حیوانی مذکر نباشد چوں ظُلْمَةٌ وَقُوَّةٌ بدانکہ اسم[2] بر سہ صنف ست واحد ومثنی ومجموع واحد آنست کہ دلالت کند بر یکے چوں رَجُلٌ ومثنیٰ آنست کہ دلالت کند بر دو بسبب آنکہ الف یا یائ ماقبل مفتوح

مکسورہ ہو گا (رَجُلَیْنِ) اسے تثنیہ کہتے ہیں رِجَالٌ دو سے زیادہ افراد پر دلالت کرتا ہے اور مفرد (رَجُل) میں ایسی تبدیلی لانے سے بنا ہے جو پڑھنے میں آ رہی ہے۔ اس میں راء مکسور، مفرد میں مفتوح، اس میں جیم مفتوح۔ مفرد میں مضموم ہے اسے جمع کہتے ہیں۔ البتہ فُلْكٌ (کشتیاں) جمع ہے اس میں مفرد کی نسبت کوئی ایسی تبدیلی نہیں جو پڑھنے میں آئے نحویوں نے اس میں ایک تبدیلی کا اعتبار کر لیا وہ یہ کہ فُلْك جمع ہو تو یہ اُسُدٌ کے وزن پر ہے جو اَسَدٌ کی جمع ہے اور فُلْك مفرد ہو تو قُفْلٌ ایسے مفرد کے وزن پر ہے (تعریف) مفرد وہ اسم ہے جو ایک فرد پر دلالت کرے جیسے رَجُلٌ تثنیہ وہ اسم ہے جو مفرد کے دو فردوں پر دلالت کرے اس بنا پر کہ اس کے آخر میں الف اور نون مکسورہ یا یاء ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ لگا ہوا ہو جیسے رَجُلَانِ اور رَجُلَیْنِ جمع وہ اسم ہے جو مفرد کے دو سے زیادہ افراد پر دلالت کرے اس بنا پر کہ اس کے مفرد میں لفظی یا تقدیری (اعتباری) تبدیلی کی گئی ہو جیسے رِجَالٌ اور فُلْكٌ (ف) سوال هُمَا اور اَنْتُمَا تثنیہ ہیں لیکن تثنیہ کی تعریف ان پر سچی نہیں آتی کیونکہ ان کے آخر میں الف یا یاء ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ نہیں ہے جواب یہ اس مثنیٰ کی تعریف ہے جو اسم متمکن ہو آپ نے جو مثالیں پیش کی ہیں وہ اسم غیر متمکن ہیں۔ سوال الف اور نون رَجُل کے بعد آتا ہے رَجُلَانِ کے بعد نہیں آتا کیونکہ الف نون، رَجُلَانِ کی جز ہے اس کے بعد نہیں لہٰذا رَجُل کو تثنیہ کہنا چاہیے نہ کہ رجلان کو۔

جواب بآخرش میں مضاف محذوف ہے یعنی بآخر مفردش۔ حاصل یہ کہ مثنیٰ وہ اسم ہے جس کے مفرد کے آخر میں علامت تثنیہ اور نون مکسورہ متصل ہو۔ سوال مثنیٰ کے نون کو کسرہ کیوں دیا گیا۔ جواب مثنیٰ متوسط ہے واحد اور جمع میں اور کسرہ متوسط ہے فتحہ اور ضمہ میں اس لئے متوسط کو متوسط دے دیا گیا (البشیر)

لے اس جگہ جمع کی تقسیم لفظ کے اعتبار سے کی گئی ہے معنی کے اعتبار سے تقسیم بعد میں آئے گی جمع کے چند صیغوں میں غور کیجئے مُسْلِمُوْنَ جمع ہے مُسْلِم کی اور مُسْلِمَاتٌ جمع ہے مُسْلِمَۃ کی ان میں مفردوں کا توں باقی ہے اس کی ذات میں تبدیلی نہیں ہوئی نہ حرکات و سکنات کے لحاظ سے کہ درمیان میں کوئی اور حرف آجائے البتہ مُسْلِمَۃ کے آخر میں جمع مؤنث کی علامت الف اور تاء لگائی گئی تو مُسْلِمَتَات بن گیا۔ تانیث کی دو تائیں اکٹھی ہوگئیں تو پہلی حذف کر دی گئی اسے نفس کلمہ میں تبدیلی نہیں کہا جائے گا تاء تانیث تو ویسے بھی زائد تھی۔ مُصْطَفَوْنَ بھی جمع ہے اس کا اصل مُصْطَفَيُوْنَ تھا یاء ماقبل مفتوح کو الف سے تبدیل کیا اور الف التقائے ساکنین کی وجہ سے گر گیا یہ تبدیلی جمع کے سبب نہیں آئی جمع بننے کے بعد آئی ہے اس لئے مفرد کو اپنی حالت پر قرار دیا جائے گا۔ ایسی جمع کو جمع سالم اور جمع تصحیح کہتے ہیں۔ رِجَال جمع ہے رَجُل کی، مفرد میں راء مفتوح تھی جمع میں مکسور ہو گئی جیم مضموم تھا مفتوح ہو گیا جیم اور لام کے درمیان الف آگیا اسی طرح مَسْجِدٌ کی جمع مَسَاجِدُ بنائی گئی تو مفرد میں تبدیلی آگئی ایسی جمع کو جمع تکسیر اور جمع مکسر کہتے ہیں (تعریف) جمع تکسیر وہ جمع ہے کہ جمع بنانے سے مفرد کی ذات میں حرکات و سکنات وغیرہ کے اعتبار سے تبدیلی آجائے جیسے رِجَال جمع تصحیح وہ جمع ہے کہ جمع بنانے سے اس کے مفرد کی ذات میں تبدیلی نہ آئے جیسے مُسْلِمُوْنَ، مُسْلِمَاتٌ وغیرہ ۲ے ابنیہ جمع بناء، وزن۔ ثلاثی مجرد، جس کلمہ کے صرف تین حرف اصلی ہوں، اس کی جمع کا کوئی قاعدہ نہیں ہے۔ کلام عرب میں جمع کا جو وزن ہوگا وہی استعمال کیا جائے گا البتہ رُباعی جس کلمہ میں چار حرف ہوں یا خُماسی جس میں پانچ حرف ہوں اس کی جمع فَعَالِلُ کے وزن پر آئے گی جیسے جَعْفَر کی جمع جَعَافِر اور جَحْمَرِشٌ (زیادہ عمر والی بوڑھی عورت) کی جمع جَحَامِرُ آئے گی اس کا پانچواں حرف حذف کر دیا جائے گا۔ جمع تکسیر کا ایک وزن مَفَاعِيْلُ بھی ہے جیسے مِصْبَاحٌ کی جمع مَصَابِيْح (ف) جعفر کا معنی خربوزہ بھی ہے اور یہ اہل بیت کرام میں سے ایک امام حضرت جعفر صادق کا نام بھی ہے ۱۷ ربیع الاول ۸۰ھ کو مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے اور ۱۵ رجب ۱۴۸ھ کو مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔ ۲۲ رجب کو ان کے نام کی فاتحہ دلائی جاتی ہے۔ ایصال ثواب کے جائز اور مستحب ہونے میں شک نہیں لیکن اس میں لگائی جانے والی پابندیاں غلط ہیں مثلاً فلاں کھائے اور فلاں نہ کھائے اور گھر سے باہر نہیں لے جا سکتے وغیرہ ۳ے جمع تصحیح کی دو مثالوں میں غور کیجئے (۱) مُسْلِم کی جمع حالت رفع میں مُسْلِمُوْنَ اور نصب و جر کی حالت میں مُسْلِمِيْنَ پہلی صورت میں مفرد کے آخر واؤ ماقبل مضموم اور اس کے بعد نون مفتوح زائد کیا گیا ہے۔ دوسری صورت میں یاء ماقبل مکسور اور نون مفتوح زائد کیا گیا ہے یہ جمع مذکر ہے (۲) مُسْلِمَۃ کی جمع مُسْلِمَاتٌ ہے اس میں مفرد کے آخر الف اور تاء کا اضافہ کیا گیا ہے اور تانیث کی دو تاؤں کے جمع ہونے کے سبب پہلی تاء حذف کر دی گئی (تعریف) جمع مذکر سالم وہ جمع ہے جس کے مفرد کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم (حالت رفع میں) یا یاء ماقبل مکسور (حالت نصب و جر میں) اور نون مفتوح ملایا گیا ہو جیسے مُسْلِمُوْنَ اور مُسْلِمِيْنَ جمع مؤنث سالم وہ جمع ہے جس کے مفرد کے آخر میں الف اور تاء کا اضافہ کیا گیا ہو (ف) مذکر غیر عاقل کی صفت کی جمع قیاساً الف تاء کے ساتھ آتی ہے جیسے مرفوع کی جمع مرفوعات کیونکہ مرفوع اسم کی صفت ہے اور اسم مذکر غیر عاقل ہے اسی طرح منصوب کی جمع منصوبات اور مجرور کی جمع مجرورات بعض اوقات مفرد مؤنث کی جمع واؤ نون کے ساتھ آجاتی ہے جیسے اَرْض کی جمع اَرَضُوْنَ اس کا اعراب جمع مذکر سالم والا ہے۔

وَنونِ مکسورہ بآخرش پیوند چوں رَجُلَانِ و رَجُلَيْنِ و مجموع آنست کہ دلالت کند بر بیش از دو بسبب آنکہ تغییرے در واحدش کردہ باشند لفظاً چوں رِجَالٌ یا تقدیراً چوں فُلْكٌ کہ واحدش نیز فُلْكٌ ست بروزن قُفْلٌ و جمعش ہم فُلْكٌ بروزن اُسُدٌ بدانکہ جمع باعتبار[1] لفظ بر دو قسم ست جمع تکسیر و جمع تصحیح۔ جمع تکسیر آنست کہ بنائے واحد در و سلامت نباشد چوں رِجَالٌ و مَسَاجِدُ و ابنیۂ[2] جمع تکسیر در ثلاثی بسماع تعلق دارد و قیاس را در و مجالے نیست اما در رباعی و خماسی بروزن فَعَالِلُ آید چوں جَعْفَرٌ و جَعَافِرُ و جَحْمَرِشٌ و جَحَامِرُ بحذف حرف خامس و جمع تصحیح آنست کہ بنائے واحد در و سلامت ماند و آں[3] بر دو قسم ست

لے اس سے پہلے لفظ کے اعتبار سے جمع کی دو قسمیں بیان کی گئیں جمع تکسیر اور جمع تصحیح۔ اب معنی کے اعتبار سے دو قسمیں بیان کی جا رہی ہیں (۱) جمع قلت (۲) جمع کثرت۔ جمع قلت وہ جمع ہے جس کا استعمال تین سے نو افراد تک ہوتا ہے (نحو میر) ابن عقیل شارح الفیہ کے نزدیک اس کا استعمال تین سے دس تک ہے جمع کثرت بقول مصنف وہ جمع ہے جس کا استعمال دس اور اس سے زائد کے لئے ہو۔ ابن عقیل کے نزدیک اس کا استعمال دس سے زائد کے لئے ہوگا جمع قلت کے چھ صیغے ہیں چار بغیر کسی قید کے (۱) اَفْعُلٌ جیسے اَكْلُبٌ جمع کلب، کتا (۲) اَفْعَالٌ جیسے اَقْوَالٌ جمع قول جو چیز زبان سے نکالی جائے خواہ مفرد ہو یا مرکب (۳) اَفْعِلَةٌ جیسے اَعْوِنَةٌ جمع عَوَانٌ درمیانی عمر والا (۴) فِعْلَةٌ جیسے غِلْمَةٌ جمع غلام، مملوک، وہ لڑکا جس کی مونچھیں نکل آئیں اور (۵-۶) دو صیغے جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم کے اس قید کے ساتھ کہ ان پر الف داخل نہ ہو جیسے مُسْلِمُوْنَ اور مُسْلِمَاتٌ اور اگر ان پر الف لام استغراقی داخل ہو تو دونوں صیغے جمع کثرت کے لئے ہوں گے۔ ان چھ کے علاوہ تمام جمع کثرت کے صیغے ہیں۔ (ف) وضع کے لحاظ سے جمع کا استعمال تین یا اس سے زائد افراد کے لئے ہوتا ہے بعض اوقات جمع ایک سے زائد کے لئے بھی استعمال کی جاتی ہے جیسے اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ، اَشْهُرٌ، شَهْرٌ کی جمع قلت ہے لیکن اس کا استعمال سوا دو ماہ شوال، ذیقعدہ اور ذوالحجہ کے دس دن کے لئے ہے، ایک امام اور ایک مقتدی کے لئے حقیقۃً جماعت کا لفظ استعمال کیا جائے گا میراث میں دو کو جمع قرار دیا گیا ہے (البشیر) ۲ے اسم کے تین اعراب ہیں رفع، نصب، جر۔ اعراب کی ایک چوتھی قسم بھی ہے جزم لیکن وہ فعل مضارع پر آتی ہے اسی لئے مصنف نے فرمایا کہ اسم کے اعراب تین ہیں۔ رفع فاعل ہونے کی علامت ہے نصب مفعول ہونے اور جر مضاف الیہ ہونے کی علامت ہے۔ مبتدا خبر اور دیگر مرفوعات فاعل کے ساتھ ملحق ہیں۔ حال اور تمیز وغیرہ مفعول کے ساتھ اور مجرور بحار، مضاف الیہ کے ساتھ ملحق ہے۔ اعراب اس حرف یا حرکت کو کہتے ہیں جس کے ذریعے سے معرب کا آخر مختلف ہو یعنی ضمہ، فتحہ، کسرہ، واؤ، الف، یاء۔ ۳ے اسم غیر متمکن کی آٹھ قسمیں پہلے بیان کی جا چکی ہیں اسم متمکن کی سولہ قسمیں اب بیان کی جائیں گی وجوہ جمع وجہ طریقہ، قسم شانزدہ سولہ سوال پہلی تین قسموں کا اعراب ایک ہے اسی طرح ۴ ۵ ۶ ۹ کا ۱۰ ۱۱ ۱۲ کا اور ۱۳ ۱۴ کا اعراب ایک ہے اس لئے چاہیے کہ ابن حاجب کی طرح اسم متمکن کی وجوہ اعراب کے لحاظ سے نو قسمیں شمار کی جائیں نہ کہ سولہ جواب حقیقت تو یہی ہے لیکن مصنف نے طلباء کی آسانی کے لئے اسم کی وہ قسمیں گنوا دی ہیں جو آپس میں مختلف ہیں خواہ ان میں اعراب کے لحاظ سے اختلاف ہو یا نہ۔ یاد کرنے کے لئے یہ طریقہ سہل ہے ابن حاجب نے جو اعراب کی نو قسمیں بیان کی ہیں ابتدائی طالب علم کے لئے ان کا یاد کرنا مشکل ہے۔

جمع مذکر و جمع مؤنث جمع مذکر آنست کہ واوِ ماقبل مضموم یا یائے ماقبل مکسور و نون مفتوح در آخرش پیوند چوں مُسْلِمُوْنَ و مُسْلِمِيْنَ و جمع مؤنث آنست کہ الفے با تائے بآخرش پیوند چوں مُسْلِمَاتٌ و بدانکہ جمع باعتبار[1] معنی بر دو نوع است جمع قلت و جمع کثرت جمع قلت آنست کہ بر کم از دہ اطلاق کنند و آنرا چہار بناست اَفْعُلٌ مثل اَكْلُبٌ و اَفْعَالٌ چوں اَقْوَالٌ و اَفْعِلَةٌ مثل اَعْوِنَةٌ و فِعْلَةٌ چوں غِلْمَةٌ و دو جمع تصحیح بی الف و لام یعنی مُسْلِمُوْنَ و مُسْلِمَاتٌ و جمع کثرت آنست کہ بر دہ و بیشتر از دہ اطلاق کنند و ابنیۂ آں ہر چہ غیر ازیں شش بناست۔

فصل بدانکہ اعراب[2] اسم سہ است رفع و نصب و جر۔ اسم[3] متمکن باعتبار

ل پہلی قسم مفردِ منصرف صحیح ہے۔ مفرد سے اس جگہ مراد یہ ہے کہ تثنیہ جمع نہ ہو، منصرف کا مطلب یہ ہے کہ اس اسم میں منع صرف کا سبب موجود نہ ہو۔ صحیح نحویوں کی اصطلاح میں وہ کلمہ جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔ صرفیوں کے نزدیک وہ کلمہ جس کے فاء، عین اور لام کے مقابل ہمزہ، حرف علت اور دو حرف ایک جنس کے نہ ہوں زیدٌ نحویوں کے نزدیک صحیح ہے اگرچہ صرفیوں کے نزدیک صحیح نہیں بلکہ معتل ہے۔ جاری مجرائے صحیح وہ اسم جس کے آخر میں حرف علت واؤ یا یاء اور ماقبل ساکن ہو جیسے دَلْوٌ (ڈول) ظَبْیٌ (ہرن)، جمع مکسر منصرف وہ جمع جس کی واحد کی بنا سالم نہ ہو اور اس میں منع صرف کا سبب نہ پایا جائے جیسے رِجَالٌ ٢ے یہی تینوں قسموں کا اعراب، حالت رفع، نصب اور جر میں تین لفظی حرکتوں سے ہے ان قسموں کو "معرب بحرکاتِ ثلاثہ لفظیہ" کہا جائے گا۔

وجوہ اعراب بر شانزدہ قسم است اوّل مفردِ[ل] منصرف صحیح چوں زَیْدٌ دوم مفردِ منصرف جاری مجرائے صحیح چوں دَلْوٌ سوم جمع مکسر منصرف چوں رِجَالٌ رفع شاں[٢] بضمہ باشد و نصب بفتح و جر بکسرہ چوں جَاءَنِیْ زَیْدٌ و دَلْوٌ و رِجَالٌ وَرَاَیْتُ زَیْدًا و دَلْوًا و رِجَالًا و مَرَرْتُ بِزَیْدٍ و دَلْوٍ و رِجَالٍ

پہلی قسم کی مثال جَاءَنِیْ زَیْدٌ، رَاَیْتُ زَیْدًا وَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ اسی طرح دوسری اور تیسری قسم کی مثالیں ہیں (ترکیب) (۱) جَاءَ صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد اجوف یائی مہموز اللام از باب ضرب یضرب فعل ماضی مبنی الاصل مبنی بر فتح نِیْ نون وقایہ یا ضمیر واحد متکلم منصوب متصل منصوب محلاً بسبب مفعولیت مفعول بہ زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح معرب بحرکاتِ ثلاثہ لفظیہ مرفوع بضمہ لفظاً بسبب فاعلیت فاعل، فعل با فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ۔

ترجمہ زید میرے پاس آیا (۲) رَاَیْتُ صیغہ واحد متکلم فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد مہموز العین ناقص یائی از باب فتح یفتح۔ فعل ماضی مبنی الاصل مبنی بر فتح لیکن در ینجا ساکن شد بعارضہ ضمیر، تُ ضمیر واحد متکلم مرفوع متصل بارز مرفوع محلاً بسبب فاعلیت فاعل دَلْوًا مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح، معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ منصوب بفتح لفظاً بسبب مفعولیت مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (۳) مَرَرْتُ صیغہ واحد متکلم فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد مضاعف ثلاثی از باب نصر ینصر فعل ماضی مبنی الاصل مبنی بر فتح مگر در ینجا ساکن شد بعارضہ ضمیر، تُ ضمیر واحد متکلم مرفوع متصل بارز مرفوع محلاً بسبب فاعلیت فاعل بِرِجَالٍ باء جار مبنی الاصل مبنی بر کسر رِجَالٍ جمع مکسر منصرف معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ مجرور بکسرہ لفظاً مجرور جار، مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق مَرَرْتُ، فعل با فاعل و متعلق خود جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (ترجمہ) میں کئی مردوں کے پاس سے گزرا۔ ترکیب کا یہ ایک نمونہ ہے اسی طریقے پر طلبا کو مشق کرائی جائے (ف) امام نحو مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی قدس سرہ نے نحو میر کی شرح البشیر میں الفوائد الشافیہ سے نقل کیا کہ جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَ دَلْوٌ وَرِجَالٌ ایسی مثالوں میں دلوٌ اور رجالٌ کو زید کا معطوف قرار نہیں دیا جائے گا بلکہ ہر ایک کے لئے الگ فعل جَاءَنِیْ مقدر نکالا جائے گا جو اختصار کے پیش نظر حذف کر دیا گیا ہے۔ مَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَدَلْوٍ میں دَلْوٍ سے پہلے فعل اور حرف جار مقدر نکالا جائے گا عبارت یوں ہوگی مَرَرْتُ بِدَلْوٍ یہ جملہ کا جملہ پر عطف ہوگا ایسی مثالوں میں مفرد کا مفرد پر عطف نہیں ہوگا۔

ل اسم متمکن کی چوتھی قسم جمع مؤنث سالم ہے اس کی تعریف خود مصنف فرما چکے کہ وہ جمع تصحیح جس کے آخر میں الف اور تاء کا اضافہ کیا گیا ہو کہا جاتا ہے هُنَّ مُسْلِمَاتٌ وَرَاَیْتُ مُسْلِمَاتٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ۔ پہلی مثال میں مُسْلِمَاتٌ خبر ہے اسے ابتداء نے رفع دیا ہے اور رفع بصورت ضمہ ہے۔ دوسری مثال میں مُسْلِمَاتٍ مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور نصب بصورت کسرہ ہے۔ تیسری صورت میں مجرور ہے اور جر بصورت کسرہ ہے اس قسم کا اعراب یوں بیان کیا جائے گا۔ معرب بحرکتین رفعش بضمہ و نصب و جر بکسرہ لفظاً یعنی جمع مؤنث پر لفظاً دو حرکتیں آتی ہیں ضمہ اور کسرہ رفع ضمہ کے ساتھ اور نصب و جر کسرہ کے ساتھ (ف) جمع مؤنث کے لئے ضروری نہیں کہ وہ مفرد مؤنث ہی کی جمع ہو، ہو سکتا ہے کہ مفرد مذکر کی جمع ہو جیسے مرفوع کی جمع مرفوعات اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ جمع مکسر کی جمع ہو جیسے بَیْتٌ (گھر) کی جمع بُیُوْتٌ اور اس کی جمع بُیُوْتَاتٌ آجاتی ہے۔

چہارم[ل] جمع مؤنث سالم رفعش بضمہ باشد و نصب و جر بکسرہ چوں هُنَّ مُسْلِمَاتٌ وَرَاَیْتُ مُسْلِمَاتٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ پنجم[٢] غیر منصرف و آں اسمیست کہ دو سبب از اسباب منع صرف در و باشد و اسباب منع صرف نہ است عدل[٣] و وصف[٤] و تانیث[٥] و معرفہ[٦]

(ترکیب) هُنَّ میں هَا ضمیر مرفوع منفصل مشابہ مبنی الاصل مبنی بر ضم مرفوع محلاً بسبب ابتدا، مبتدا نون مشدد علامت جمع مؤنث مبنی الاصل مبنی بر فتح مُسْلِمَاتٌ صیغہ جمع مؤنث اسم فاعل ثلاثی مزید صحیح از باب افعال جمع مؤنث سالم اسم متمکن معرب بحرکتین رفعش بضمہ و نصب و جر بکسرہ لفظاً مرفوع بضمہ لفظاً بسبب ابتدا صیغہ صفت هُنَّ ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، صیغہ صفت اپنے فاعل کے ساتھ مل کر خبر مبتدا، مبتدا اپنی خبر کے ساتھ مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ رَاَیْتُ مُسْلِمَاتٍ میں مُسْلِمَاتٍ کو کہا جائے گا منصوب بکسرہ لفظاً بسبب مفعولیت مفعول بہ۔ ٢ے اسم متمکن کی پانچویں قسم غیر منصرف ہے، اس کی کسی قدر تفصیلی بحث خاتمہ کی دوسری فصل میں آئے گی۔ منع صرف کے نو سبب ہیں عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع، ترکیب، وزنِ فعل، الف نون زائدتان۔ ان میں سے دو سبب وہ ہیں جن میں سے ہر ایک دو کے قائم مقام ہے۔ (۱) تانیث بالالف جیسے حُبْلٰی اور حَمْرَاءُ (۲) جمع منتہی الجموع جیسے مَسَاجِدُ اور مَصَابِیْحُ (تعریف) غیر منصرف وہ اسم ہے جس میں منع صرف کے دو سبب پائے جائیں یا ایک سبب ہو جو دو کے قائم مقام ہو (حکم) غیر منصرف پر کسرہ اور تنوین نہیں آئے گی۔ البتہ اگر غیر منصرف پر الف لام آجائے یا وہ مضاف ہو تو کسرہ آجائے گا جیسے مَرَرْتُ بِالْاَحْمَدِ وَاَحْمَدِکُمْ ٣ے نحویوں کے نزدیک عدل کا معنی یہ ہے کہ اسم کے مادہ کا کسی صرفی قاعدے کے بغیر اصلی صورت سے غیر اصلی صورت کی طرف نکالا جانا جیسے عَامِرٌ سے عُمَرُ، زَافِرٌ سے زُفَرُ اور ثَلَاثَۃٌ ثَلَاثَۃٌ سے ثُلَاثُ اور مَثْلَثُ، اُخَرُ اصل میں اُخَرُ تھا یہ عدل نہیں کہ مادہ باقی نہیں رہا مَرْمُوْیٌ سے مَرْمِیٌّ اور مَبْیُوْعٌ سے مَبِیْعٌ بن گیا یہ بھی عدل نہیں کیونکہ یہ تبدیلی صرفی قاعدے کی بنا پر ہے۔ عُمَرُ میں ایک سبب عدل اور دوسرا عَلَم ہے ٤ے وصف اسم کا غیر معین چیز اور اس کی صفت پر دلالت کرنا ہے جیسے اَحْمَرُ کوئی سرخ چیز، اَسْوَدُ کوئی سیاہ چیز، ان مثالوں میں وصف اور وزن فعل پایا گیا ہے (ف) وصف اور عَلَم جمع نہیں ہو سکتے کیونکہ وصف غیر معین چیز پر اور عَلَم معین چیز پر دلالت کرتا ہے ٥ے اس سے پہلے گزر چکا کہ تانیث کی چار علامتیں ہیں تانیث بالتاء اور تانیث معنوی کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لئے عَلَم ہونا شرط ہے جیسے طَلْحَۃُ اس میں تانیث لفظی اور عَلَم ہے زَیْنَبُ میں تانیث معنوی اور عَلَم ہے ظُلْمَۃٌ اور اَرْضٌ منصرف ہے کیونکہ عَلَم نہیں، الف ممدودہ یا مقصورہ کے ساتھ تانیث دو سببوں کے قائم مقام ہے جیسے حَمْرَاءُ اور حُبْلٰی ٦ے معرفہ وہ اسم ہے جو معین چیز پر دلالت کرے اس کی سات قسموں میں سے ایک عَلَم ہے جیسے کہ اس سے پہلے گزرا، معرفہ غیر منصرف کا سبب تب بنے گا جب عَلَم ہو جیسے زَیْنَبُ تانیث معنوی اور عَلَم ہے غُلَامُ زَیْدٍ معرفہ ہے لیکن غیر منصرف ہونے کا سبب نہیں کیونکہ عَلَم نہیں ہے۔

وعجمہ[1] و جمع[2] و ترکیب[3] و وزنِ فعل[4] و الف و نون زائدتان[5] چوں عُمَرُ و اَحْمَدُ
وطَلْحَۃُ و زَیْنَبُ و اِبْرَاھِیْمُ و مَسَاجِدُ و مَعْدِیْکَرِبُ و اَحْمَدُ و
عِمْرَانُ رفعش[6] بضمہ باشد ونصب وجر بفتحہ چوں جاءَ عُمَرُ و رَأَیْتُ
عُمَرَ و مَرَرْتُ بِعُمَرَ ششم[7] اسمائے ستہ مکبرہ وقتیکہ مضاف باشند

[1] عجمہ عربی میں استعمال ہونے والا وہ لفظ جو اصل میں عربی نہ ہو۔ اس کے غیر منصرف کا سبب ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ جب سے عربی میں استعمال ہوا ہو عَلَم ہوکر استعمال ہوا ہو خواہ پہلے بھی عَلَم ہو جیسے اِبْرَاھِیْمُ عجم اور عَلَم یا پہلے عَلَم نہ ہو جیسے قَالُوْنُ (عمدہ) عربی میں ایک قاری کا لقب ہے۔ لِجَامٌ منصرف ہے لگام کو عربی بنایا گیا ہے اور عَلَم نہیں ہے۔ دوسری شرط یہ کہ ثلاثی ساکن الاوسط نہ ہو لہٰذا نُوْحٌ اور لُوْطٌ منصرف ہے[2] جمع کے غیر منصرف کا سبب ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ منتہی الجموع کا صیغہ ہو یعنی پہلا اور دوسرا حرف مفتوح تیسری جگہ الف علامتِ جمع منتہی الجموع اس کے بعد یا تو ایک حرف مشدد ہوگا جیسے دَابَّۃٌ (چوپایہ) کی جمع دَوَابُّ یا دو حرف ہوں گے اور پہلا مکسور جیسے مَسْجِدٌ کی جمع مَسَاجِدُ یا تین حرف ہوں گے اور درمیانہ حرف ساکن جیسے مِصْبَاحٌ کی جمع مَصَابِیْحُ (ف) جمع منتہی الجموع دو سبب کے قائم مقام ہے اور اس کے لئے شرط یہ ہے کہ آخر میں تائے تانیث نہ ہو جو وقف کے وقت ہاء بن جاتی ہے لہٰذا فَرَازِنَۃٌ منصرف ہے[3] ترکیب کا مطلب یہ ہے کہ دو اسموں کو ایک کیا گیا ہو اور دوسرا اسم حرف کے معنی پر مشتمل نہ ہو جیسے اس سے پہلے گزرا مثلاً مَعْدِیْکَرِبُ ترکیب اور علم[4] وہ وزن ایسے ہیں جو دراصل فعل میں پائے جاتے ہیں اور وہاں سے نقل ہوکر اسم میں پائے جاتے ہیں (۱) شَمَّرَ اصل میں صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مثبت معروف از باب تفعیل ہے پھر ایک گھوڑے کا نام رکھا گیا (۲) ضُرِبَ اصل میں صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مثبت مجہول ہے۔ بعد میں کسی کا نام رکھ دیا جائے ان دونوں وزنوں کو کہا جاتا ہے کہ فعل کے ساتھ مختص ہیں۔ وزن فعل، منع صرف کا سبب اس وقت ہوگا جب دو میں سے ایک شرط پائی جائے (۱) وہ وزن، فعل کے ساتھ مختص ہو جیسے کہ ابھی بیان ہوا (۲) اسم کی ابتدا میں حروفِ اَتَیْنَ (ا-ت-ی-ن) میں سے کوئی ہو جیسے اَحْمَدُ وزن فعل اور علم تَغْلِبُ، یَشْکُرُ، نَرْجِسُ ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس کے آخر میں تائے تانیث نہ آتی ہو۔ لہٰذا یَعْمَلٌ (طاقتور اونٹ) منصرف ہے کیونکہ اس کی مؤنث یَعْمَلَۃٌ ہے[5] الف نون زائدتان کا مجموعہ منع صرف کا سبب ہے اس کے لئے شرط یہ ہے کہ یا تو عَلَم ہو جیسے عِمْرَانُ اس میں الف نون زائدتان، اور عَلَم ہے یا ایسا وصف ہو جس کی مؤنث میں تائے تانیث نہ ہو جیسے سَکْرَانُ (نشے والا) اسکی مؤنث سَکْرٰی ہے۔ عُرْیَانٌ (ننگا) منصرف ہے کیونکہ اسکی مؤنث عُرْیَانَۃٌ ہے[6] غیر منصرف پر کسرہ لفظاً نہیں آتا۔ کسرہ بھی بصورت فتحہ آتا ہے اس پر تنوین بھی نہیں آتی۔ جَاءَ عُمَرُ، رَأَیْتُ عُمَرَ، وَمَرَرْتُ بِعُمَرَ اس کا اعراب یہ ہے کہ رفع ضمہ کے ساتھ اور نصب و جر فتحہ کے ساتھ مختصراً یوں کہہ سکتے ہیں معرب بحرکتین رفعش بضمہ ونصب وجر بفتحہ لفظاً[7] اسمائے ستہ، چھ اسم یہ ہیں اَبٌ (باپ) اَخٌ (بھائی) حَمٌ (شوہر کے واسطے سے عورت کا رشتہ دار، دیور) ھَنٌ (وہ چیز جس کا ذکر ناپسندیدہ ہو مثلاً مرد یا عورت کی شرمگاہ اسی طرح قبیح اوصاف) فَمٌ (منہ) ذُوْمَالٍ (مال دار) انکی چند حالتیں ہیں (۱) مُوَحَّدہ ہوں تثنیہ، جمع نہ ہوں، مُکَبَّرہ ہوں ان میں یائے تصغیر نہ ہو اور یائے متکلم کے علاوہ کسی کی طرف مضاف ہوں جَاءَ اَبُوْکَ رَأَیْتُ اَبَاکَ وَمَرَرْتُ بِاَبِیْکَ رفع واؤ کے ساتھ، نصب الف اور جر یاء کے ساتھ یعنی معرب بحروف ثلاثہ لفظیہ (۲) یہ اسماء تثنیہ یا جمع ہوں تو ان کا اعراب تثنیہ یا جمع والا ہوگا جیسے جَاءَ اَبَوَاکَ، رَأَیْتُ اَبَوَیْکَ وَمَرَرْتُ بِاَبَوَیْکَ یعنی معرب بحرفین رفعش بالف ونصب وجر بیاء ماقبل مفتوح اور جَاءَ آبَائُکَ وَرَأَیْتُ آبَائَکَ وَمَرَرْتُ بِآبَائِکَ جمع مکسر منصرف والا اعراب یعنی معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ (۳) مُصَغَّر ہوں جیسے اَخٌ کی تصغیر اُخَیْوٌ ہے سَیِّدٌ کے قانون کے مطابق واؤ اور یاء اکٹھی ہیں واؤ کو یاء کیا اور یاء کو یاء میں ادغام کر دیا جَاءَ اُخَیُّکَ، رَأَیْتُ اُخَیَّکَ وَمَرَرْتُ بِاُخَیِّکَ ذُوْ کے علاوہ باقی پانچ اسموں کی تصغیر آتی ہے (۴) ان میں سے کوئی اسم یائے متکلم کی طرف مضاف ہو ھٰذَا اَخِیْ، رَأَیْتُ اَخِیْ وَمَرَرْتُ بِاَخِیْ، معرب بحرکات ثلاثہ تقدیریہ جیسے چودھویں قسم میں آئے گا (۵) یہ اسماء مضاف ہی نہ ہوں جَاءَ اَبٌ رَأَیْتُ اَبًا وَمَرَرْتُ بِاَبٍ پہلی قسم والا اعراب، معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ (ف) پہلے چار اسم ناقص واوی ہیں اصل اَبَوٌ، اَخَوٌ، حَمَوٌ اور ھَنَوٌ تھا واؤ کو خلاف قیاس حذف کر دیا گیا فَمٌ اصل میں فُوْہٌ تھا (فاء پر ضمہ ہے یا فتحہ دو قول ہیں) ھاء کو خلاف قیاس حذف کر دیا گیا اور واؤ کو میم سے بدل دیا۔ یائے متکلم کے ماسوا کی طرف اضافت کے وقت وہ واؤ لوٹ آئے گی۔ ذُوْ لفیف مقرون ہے اصل میں ذَوَوٌ تھا دوسری واؤ کو نسیاً منسیاً حذف کر دیا اور پہلی واؤ کو اعراب بنا دیا گیا اور ذال کو ضمہ دے دیا گیا۔

بغیر یائے متکلم چوں اَبٌ و اَخٌ و حَمٌ و ھَنٌ و فَمٌ و ذُوْمَالٍ
رفع شاں بواو باشد ونصب بالف وجر بیا چوں جَاءَ
اَبُوْکَ وَرَأَیْتُ اَبَاکَ وَمَرَرْتُ بِاَبِیْکَ، ہفتم مثنیٰ[1] چوں
رَجُلَانِ، ہشتم کِلَا وکِلْتَا مضاف بمضمر، نہم اِثْنَانِ و اِثْنَتَانِ رفع
شاں بالف باشد ونصب وجر بیائے ماقبل مفتوح چوں جَاءَ
رَجُلَانِ و کِلَاھُمَا و اِثْنَانِ و رَأَیْتُ رَجُلَیْنِ و کِلَیْھِمَا
و اِثْنَیْنِ وَمَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ و کِلَیْھِمَا و اِثْنَیْنِ دہم

[1] اسم متمکن کی ساتویں قسم مثنیٰ ہے۔ اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ مثنیٰ وہ اسم ہے جو دو فردوں پر دلالت کرے اس بنا پر کہ مفرد کے آخر میں الف یا یاء ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ لگایا گیا ہو۔ آٹھویں قسم کِلَا اور کِلْتَا ہے نویں قسم اِثْنَانِ اور اِثْنَتَانِ ہے آٹھویں اور نویں قسم ملحق بتثنیہ ہے تثنیہ نہیں کیونکہ ان کا مفرد ان کے لفظ سے نہیں ہے۔ حالتِ رفع میں ان کا اعراب الف کے ساتھ جَاءَ رَجُلَانِ وَ کِلَاھُمَا وَ اِثْنَانِ۔ حالت نصب وجر میں یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ رَأَیْتُ رَجُلَیْنِ وَکِلَیْھِمَا وَاِثْنَیْنِ وَمَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ وَکِلَیْھِمَا وَ اِثْنَیْنِ یعنی معرب بحرفین رفعش بالف ونصب وجر بیاء ماقبل مفتوح (ف) کِلَا اور کِلْتَا کا یہ اعراب اس وقت ہے جب ضمیر کی طرف مضاف ہوں اور اگر اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوں جیسے جَاءَ کِلَا الرَّجُلَیْنِ رَأَیْتُ کِلَا الرَّجُلَیْنِ مَرَرْتُ بِکِلَا الرَّجُلَیْنِ تو تیرہویں قسم کی طرح تینوں حالتوں میں حرکات ثلاثہ تقدیریہ کے ساتھ اعراب آئے گا۔

(ف) کِلَا اور کِلْتَا ضمیر کی طرف مضاف ہوں گے تو خود فاعل یا مفعول بہ واقع نہیں ہوں گے بلکہ تاکید معنوی واقع ہوں گے جیسے جَاءَ الرَّجُلَانِ کِلَاھُمَا۔

(ف) کِلَا دراصل کِلَوٌ تھا واؤ متحرک ماقبل مفتوح اسے الف سے تبدیل کر دیا۔ کِلْتَا اصل میں کِلْوٰی تھا واؤ کو خلاف قیاس تاء سے تبدیل کر دیا، تاء خالص تانیث کے لئے نہیں ورنہ لام کلمہ کی جگہ نہ آتی بلکہ اس کے بعد آتی اسی طرح الف بھی خالص تانیث کے لئے نہیں ورنہ حالت نصب وجر میں یاء سے نہ بدلتا۔ یہی وجہ ہے کہ تاء اور الف جمع ہو گئے اور دونوں کے مجموعے سے تانیث حاصل ہوئی ہے ورنہ تانیث کی دو علامتوں کا جمع ہونا جائز نہیں ہوتا اِثْنَتَانِ اصل میں اِثْنَیَانِ تھا یاء کو خلاف قیاس تاء سے بدل دیا یہ بھی خالص تانیث کے لئے نہیں کیونکہ یہ درمیان کلمہ میں واقع ہے اور خالص تانیث کی تاء درمیان میں نہیں آتی۔ (البشیر)

ـلہ اسم متمکن کی دسویں قسم جمع مذکر سالم ہے وہ اسم جو دو سے زیادہ پر دلالت کرے اس بنا پر کہ مفرد کے آخر میں واوُ ماقبل مضموم یا یاء ماقبل مکسور اور نون مفتوح لگا ہوا ہے کما مرّ (جیسے گزر چکا) مثلاً مُسْلِمُوْنَ گیارہویں قسم اُولُوْ یہ ذو کی جمع ہے مختلف لفظ سے یعنی اس میں ذو کی جمع والا معنی پایا جاتا ہے درحقیقت یہ جمع مذکر سالم نہیں ہے کیونکہ اس میں مفرد کا لفظ باقی نہیں ہے یہ ملحق بجمع ہے بارہویں قسم عِشْرُوْنَ تا تِسْعُوْنَ یعنی آٹھ دہائیاں عِشْرُوْنَ۔ ثَلٰثُوْنَ۔ اَرْبَعُوْنَ۔ خَمْسُوْنَ۔ سِتُّوْنَ۔ سَبْعُوْنَ۔ ثَمَانُوْنَ۔ تِسْعُوْنَ یہ بھی جمع مذکر سالم نہیں بلکہ ملحق بجمع مذکر سالم ہیں۔ عِشْرُوْنَ کو عِشْرٌ کی جمع نہیں کہہ سکتے ورنہ لازم آئے گا کہ عِشْرُوْنَ تیس کو کہا جائے کیونکہ جمع کا استعمال مفرد کے کم از کم تین فردوں کے لئے ہوتا ہے۔

جمعِ مذکر سالم چوں مُسْلِمُوْنَ یازدہم اُولُوْ دوازدہم عِشْرُوْنَ تا تِسْعُوْنَ رفع شاں بواوِ ماقبل مضموم باشد ونصب وجر بیائے ما قبل مکسور چوں جَاءَ مُسْلِمُوْنَ وَاُولُوْ مَالٍ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا وَرَاَیْتُ مُسْلِمِیْنَ وَاُولِیْ مَالٍ وَعِشْرِیْنَ رَجُلًا وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ وَاُولِیْ مَالٍ وَعِشْرِیْنَ رَجُلًا

ان تینوں قسموں کا اعراب یہ ہے کہ حالت رفع میں واوُ ماقبل مضموم اور حالت نصب وجر میں یاء ماقبل مکسور کے ساتھ یعنی معرب بحرفین رفعش بواوُ ماقبل مضموم ونصب وجر بیاء ماقبل مکسور جیسے جَاءَ مُسْلِمُوْنَ رَاَیْتُ مُسْلِمِیْنَ مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ اسی طرح اُولُوْ اور عِشْرُوْنَ ہے۔ جمع مذکر سالم کا یہ اعراب اس وقت ہے جب کہ یائے متکلم کی طرف مضاف نہ ہو اور اگر مضاف ہو تو اس کا اعراب سولہویں قسم میں آئے گا (ترکیب) (۱) جَاءَ حسب سابق فعل مُسْلِمُوْنَ صیغہ جمع مذکر اسم فاعل ثلاثی مزید صحیح از باب افعال جمع مذکر سالم معرب بحرفین رفعش بواوُ ماقبل مضموم ونصب وجر بیاء ماقبل مکسور، مرفوع بواوُ لفظاً بسبب فاعلیت فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (۲) رَاَیْتُ حسب سابق فعل وفاعل اُولِیْ ملحق بجمع مذکر سالم معرب بحرفین رفعش بواوُ ماقبل مضموم ونصب وجر بیاء ماقبل مکسور منصوب بیاء لفظاً بسبب مفعولیت مضاف مَالٍ اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ مجرور بکسرہ لفظاً بسبب اضافت مضاف الیہ، مضاف با مضاف الیہ مفعول بہ فعل با فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (۳) مَرَرْتُ حسب سابق فعل وفاعل بِعِشْرِیْنَ باء حرف جار عِشْرِیْنَ اسم عدد ملحق بجمع مذکر سالم معرب بحرفین رفعش بواوُ ماقبل مضموم ونصب وجر بیاء ماقبل مکسور مجرور بیاء لفظاً بسبب حرف جار تمیز رَجُلًا اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ منصوب بفتحہ لفظاً بسبب آنکہ تمیز است تمیز۔ ممیز با تمیز خود مجرور جار، مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق فعل۔ فعل با فاعل وظرف لغو جملہ فعلیہ خبریہ گردید۔

ـلہ پہلے گزر چکا کہ الف مقصورہ وہ الف ہے جس کے بعد ہمزہ نہ ہو چونکہ اسے زیادہ لمبا کرکے نہیں پڑھا جاتا اس لئے مقصورہ کہلاتا ہے۔ اس جگہ وہ اسم مراد ہے جس کے آخر الف غیر زائدہ ہو۔ تیرہویں قسم اسم مقصور ہے وہ اسم جس کے آخر الف مقصورہ ہو جیسے مُوْسٰی اور اَلْمُوْسٰی چودہویں قسم غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم جیسے غُلَامِیْ۔ بجاءَ مُوْسٰی وَرَاَیْتُ مُوْسٰی وَمَرَرْتُ بِمُوْسٰی اسی طرح غُلَامِیْ، ان دونوں قسموں کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری حرکتوں کے ساتھ ہے رفع ضمہ تقدیری، نصب فتحہ تقدیری اور جر کسرہ تقدیری کے ساتھ مختصراً یوں کہا جا سکتا ہے معرب بحرکات ثلاثہ تقدیریہ (ف) امام نحو مولانا سید غلام جیلانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اس جگہ اسم مقصور سے وہ اسم مراد ہے جس کے آخر الف غیر زائدہ ہو یعنی لام کلمہ سے بدلا ہوا ہو جیسے اَلْمُصْطَفٰی میں الف مقصورہ لفظاً ہے اور مُصْطَفًی میں تقدیراً ہے کیونکہ التقائے ساکنین کے سبب الف ساقط ہو گیا ہے۔ جس اسم کے آخر الف مقصورہ زائدہ ہو وہ غیر منصرف ہوگا کیونکہ الف مقصورہ زائدہ تانیث کی علامت ہے جو دو سبب کے قائم مقام ہے جیسے حُبْلٰی۔ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا اسم گرامی مُوْسٰی بھی غیر منصرف ہے علم اور عجمہ ہونے کے سبب اور غیر منصرف کا کسرہ، فتحہ لفظی سے آتا ہے جیسے مَرَرْتُ بِعُمَرَ یا تقدیری ہے جیسے مَرَرْتُ بِحُبْلٰی مصنف نے تیرہویں قسم کی جو مثال دی ہے یہ سیدنا کلیم اللہ علیہ السلام کا نام نہیں ہے بلکہ اِیْسَاءٌ لفیف مفروق سے اسم مفعول کا صیغہ

سیزدہم اسم مقصور وآں اسمیست کہ در آخرش الف مقصورہ باشد چوں مُوْسٰی چہاردہم غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم چوں غُلَامِیْ رفع شاں بتقدیر ضمہ باشد ونصب بتقدیر فتحہ وجر بتقدیر کسرہ ودر لفظ ہمیشہ یکساں باشد چوں جَاءَ مُوْسٰی وَغُلَامِیْ وَرَاَیْتُ مُوْسٰی وَغُلَامِیْ وَمَرَرْتُ بِمُوْسٰی وَغُلَامِیْ پانزدہم اسم منقوص وآں اسمیست کہ آخرش یای ماقبل مکسور باشد چوں قَاضِیْ رفعش بتقدیر ضمہ باشد ونصبش بفتحہ لفظی وجرش بتقدیر کسرہ چوں جَاءَ الْقَاضِیْ وَرَاَیْتُ الْقَاضِیَ وَمَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ

ہے جس کا معنیٰ ہے مونڈا ہوا۔ اصل میں مُوْسَیٌ تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح اسے الف سے تبدیل کیا مُوْسَانْ ہو گیا۔ دو ساکن جمع ہو گئے الف اور نونِ تنوین۔ الف مدّہ کو حذف کر دیا مُوْسًی ہو گیا اور اگر الف لام داخل ہو تو تینوں حالتوں میں اَلْمُوْسٰی پڑھیں گے کیونکہ تنوین حرف تعریف کی وجہ سے گر گئی اور التقائے ساکنین لازم نہ آیا لہٰذا الف باقی رہا (البشیر ملخصاً) (ترکیب) (۱) جَاءَ حسب سابق فعل مُوْسٰی صیغہ واحد مذکر اسم مفعول ثلاثی مزید لفیف مفروق از باب افعال، اسم مقصور معرب بحرکات ثلاثہ تقدیریہ، مرفوع تقدیراً بسبب فاعلیت فاعل۔ فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (ترجمہ، ایک مونڈا ہوا آیا) (۲) رَاَیْتُ حسب سابق فعل وفاعل غُلَامِیْ غلام غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم معرب بحرکات ثلاثہ تقدیریہ منصوب بفتحہ تقدیراً بسبب مفعولیت مفعول بہ مضاف، یاء ضمیر واحد متکلم مجرور متصل اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مجرور محلاً مضاف الیہ۔ فعل با فاعل ومفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ (۳) مَرَرْتُ بِغُلَامِیْ میں غلام کو مجرور بکسرہ تقدیراً کہا جائے گا اور اس پر کسرہ جو موجود ہے وہ اعرابی نہیں بلکہ یاء کی مناسبت سے آیا ہے ـلہ اسم متمکن کی پندرہویں قسم اسم منقوص منصرف ہے وہ اسم جس کے آخر یاء اور ماقبل مکسور ہو، یاء کبھی لفظاً ہو گی جیسے اَلْقَاضِیْ اور کبھی تقدیراً جیسے قَاضٍ کہ اصل میں قَاضِیٌ تھا ضمہ یاء پر ثقیل تھا گر گیا، دو ساکن جمع ہو گئے یاء اور نون تنوین یاء مدّہ کو حذف کر دیا۔ الف لام کی موجودگی میں تنوین نہیں ہوگی اور دو ساکن بھی اکٹھے نہیں ہوں گے اس لئے یاء باقی رہے گی (مثال) جَاءَ الْقَاضِیْ وَرَاَیْتُ الْقَاضِیَ وَمَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ اس کا رفع ضمہ تقدیری، نصب فتحہ لفظی اور کسرہ جر تقدیری کے ساتھ ہے یعنی اسم منقوص منصرف "معرب بحرکتین تقدیراً ومنصوب بفتحہ لفظاً" ہو گا۔

ف اسم متمکن کی سولھویں قسم جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم ہے۔ جمع مذکر سالم کا اعراب حالتِ رفعی میں واؤ ہے جیسے مُسْلِمُوْنَ۔ نون اضافت کی وجہ سے گر گیا مُسْلِمُوْیَ ہوگیا واؤ اور یاء اکٹھی آگئیں اور پہلی ان میں سے ساکن ہے سَیِّدٌ کے قانون کے مطابق واؤ کو یاء کیا اور یاء کو یاء میں ادغام کر دیا مُسْلِمُیَّ ہوگیا۔ میم کے ضمہ کو یاء کی مناسبت سے کسرہ سے تبدیل کر دیا مُسْلِمِیَّ ہوگیا حالت رفعی میں اس قسم کا اعراب واؤ تقدیری سے ہوگا کیونکہ واؤ لفظوں میں باقی نہیں ہے۔ حالتِ نصب وجر میں مُسْلِمِیْنَ پڑھیں گے یاء متکلم کی طرف اضافت کرنے سے نون گر گیا۔ دو یائیں اکٹھی آگئیں اور پہلی ساکن ہے پہلی کا دوسری میں ادغام کر دیا مُسْلِمِیَّ ہوگیا۔ نصب وجر کی حالت میں جمع مذکر سالم کا اعراب یاء ماقبل مکسور ہے اور یاء اب بھی لفظاً موجود ہے صرف اتنا ہوا کہ ادغام ہوگیا اس لئے نصب و جر کی حالت میں اعراب یاء لفظی ہے مختصراً یوں کہہ سکتے ہیں معرب بحرفین رفعش بواؤ تقدیراً ونصب وجرش بیاء لفظاً (ترجمہ) جَاءَ مُسْلِمِیَّ میرے مسلمان آئے رَاَیْتُ مُسْلِمِیَّ میں نے اپنے مسلمان دیکھے (ترکیب) هٰؤُلَاءِ ھا حرف تنبیہ مبنی بر سکون اُولَاءِ اسم اشارہ برائے جمع اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مبنی بر کسر مرفوع محلاً بسبب ابتدا، مبتدا مُسْلِمِیَّ جمع مذکر سالم مضاف بیاء متکلم معرب بحرفین رفعش بواؤ تقدیراً ونصب وجرش بیاء لفظاً مرفوع

شانزدہم جمع مذکر سالم مضاف بیائی متکلم چوں مُسْلِمِیَّ رفعش بتقدیر واو باشد ونصب وجرش بیای ماقبل مکسور چوں هٰؤُلَاءِ مُسْلِمِیَّ کہ دراصل مُسْلِمُوْنَ بود نون باضافت ساقط شد واو ویا جمع شدہ بودند و سابق ساکن بود واو را بیا بدل کردند ویا را در یا ادغام کردند مُسْلِمُیَّ شد ضمہ میم را بکسرہ بدل کردند رَاَیْتُ مُسْلِمِیَّ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِیَّ

فصل بدانکہ اعراب مضارع سہ است رفع ونصب وجزم فعل

بواؤ تقدیراً بسبب ابتدا، خبر یاء ضمیر واحد متکلم مجرور متصل اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مجرور محلاً مضاف الیہ۔ مبتدا باخبر خود جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ اسی طرح حالتِ نصب وجر میں، فرق یہ ہوگا کہ جمع مذکر سالم کو منصوب یا مجرور بیاء لفظاً کہا جائے گا ف تمہید (۱) مضارع کے تین اعراب ہیں (۱) رفع۔ (۲) نصب (۳) جزم۔ جزم عام ہے سکون یعنی حرکت کا نہ ہونا اور آخری حرف کے حذف کرنے کو شامل ہے جیسے لَمْ یَضْرِبْ اور لَمْ یَغْزُ۔ (۲) سکون سے مراد وہ سکون ہے جو عامل کی وجہ سے آئے ورنہ وقف کے لئے سکون تو ماضی پر بھی آجاتا ہے (۳) فعل مضارع کے چودہ صیغوں میں سے دو صیغے مبنی ہیں جمع مؤنث غائب اور حاضر، اسی طرح جب فعل مضارع نونِ تاکید کے ساتھ ہو تو مبنی ہوگا۔ باقی بارہ صیغوں میں سے سات صیغوں میں ضمیر بارز اور نون اعرابی ہے تثنیہ کے چار صیغوں میں الف جمع مذکر کے دو صیغوں میں واؤ اور واحد مؤنث حاضر میں یاء ضمیر بارز ہے جیسے کہ چوتھی قسم میں آئے گا اور پانچ صیغے یَضْرِبُ، تَضْرِبُ، تَضْرِبُ، اَضْرِبُ اور نَضْرِبُ ضمیر بارز سے مجرد (خالی) ہیں ان میں ضمیر مستتر ہے (۴) صحیح وہ فعل مضارع ہے جس کے آخر میں واؤ الف اور یاء نہ ہو (۵) حرف ناصب فعل مضارع کو نصب اور حرف جازم، جزم دے گا جیسے لَنْ یَّضْرِبَ اور لَمْ یَضْرِبْ اور عوامل لفظیہ (ناصبہ اور جازمہ) سے خالی ہونا رفع دے گا۔ یہ عامل معنوی ہے جیسے هُوَ یَضْرِبُ (مطلب) اقسامِ اعراب کے لحاظ سے مضارع کی چار قسمیں ہیں پہلی قسم: مثلاً یَضْرِبُ فعل مضارع صحیح مجرد از ضمائر بارزہ ونونِ اناث ونونِ تاکید ہے۔ حالتِ رفع میں اس پر ضمہ ہوگا جیسے هُوَ یَضْرِبُ حالت نصب میں فتحہ جیسے لَنْ یَّضْرِبَ اور حالتِ جزم میں سکون ہوگا جیسے لَمْ یَضْرِبْ مختصراً یوں کہہ سکتے ہیں معرب بحرکتین ومجزوم بسکون یہ اعراب پانچ صیغوں پر آئے گا واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب، واحد مذکر حاضر، واحد متکلم اور متکلم مع الغیر (ترکیب) هُوَ ضمیر واحد مذکر غائب مرفوع منفصل اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مرفوع محلاً بسبب ابتدا مبتدا یَضْرِبُ صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب فَعَلَ یَفْعِلُ فعل مضارع صحیح مجرد از ضمائر بارزہ ونونِ اناث ونونِ تاکید، معرب بحرکتین ومجزوم بسکون، مرفوع بضمہ لفظاً بسبب خُلُوِّہ از عوامل لفظیہ، فعل، هُوَ ضمیر واحد مذکر غائب مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار، اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مرفوع محلاً بسبب فاعلیت، فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ خبر مبتدا۔ مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وجوہ اعراب کے لحاظ سے اسم متمکن کی سولہ قسمیں

قسم	مثال	اعراب
۱ مفرد منصرف صحیح	زَیْدٌ	
۲ مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح	دَلْوٌ وظَبْیٌ	
۳ جمع مکسر منصرف	رِجَالٌ	معرب بحرکاتِ ثلاثہ لفظیہ
۴ جمع مؤنث سالم	مُسْلِمَاتٌ	معرب بحرکتین، رفعش بضمہ ونصب وجر بکسرہ لفظاً
۵ غیر منصرف	عُمَرُ	معرب بحرکتین، رفعش بضمہ ونصب وجر بفتحہ لفظاً
۶ اسمائے ستہ مکبرہ مضاف بغیر یائے متکلم	اَبٌ، اَخٌ، حَمٌ، هَنٌ، فَمٌ، ذُوْ مَالٍ۔	معرب بحروف ثلاثہ لفظیہ
۷ مثنیٰ	جَاءَ رَجُلَانِ	
۸ کِلَا وکِلْتَا مضاف بمضمر	وکِلَاهُمَا (ملحق بمثنیٰ)	
۹ اِثْنَانِ واِثْنَتَانِ	وَاِثْنَانِ (ملحق بمثنیٰ)	معرب بحرفین رفعش بالف ونصب وجر بیاء ماقبل مفتوح
۱۰ جمع مذکر سالم	جَاءَ مُسْلِمُوْنَ	
۱۱ اُولُوْ	وَاُولُوْ مَالٍ (ملحق بجمع مذکر سالم)	
۱۲ عِشْرُوْنَ تا تِسْعُوْنَ	وعِشْرُوْنَ رَجُلًا (ملحق بجمع مذکر سالم)	معرب بحرفین رفعش بواؤ ماقبل مضموم ونصب وجر بیاء ماقبل مکسور
۱۳ اسم مقصور	مُوْسٰی، اَلْعَصَا	
۱۴ غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم	غُلَامِیْ	معرب بحرکاتِ ثلاثہ تقدیریہ
۱۵ اسم منقوص	اَلْقَاضِیْ	معرب بحرکتین تقدیراً ومنصوب بفتحہ لفظاً
۱۶ جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم	مُسْلِمِیَّ	معرب بحرفین رفعش بواؤ تقدیراً ونصب وجر بیاء لفظاً

وُجوہِ اعراب کے اعتبار سے فعل مضارع کی چار قسمیں

فعلِ مضارع صحیح مجرد از ضمائر بارزہ و نون اناث و نون تاکید	هُوَ یَضْرِبُ لَنْ یَّضْرِبَ وَلَمْ یَضْرِبْ
اعراب	معرب بحرکتین و مجزوم بسکون
مفرد معتل واوی ویائی	یَغْزُوْ یَرْمِیْ
اعراب	رفعش بضمہ تقدیراً، نصب بفتحہ لفظاً وجزم بحذف آخر
مفرد معتل الفی	یَرْضٰی
اعراب	معرب بحرکتین تقدیراً وجزم بحذف آخر
صحیح یا معتل با ضمائر بارزہ	یَضْرِبَانِ، یَضْرِبُوْنَ، تَضْرِبِیْنَ۔
اعراب	رفعش باثبات نون ونصب وجزمش باسقاط نون

مضارع باعتبار وجوہ اعراب بر چہار قسم ست اوّل صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع برائے تثنیہ وجمع مذکر وبرائے واحد مونث مخاطبہ رفعش بضمہ باشد ونصب بفتحہ وجزم بسکون چوں هُوَ یَضْرِبُ ولَنْ یَّضْرِبَ و لَمْ یَضْرِبْ دومؔ[۱] مفرد معتل واوی چوں هُوَ یَغْزُوْ ویائی چوں یَرْمِیْ رفعش بتقدیر ضمہ باشد ونصب بفتحہ لفظی وجزم بحذف لام چوں هُوَ یَغْزُوْ وَیَرْمِیْ وَلَنْ یَّغْزُوَ وَلَنْ یَّرْمِیَ وَلَمْ یَغْزُ وَلَمْ یَرْمِ سومؔ[۲] مفرد معتل الفی چوں یَرْضٰی رفعش بتقدیر ضمہ باشد ونصب بتقدیر فتحہ وجزم

۱ے فعل مضارع کی دوسری قسم وہی پانچ صیغے ہیں جو ضمائر بارزہ سے خالی ہوں لیکن بجائے صحیح کے معتل واوی یا یائی یعنی فعل جس کے آخر میں واؤ یا یاء ہو خواہ لام کلمہ کے مقابل ہو جیسے یَغْزُوْ (وہ جہاد کرتا ہے یا کرے گا) اور یَرْمِیْ (وہ تیر پھینکتا ہے یا پھینکے گا) یا لام کلمہ کے بعد ہو جیسے یَسْلَنْقِیْ (وہ گدی کے بل لیٹتا ہے یا لیٹے گا) اس کا رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ ہوگا اور پڑھنے میں نہیں آئے گا جیسے هُوَ یَغْزُوْ وَیَرْمِیْ نصب فتح لفظی کے ساتھ جیسے لَنْ یَّغْزُوَ وَلَنْ یَّرْمِیَ اور جزم حذفِ آخر کے ساتھ جیسے لَمْ یَغْزُ، لَمْ یَرْمِ، لَمْ یَسْلَنْقِ۔ یوں کہہ سکتے ہیں رفعش بضمہ تقدیراً ونصبش بفتحہ لفظاً وجزمش بحذفِ آخر (ف) مصنف کا یہ فرمانا "وجزم بحذفِ لام" تسامح ہے کیونکہ لَمْ یَسْلَنْقِ میں لام کا مابعد محذوف ہے اس لئے "وجزم بحذفِ آخر" کہنا چاہیے تھا (ترکیب) (۱) هُوَ بترکیب سابق مبتدا یَغْزُوْ صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مجرد ناقص واوی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ فعل مضارع معتل واوی مجرد از ضمائر بارزہ ونونِ اناث ونونِ تاکید رفعش بضمہ تقدیراً ونصبش بفتحہ لفظاً وجزمش بحذف آخر مرفوع بضمہ تقدیراً بسبب خُلُوْ وے از عوامل لفظیہ هُوَ ضمیر در وے مستتر فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ، خبر مبتدا۔ مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ (۲) لَنْ ناصبہ برائے تاکید نفی مستقبل حرف مبنی الاصل مبنی بر سکون یَرْمِیَ صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مجرد ناقص یائی از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ، فعل مضارع معتل یائی مجرد از ضمائر بارزہ ونون اناث ونونِ تاکید رفعش بضمہ تقدیراً ونصبش بفتحہ لفظاً وجزمش بحذفِ آخر، منصوب بفتحہ لفظاً بسبب عامل لفظی هُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل فعل با فاعل جملہ فعلیہ خبریہ (ترجمہ) وہ ہرگز تیر نہیں پھینکے گا۔ اسی طرح حالتِ جزم میں ترکیب کی جائے ۲ے فعل مضارع کی تیسری قسم مفرد معتل الفی ہے وہی پانچ صیغے جو ضمیر بارز سے خالی ہوں اور ان کے آخر میں الف ہو خواہ لام کلمہ کی جگہ ہو جیسے یَرْضٰی یہ الف واؤ کے بدلنے سے آیا ہے جو لام کلمہ کی جگہ تھی یا لام کے بعد ہو جیسے: یُسْلَنْقٰی بِہٖ۔ اس کا رفع ضمہ تقدیری، نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ ہوگا جیسے هُوَ یَرْضٰی وَلَنْ یَّرْضٰی اور جزم حذف آخر کیساتھ جیسے لَمْ یَرْضَ یوں کہہ لیجئے معرب بحرکتین تقدیراً وجزم بحذف آخر (ترکیب) (۱) هُوَ ترکیب سابق کے مطابق مبتدا یَرْضٰی صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مجرد ناقص واوی از باب سَمِعَ یَسْمَعُ۔ فعل مضارع معتل الفی مجرد از ضمائر بارزہ ونون اناث ونون تاکید معرب بحرکتین تقدیراً ومجزوم بحذف آخر، مرفوع بضمہ تقدیراً بسبب خلو وے از عوامل لفظیہ فعل هُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ ترکیب سابق کے مطابق فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ خبر مبتدا۔ مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ، اسی طرح حالتِ نصب وجزم میں ترکیب کی جائے۔

بحذف لام چوں هُوَ يَرْضٰى وَلَنْ يَّرْضٰى وَلَمْ يَرْضَ چہارم صحیح یا معتل باضمائر و نونہائے مذکورہ رفع شاں باثبات نون باشد چنانکہ در تثنیہ گوئی هُمَا يَضْرِبَانِ وَيَغْزُوَانِ وَيَرْمِيَانِ وَيَرْضَيَانِ و در جمع مذکر گوئی هُمْ يَضْرِبُوْنَ وَيَغْزُوْنَ وَيَرْمُوْنَ وَيَرْضَوْنَ و در مفرد حاضر مؤنث گوئی اَنْتِ تَضْرِبِيْنَ وَتَغْزِيْنَ وَتَرْمِيْنَ وَتَرْضَيْنَ و نصب و جزم بحذف نون چنانکہ در تثنیہ گوئی لَنْ يَّضْرِبَا وَلَنْ يَّغْزُوَا وَلَنْ يَّرْمِيَا وَلَنْ يَّرْضَيَا وَلَمْ يَضْرِبَا وَلَمْ يَغْزُوَا وَلَمْ يَرْمِيَا وَلَمْ يَرْضَيَا و در جمع مذکر گوئی لَنْ يَّضْرِبُوْا وَلَنْ يَّغْزُوْا وَلَنْ يَّرْمُوْا وَلَنْ يَّرْضَوْا وَلَمْ يَضْرِبُوْا

۱؎ فعل مضارع معرب، ضمائرِ بارزہ سے خالی صحیح ہو تو پہلی قسم معتل واوی یا یائی ہو تو دوسری قسم اور معتل الفی ہو تو تیسری قسم، چوتھی قسم وہ فعل مضارع ہے جو ضمائرِ بارزہ کے ساتھ ہو خواہ صحیح ہو یا معتل۔ پھر وہ معتل واوی اور یائی ہو یا الفی۔ ضمائرِ بارزہ سات صیغوں میں ہوں گی تثنیہ[۱] مذکر غائب، تثنیہ[۲] مؤنث غائب، تثنیہ[۳] مذکر مخاطب، تثنیہ[۴] مؤنث مخاطب، جمع[۵] مذکر غائب، جمع[۶] مذکر مخاطب اور واحد[۷] مؤنث مخاطب، اس قسم کی حالت رفعی میں نون کو باقی رکھا جائے گا جیسے هُمَا يَضْرِبَانِ اور نصبی اور جزمی حالت میں نون گرا دیا جائے گا جیسے لَنْ يَّضْرِبَا اور لَمْ يَضْرِبَا۔ یوں کہہ سکتے ہیں رفعش باثباتِ نون و نصب و جزمش باسقاطِ نون۔ مصنف نے حالتِ رفع میں صحیح، معتل یائی اور معتل الفی کی چار مثالیں تثنیہ کے صیغوں سے، چار مثالیں جمع مذکر اور چار مثالیں واحد مؤنث مخاطب کے صیغوں سے دی ہیں یہ بارہ مثالیں ہوئیں پھر بارہ بارہ مثالیں حالت نصب اور جزم میں دی ہیں یہ چھتیس مثالیں ہوئیں (ترکیب) (۱) هُمَا هُمَا ضمیر مرفوع منفصل اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مبنی بر ضم مرفوع محلاً بسبب ابتدا مبتدا، میم حرف عماد مبنی بر فتح الف علامت تثنیہ مبنی بر سکون يَضْرِبَانِ (صیغہ بیان کرنے کے بعد) فعل مضارع صحیح باضمیر بارز رفعش باثباتِ نون و نصب و جزمش باسقاطِ نون، مرفوع باثبات نون بسبب خلو وے از عوامل لفظیہ، فعل، الف ضمیر تثنیہ مذکر غائب مرفوع متصل بارز اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مرفوع محلاً فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ خبر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ باقی مثالوں سے پہلے هُمَا مقدر ہے جسے اختصاراً حذف کیا گیا ہے (۲) هُمْ هُمْ ضمیر مرفوع منفصل اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مرفوع محلاً بسبب ابتدا مبتدا، میم حرف علامت جمع مبنی بر سکون يَغْزُوْنَ صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مجرد ناقص واوی از باب نَصَرَ يَنْصُرُ فعل مضارع معتل واوی باضمیر بارز رفعش باثباتِ نون و نصب و جزمش باسقاطِ نون مرفوع باثبات نون بسبب خلو وے از عوامل لفظیہ واؤ ضمیر جمع مذکر غائب اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مبنی بر سکون مرفوع محلاً بسبب فاعلیت فاعل نون اعرابی مبنی بر فتح فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ صغریٰ خبر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ کبریٰ گردید (۳) اَنْتِ اَنْ ضمیر مرفوع منفصل مرفوع محلاً مبتدا تاء علامت خطاب بمؤنث تَرْضَيْنَ صیغہ واحد مؤنث مخاطب فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مجرد ناقص واوی از باب سَمِعَ يَسْمَعُ فعل مضارع معتل الفی رفعش باثباتِ نون نصب و جزمش باسقاط نون مرفوع باثباتِ نون بسبب خلو وے از عوامل لفظیہ یاء ضمیر مرفوع متصل بارز، مرفوع محلاً فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ صغریٰ خبر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ کبریٰ ہوا۔

وَلَمْ يَغْزُوْا وَلَمْ يَرْمُوْا وَلَمْ يَرْضَوْا و در واحد مؤنث حاضر گوئی لَنْ تَضْرِبِيْ وَلَنْ تَغْزِيْ وَلَنْ تَرْمِيْ وَلَنْ تَرْضَيْ وَلَمْ تَضْرِبِيْ وَلَمْ تَغْزِيْ وَلَمْ تَرْمِيْ وَلَمْ تَرْضَيْ

فصل بدانکہ عوامل[۱] اعراب بر دو قسم ست لفظی و معنوی **لفظی** بر سہ قسم است حروف و افعال و اسما و ایں را در سہ باب یاد کنیم ان شاء اللہ تعالیٰ۔

باب اوّل در حروف[۲] عاملہ و در وے دو فصل ست

فصل اوّل در حروف[۳] عاملہ در اسم و آں پنج قسم ست قسم اوّل

۱؎ نحو میر کی ابتدا میں حضرت مصنف نے فرمایا تھا کہ جب جملہ میں کلمات زیادہ ہوں تو ان میں عامل اور معمول کا پہچاننا ضروری ہے اس سے پہلے معلوم ہو چکا کہ اسم متمکن اور فعل مضارع جب نون تاکید اور نون اناث سے خالی ہو تو یہ معمول بنیں گے اور ان میں لفظاً یا تقدیراً عمل ظاہر ہو گا جبکہ اسم غیر متمکن میں محلاً اثر ہو گا اب عوامل اور ان کا طریقۂ عمل بیان کریں گے۔ عامل وہ شے ہے جس کے سبب معرب کے آخر میں مخصوص اثر ظاہر ہو جیسے جاءَ زیدٌ میں جاءَ عامل ہے اس کی وجہ سے زید کے آخر میں ضمہ آگیا ہے المالُ لِزَیْدٍ میں لام عامل ہے اس کے سبب زید کے آخر میں جر آگئی ہے۔ عامل لفظی تین قسم ہیں (۱) حروف (۲) افعال (۳) اسماء، مصنف ان کو تین بابوں میں ذکر کریں گے (ف) عامل لفظی کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) قیاسی وہ عامل جس کا قاعدہ کلیہ بیان کیا جائے اور اس کی مثالیں شمار نہ کی جا سکیں مثلاً ہر فعل معروف لازم فاعل کو رفع دے گا اور متعدی ہو تو مفعول بہ کو نصب بھی دے گا۔ (۲) سماعی جس کا قاعدہ کلیہ بیان نہ ہو سکے اس کی مثالوں کو گننے کی ضرورت ہو جیسے سترہ حروف جارہ (ف) کل عامل ایک سو ہیں دو معنوی، سات قیاسی اور اکانوے سماعی ہیں ؎ عامل اندر نحو صد باشد چنیں فرمودہ اند شیخ عبد القاہر جرجانی پیر ہدیٰ معنوی از وے دو باشد جملہ دیگر لفظ بند باز لفظی شد سماعی و قیاسی اے فتا زاں نود و یک[۹۱] داں سماعی ہفت[۷] دیگر بر قیاس آں سماعی سیزدہ[۱۳] نوع است اے دُئی وریا

۲؎ پہلا باب حروف عاملہ میں اور اس کی دو فصلیں ہیں (ف) حروف عاملہ کو ان کی کثرت کی بنا پر پہلے لائے ہیں کیونکہ عمل کرنے والے حروف چھتیس، افعال سات اور اسماء دس ہیں۔ سوال افعال کو اسماء سے پہلے کیوں لایا گیا حالانکہ ان کی تعداد اسماء سے کم ہے؟ جواب فعل عمل میں اصل ہے اسم تو فعل کی مشابہت کی بنا پر عمل کرتا ہے لہٰذا وہ فرع ہوا اور فرع کا ذکر بعد میں ہی ہونا چاہیے ۳؎ پہلی فصل میں وہ حروف ہیں جو اسم میں عمل کرتے ہیں فعل میں عمل کرنے والے حروف دوسری فصل میں آئیں گے۔ اسم میں عمل کرنے والے حروف کی پانچ قسمیں ہیں پہلی قسم حروف جارہ ہیں اور وہ سترہ ہیں (ف) طلبہ کو مائۃ عامل کے دو شعر یاد کرائے جائیں ؎ نوع اول ہفدہ حرفِ جر بود می داں یقیں ؛ کاندریں یک بیت آمد جملہ بے چون و چرا۔ باؔ و تاؔ و کافؔ و لامؔ و واوؔ مُنْذُ و مُذْ خلا ؛ رُبَّ حاشا مِنْ عدا فی عَنْ علیٰ حتّیٰ الیٰ (ف) مَرَرْتُ بِزَیْدٍ کی ترکیب میں عام طور پر کہا جاتا ہے جار اور مجرور متعلق مَرَرْتُ کے، تسامح پر مبنی ہے کیونکہ حرف جار تو تعلق کا واسطہ ہے اصل میں مجرور کا عامل سے تعلق ہوتا ہے اس لئے یوں کہنا چاہیے کہ مجرور بواسطہ جار متعلق مَرَرْتُ (ف) عامل اگر لفظوں میں موجود ہو تو کہا جائے گا مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق فعل کے جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدٍ اور اگر عامل مقدر ہو تو مجرور بواسطہ جار ظرف مستقر متعلق فعل کہا جائے گا جیسے اَلْمَالُ لِزَیْدٍ میں زید کا تعلق ثَبَتَ فعل مقدر سے ہے۔

لہ حروف جارہ کے معانی تفصیل کے ساتھ شرح مائۃ عامل میں بیان کئے گئے ہیں اس جگہ طلبہ کے لئے صرف حروف جارہ کا یاد کرلینا کافی ہے تمام معانی اور مثالوں کے متحمل نہیں ہوسکیں گے۔ اسی لئے حضرت مصنف نے صرف ایک مثال پر اکتفا کیا ہے (ترکیب) اَلْمَالُ الف لام حرف تعریف مبنی الاصل مبنی برسکون۔ مال اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ مرفوع بضمہ لفظاً بسبب ابتدا مبتدا لام حرف جار مبنی الاصل مبنی برکسر زَیْدٍ اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ مجرور بالکسرہ لفظاً بسبب جار مجرور لواسطۂ جار ظرف مستقر متعلق ثَبَتَ یا ثَابِتٌ ثَبَتَ (صیغہ بیان کیا جائے) فعل ھُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مبنی بر فتح مرفوع محلاً بسبب فاعلیت فاعل۔ فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ خبر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (ترجمہ) مال زید کے لئے ہے

حروف جر و آں ہفدہ است[1] با و مِنْ و اِلٰی و حَتّٰی و فِیْ و لام و رُبَّ و واؤ قسم و تائے قسم و عن و علیٰ و کاف تشبیہ و مذ و منذ و حاشا و خلا و عدا ایں حروف در اسم روند و آخرش را بجر کنند چوں اَلْمَالُ لِزَیْدٍ دوم حروف مشبہ بفعل[2] و آں شش است اِنَّ و اَنَّ و کَاَنَّ و لٰکِنَّ و لَیْتَ و لَعَلَّ ایں حروف را اسمی باید منصوب و خبری مرفوع چوں اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ زید را اسم اِنَّ گویند و قائم را خبر اِنَّ بدانکہ اِنَّ و اَنَّ حروف تحقیق است و کان حرف تشبیہ و لٰکِنَّ حرف

لہ اسم میں عمل کرنے والے حروف کی دوسری قسم حروف مُشَبَّہ بِالفعل ہیں فعل کے ساتھ ان کی مشابہت دو طرح سے (۱) حروف کی تعداد میں فعل کے مشابہ ہیں فعل کی طرح ان میں کبھی تین حرف ہوتے ہیں جیسے اِنَّ اَنَّ اور لَیْتَ کبھی چار حرف جیسے کَاَنَّ اور لَعَلَّ اور کبھی پانچ حرف جیسے لٰکِنَّ نیز یہ حروف فعل کے ہم وزن ہیں اِنَّ اور اَنَّ بروزن فَرَّ اور فَرَّ۔ کَاَنَّ اور لَعَلَّ بروزن فَعَلَنْ لٰکِنَّ بروزن ضَارِبُنْ یہ لفظی مشابہت ہے۔ (۲) معنوی مشابہت اِنَّ اور اَنَّ حَقَّقْتُ کی طرح تحقیق پر کَاَنَّ، شَبَّهْتُ کی طرح تشبیہ پر۔ لٰکِنَّ، اِسْتَدْرَکْتُ کی طرح استدراک پر لَیْتَ، تَمَنَّیْتُ کی طرح تمنّی (آرزو) پر اور لَعَلَّ، تَرَجَّیْتُ کی طرح ترجّی (توقع) پر دلالت کرتا ہے یہ حروف اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں۔ مائۃ عامل منظوم میں ہے ؎ اِنَّ با اَنَّ کَاَنَّ لَیْتَ لٰکِنَّ لَعَلَّ :: ناصب اسمند و رافع در خبر ضد مَا و لَا (ف) اِنَّ جملہ کی بحیثیت جملہ تاکید کے لئے آتا ہے اَنَّ جملہ کو مفرد کی تاویل میں کردیتا ہے، جہاں جملہ کا مقام ہو وہاں اِنَّ اور مفرد کے مقام میں اَنَّ آئے گا۔ کلام کی ابتدا میں اِنَّ اور درمیان میں اَنَّ ہوگا اسی طرح قال کے بعد اِنَّ اور علم کے بعد اَنَّ ہوگا (ف) استدراک کا معنی ہے گذشتہ کلام سے پیدا ہونے والے وہم کو دور کرنا (ف) تشبیہ کہتے ہیں ایک چیز کو دوسری کے ساتھ کسی وصف میں شریک کرنا (ف) تمنّی کا معنی ہے کسی چیز کے حصول کی آرزو کرنا خواہ اس کا حصول ممکن ہو یا ناممکن، ممکن کی مثال لَیْتَ زَیْدًا حَاضِرٌ کاش کہ زید حاضر ہوتا ناممکن جیسے لَیْتَ الشَّبَابَ یَعُوْدُ کاش کہ جوانی لوٹ آئے (ف) ترجّی کا معنی ہے کسی پسندیدہ یا ناپسندیدہ چیز کے حصول کی توقع کرنا جس کے حصول کا وثوق نہ ہو لَعَلَّ الشَّبَابَ یَعُوْدُ کہنا صحیح نہیں ہے۔ ترجّی ممکن کی ہوگی ناممکن کی نہیں ممکن بھی ایسا جس کا وقوع قریب ہو لیکن اس کا وثوق نہ ہو (ترکیب) اِنَّ حرف مشبہ بفعل مبنی الاصل مبنی بر فتح زَیْدًا اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ منصوب بفتحہ لفظاً اسم اِنَّ قَائِمٌ صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مجرد اجوف واوی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ مرفوع بضمہ لفظاً صیغہ صفت ھُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ مرفوع محلاً فاعل صیغہ صفت با فاعل خود خبر اِنَّ۔ اسم اِنَّ با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ لَیْتَ زَیْدًا حَاضِرٌ اور لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبٌ جملہ اسمیہ انشائیہ ہے۔

لہ اسم میں عمل کرنے والے حروف کی تیسری قسم مَا اور لَا ہیں یہ دو وجہ سے لَیْسَ کے مشابہ ہیں (۱) دونوں لیس کی طرح نفی کا فائدہ دیتے ہیں (۲) مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں اس لئے ان کو لَیْسَ کا عمل دیا گیا ہے کہ یہ اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں جیسے مَا زَیْدٌ قَائِمًا اور لَا رَجُلٌ اَفْضَلَ مِنْکَ کوئی مرد تجھ سے افضل نہیں مائۃ عامل منظوم میں حروف مشبہ بفعل کے بارے میں کہا ہے ؎ ناصب اسمند و رافع در خبر ضد مَا و لَا۔ مَا اور لَا میں فرق یہ ہے کہ مَا لَیْسَ کی طرح حال کی نفی کرتا ہے جب کہ لَا مطلق نفی یا مستقبل کی نفی کا فائدہ دیتا ہے نحویوں کے دو قول ہیں یہی وجہ ہے کہ مَا معرفہ اور نکرہ دونوں میں اور لَا صرف نکرہ میں عمل کرتا ہے۔ (ترکیب) مَا حرف نفی مشبہ بلَیْسَ زَیْدٌ اس کا اسم اور قَائِمًا اپنے فاعل ضمیر مستتر کے ساتھ مل کر خبر، اسم ما با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ

استدراک و لَیْتَ حرف تمنی و لَعَلَّ حرف ترجی۔ سوم[1] مَا و لَا المُشَبَّهَتَانِ بِلَیْسَ و آں عمل لَیْسَ میکنند چنانکہ گوئی مازید قائمًا زید اسم ما ست و قائمًا خبر او چہارم[2] لائے نفی جنس اسم ایں لا اکثر مضاف باشد منصوب و خبرش مرفوع چوں لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِیْفٌ فِی الدَّارِ و اگر نکرۂ مفردہ باشد مبنی باشد بر فتحہ چوں لَا رَجُلَ فِی الدَّارِ و اگر بعد[3] او معرفہ باشد تکرار لا با معرفہ دیگر لازم باشد و لا مُلْغٰی باشد یعنی عمل نکند و

لہ اسم میں عمل کرنے والے حروف کی تیسری قسم لائے نفی جنس ہے جس کا مطلب ہے کہ خبر کی نفی جنس اسم سے کرتا ہے (یعنی نفی از جنس) لائے نفی جنس کے اسم کی تین قسمیں ہیں خبر لا ہر صورت میں مرفوع ہوگی (۱) اسم نکرہ ہو اس کے اور لا کے درمیان فاصلہ نہ ہو جیسے لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِیْفٌ فِی الدَّارِ مرد کا کوئی غلام گھر میں زیرک نہیں ہے (۲) اسم لا بغیر فاصلے کے ہو اور مشابہ مضاف ہو جیسے لَا عِشْرِیْنَ دِرْهَمًا لَکَ مشابہ مضاف وہ اسم ہے جس کا معنی دوسرا کلمہ ملائے بغیر مکمل نہ ہو جیسے مضاف کا معنی مضاف الیہ کے بغیر مکمل نہیں ہوتا عِشْرِیْنَ کا معنی بیس ہے جو دِرْهَمًا کے بغیر مکمل نہیں۔ ان دونوں صورتوں میں لا کا اسم منصوب (معرب) اور خبر مرفوع ہوگی (۳) اسم لا فاصلے کے بغیر نکرہ مفردہ ہو جیسے لَا رَجُلَ فِی الدَّارِ گھر میں کوئی مرد نہیں اور لَا رَیْبَ فِیْهِ۔ نکرہ وہ اسم جو غیر معین شے کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ مفرد کا معنی اسم متمکن کی پہلی قسم میں یہ تھا کہ تثنیہ اور جمع نہ ہو اس جگہ مراد یہ ہے کہ مضاف اور مشابہ مضاف نہ ہو اس وقت اسم لا علامت نصب پر مبنی ہوگا محلاً اب نفی منصوب ہوگا لَا مُسْلِمَاتِ فِی الدَّارِ جمہور کے نزدیک مسلمات پر کسرہ تنوین کے بغیر ہوگا بعض کے نزدیک کسرہ مع تنوین ہوگا۔ (ترکیب) لَا برائے نفی جنس غُلَامَ اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ، منصوب بہ فتحہ لفظاً بسبب اسمیت لا، اسم لا مضاف، رَجُلٍ حسب سابق مجرور بکسرہ لفظاً مضاف الیہ ظَرِیْفٌ (حسب سابق) صفت مشبہ ھُوَ ضمیر اس میں مستتر فاعل، صیغہ صفت با فاعل خود خبر اول فِیْ حرف جار الدَّارِ مجرور، مجرور بواسطۂ جار ظرف مستقر متعلق ثَابِتٌ۔ صیغہ صفت با فاعل و متعلق خود خبر ثانی۔ اسم لا با ہر دو خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہے لَا زَیْدٌ عِنْدِیْ وَلَا عَمْرٌو دیں لا کے بعد معرفہ مفردہ واقع ہے یعنی مضاف یا مشابہ مضاف نہیں ایسی صورت میں لا کی تکرار دوسرے معرفہ کے ساتھ واجب ہے۔ اس وقت لا مُلْغٰی ہوگا یعنی عمل نہیں کرے گا اسی طرح اگر لا اور اس کے اسم میں فاصلہ ہو تو لا کی تکرار دوسرے اسم کے ساتھ واجب ہے اور عمل نہیں کرے گا جیسے لَا فِی الدَّارِ رَجُلٌ وَلَا امْرَأَةٌ۔ ان دونوں صورتوں میں لا کے بعد واقع ہونے والا اسم ابتداء کے سبب مرفوع ہے اسم لا نہیں ہے اسم لا تب ہوتا کہ لا اس میں عمل کرتا۔ (ترکیب) لَا برائے نفی جنس، غیر عامل زَیْدٌ معطوف علیہ وَ حرف عطف عَمْرٌو معطوف، معطوف علیہ با معطوف خود مبتدا عِنْدَ غیر جمع مذکر سالم مضاف بسوئے یائے متکلم منصوب بفتح تقدیراً مضاف یِ ضمیر متکلم مجرور محلاً مضاف الیہ عند مضاف مفعول فیہ برائے ثَابِتَانِ صیغہ صفت ھُمَا ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، صیغہ صفت اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ۔

ہے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ اس مثال میں لا کے بعد نکرہ مفردہ (حَوْلَ) واقع ہے اور لا کی تکرار دوسرے نکرہ مفردہ (قُوَّةَ) کے ساتھ ہے۔ ایسی ترکیب میں پانچ وجہیں جائز ہیں (۱) لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ ہر ایک لا نفی جنس کے لئے اور ہر نکرہ مبنی بر فتح (۲) لَاحَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ پہلا لا نفی جنس کے لئے ہے اور عمل نہیں کر رہا اور دوسرا لا زائدہ تاکید نفی کے لئے۔ دونوں نکرے مرفوع بابتدا (۳) لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةٌ پہلا لا نفی جنس کے لئے دوسرا زائدہ تاکید نفی کے لئے۔ پہلا نکرہ مبنی بر فتح دوسرا نکرہ مرفوع کیونکہ وہ پہلے نکرہ کے محل بعید پر معطوف ہے اور پہلا نکرہ محلاً (محل بعید کے اعتبار سے) مرفوع بسبب ابتدا ہے (۴) لَاحَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ پہلا لا مُشَبَّہ بِلَیْسَ اس کا اسم مرفوع دوسرا لا نفی جنس کے لئے اس کا اسم مبنی بر فتح۔ (۵) لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةً پہلا لا نفی جنس کے لئے اور دوسرا لا زائدہ اور نفی کی تاکید کے لئے ہے۔ پہلا نکرہ مبنی بر فتح اور دوسرا نکرہ منصوب مع تنوین اس کا عطف پہلے نکرہ کے محل قریب پر ہے اور وہ محلاً منصوب ہے۔ (ترکیب) (۱) لَا برائے نفی جنس حَوْلَ نکرہ مفردہ مبنی بر فتح منصوب محلاً اسم لا اس کے بعد آئندہ کے قرینے سے اِلَّا بِاللّٰہِ

> وآں معرفہ مرفوع باشد بابتدا چوں لَا زَیْدٌ عِنْدِیْ وَلَا عَمْرٌو و اگر بعد آں لا نکرہ مفردہ باشد مکرر با نکرہ دیگر در و پنج وجہ رواست چوں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ وَلَاحَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ وَلَاحَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةً اِلَّا بِاللّٰہِ۔

مقدر ہے اِلَّا حرف استثناء با جارہ اسم جلالت (اللہ) مجرور، مجرور بواسطہ جار مستثنیٰ مفرغ، ظرف مستقر متعلق موجودٌ، موجودٌ صیغہ صفت ھُوَ ضمیر اس میں مستتر نائب فاعل، صیغہ صفت اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر لائے نفی جنس، اسم لا اپنی خبر کے ساتھ مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہ، و حرف عطف لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ کی ترکیب حسب سابق، فرق اتنا ہے کہ بِاللّٰہ کا متعلق موجودۃٌ نکالا جائے جس میں ھِیَ ضمیر مستتر نائب فاعل ہے، جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ ہوا۔ (۲) لَاحَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰہِ لَا برائے نفی جنس ملغیٰ عن العمل حَوْلٌ مرفوع بضمہ لفظاً معطوف علیہ واو حرف عطف لَا زائدہ قُوَّةٌ معطوف، معطوف علیہ با معطوف خود مبتدا اِلَّا حرف استثناء بِاللّٰہِ حسب سابق مجرور بواسطہ جار مستثنیٰ مفرغ ظرف مستقر متعلق مَوْجُوْدَانِ اور وہ صیغہ صفت اپنے نائب فاعل ھُمَا سے مل کر خبر مبتدا، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ (۳) لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰہِ لَا برائے نفی جنس حَوْلَ اس کا اسم مبنی بر فتحہ، منصوب محلاً باعتبار محل قریب و مرفوع محلاً باعتبار محل بعید معطوف علیہ واو حرف عطف لَا زائدہ برائے تاکید نفی قُوَّةٌ مرفوع بضمہ لفظاً حَوْلَ پر معطوف محل بعید کے اعتبار سے، معطوف علیہ با معطوف خود اسم لا۔ اِلَّا (۴) لَاحَوْلٌ لَا حرف نفی مشابہ بلیس حَوْلٌ اس کا اسم، اس کے بعد اِلَّا بِاللّٰہِ مقدر ہے اِلَّا حرف استثناء بِاللّٰہِ مجرور بواسطہ جار مستثنیٰ مفرغ ظرف مستقر متعلق مَوْجُوْدٌ اور وہ اپنے نائب فاعل ھُوَ سے مل کر خبر لا اسم لا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ (ف) اس جگہ مجرور کا متعلق مَوْجُوْدٌ نکالا جائے گا مَوْجُوْدًا نہیں کیونکہ لا کی نفی اِلَّا کے سبب ٹوٹ چکی ہے اس لئے وہ عمل نہیں کرے گا اس کا عمل تو معنی نفی کی وجہ سے ہوتا ہے وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ میں لا نفی جنس کے لئے باقی ترکیب حسب سابق۔ (۵) لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةً اِلَّا بِاللّٰہِ لَا برائے نفی جنس حَوْلَ اس کا اسم مبنی بر فتح منصوب محلاً معطوف علیہ و حرف عطف لَا زائدہ برائے تاکید نفی قُوَّةً منصوب بفتحہ لفظاً باعتبار محل قریب برائے حول معطوف، معطوف علیہ با معطوف خود اسم لا، اِلَّا حرف استثناء بِاللّٰہِ مجرور بواسطہ جار ظرف مستقر متعلق مَوْجُوْدَانِ مقدر، صیغہ صفت با نائب فاعل ھُمَا ضمیر مستتر خبر لا، اسم لا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ل اسم میں عمل کرنے والے حروف کی پانچویں قسم حروف ندا ہیں۔ اور یہ پانچ حرف ہیں شعر ہے واؤ یا و ہمزہ و اَلَا، اَیَا و اَیْ، ھَیَا۔ ناصب کند لیس این ہفت حرف اے مقتدا منادیٰ کے عامل میں تین مذہب ہیں (۱) اَدْعُوْ عامل ہے جو وجوباً مقدر ہوتا ہے اور حرف ندا اس کا قائم مقام یہ جمہور نحویوں اور سیبویہ کا مذہب ہے (۲) حروف ندا خود عمل کرتے ہیں یہ مبرد کا قول ہے (۳) حرف ندا اسم فعل ہے اور اَدْعُوْ کا ہم معنی۔ یہ ابوعلی کا مذہب ہے، مصنف نے اس جگہ مبرد کا قول ذکر کیا ہے۔
ل منادیٰ اس ذات کا اسم ہے جس کی توجہ حرف ندا کے ساتھ طلب کی گئی ہو۔ اس کی چار قسمیں ہیں (۱) مضاف ہو جیسے یَا عَبْدَ اللّٰہِ، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اس صورت میں منصوب ہوگا (۲) مشابہ مضاف ہو جیسے یَا طَالِعًا جَبَلًا اے پہاڑ پر چڑھنے والے، اس صورت میں بھی منصوب ہوگا۔ اسے مضاف کے مشابہ اس لئے کہا گیا ہے کہ جس طرح مضاف الیہ کے بغیر مضاف کا معنی مکمل نہیں ہوتا اسی طرح جَبَلًا کے بغیر طَالِعًا کا معنی مکمل نہیں ہوتا جب یَا طَالِعًا کہا تو سننے والا سوچے گا کہ کس جگہ چڑھنے والے کو پکار رہا ہے جب جَبَلًا کہا تو وہ مطمئن ہو جائے گا (۳) کسی غیر معین کو بلایا جائے جیسے نابینا کہے یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ اے کوئی مرد میرا ہاتھ پکڑ لے، اس وقت بھی منادیٰ منصوب ہوگا۔ سوال نکرہ وہ اسم ہے جو غیر معین کے لئے

> پنجم حروف ندا[1] و آں پنجست یا و اَیَا و ھَیَا و اَیْ و ہمزہ مفتوحہ و ایں حروف[2] منادیٰ مضاف را بنصب کنند چوں یَا عَبْدَ اللّٰہِ و مشابہ مضاف را چوں یَا طَالِعًا جَبَلًا و نکرہ غیر معین را چنانکہ اعمیٰ گوید یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ و منادیٰ[3] مفرد معرفہ مبنی باشد بر علامت رفع چوں یَا زَیْدُ و

وضع کیا گیا ہو پھر اس کے ساتھ غیر معین کی قید کیوں؟ نیز اس سے پہلے گزر چکا کہ منادیٰ معرفہ کی ایک قسم ہے پھر وہ نکرہ غیر معین کیسے ہو سکتا ہے؟ جواب نکرہ منادیٰ واقع ہو تو اس کی دو صورتیں ہوں گی (۱) اس سے مراد شخص معین ہو اس وقت وہ معرفہ ہوگا اور مفردہ ہوا تو مبنی بر علامت رفع ہوگا جیسے یَا رَجُلُ۔ (۲) اس سے مراد غیر معین فرد ہو جیسے ابھی مثال میں گزرا، نکرہ کے ساتھ غیر معین کی قید لگا کر واضح کر دیا کہ اس جگہ دوسری قسم مراد ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ منادیٰ ہمیشہ معرفہ نہیں ہوتا، نابینا کی قید بھی اس لئے لگائی کہ منادیٰ متعین نہ ہو ورنہ بینا جسے دیکھ کر پکارے گا وہ متعین ہو جائے گا (۴) منادیٰ کی چوتھی قسم مفرد معرفہ ہے یعنی منادیٰ ایسا اسم ہو جو مضاف ہو اور نہ مشابہ مضاف اور اس سے فرد معین مراد ہو جیسے یَا رَجُلُ اس صورت میں منادیٰ علامت رفع پر مبنی ہوگا (ف) مصنف نے منادیٰ مفرد معرفہ کی پانچ مثالیں بیان کی ہیں (۱) یَا زَیْدُ یہ مفرد معرفہ ہے اور ضمہ پر مبنی (۲) یَا زَیْدَانِ یہ تثنیہ ہے اور الف نون پر مبنی (۳) یَا مُسْلِمُوْنَ جمع مذکر سالم اور واؤ نون پر مبنی ہے ان مثالوں میں علامت ضمہ لفظاً ہے (۴) یَا مُوْسٰی اسم مقصور (۵) یَا قَاضِیْ اسم منقوص، یہ دونوں تقدیری ضمہ پر مبنی ہیں، مُوْسٰی بالاتفاق اور قاضی جمہور نحویوں کے مذہب پر۔ یونس کہتے ہیں یا کو حذف کر کے اس کے عوض تنوین لائی جائے یَا قَاضٍ (س) خُذْ اور طالعًا کیا صیغہ ہے؟ زَیْدٌ، زَیْدَانِ، مُسْلِمُوْنَ، مُوْسٰی اور قَاضِیْ اسم متمکن کی کونسی قسمیں ہیں اور ان کا اعراب کیا ہے؟ (ترکیب) یَا عَبْدَ اللّٰہِ یَا حرف ندا مبنی الاصل مبنی بر سکون قائم مقام اَدْعُوْ (صیغہ بیان کیا جائے) فعل مضارع معتل واوی رفعش بضمہ تقدیراً نصب بفتحہ لفظاً و جزم بحذف آخر مرفوع بضمہ تقدیراً بسبب خلو وے از عوامل لفظیہ فعل اَنَا ضمیر واحد متکلم مرفوع منصل مستتر واجب الاستتار، اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مبنی بر فتحہ مرفوع محلاً بسبب فاعلیت، فاعل عَبْدَ اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ منصوب بفتحہ لفظاً بسبب مفعولیت مفعول بہ مضاف، اسم جلالت مضاف الیہ، فعل با فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ لفظاً و انشائیہ معنیً ہوا۔ یَا طَالِعًا جَبَلًا میں جَبَلًا مفعول بہ ہے، اسی طرح باقی مثالوں کی ترکیب کی جائے۔

یَا زَیْدَانِ و یَا مُسْلِمُوْنَ و یَا مُوسٰی و یَا قَاضِی بدانکه اَیْ[1] و ہمزہ برائے نزدیک ست و اَیَا و ھَیَا برائے دور و یَا عام ست۔

فصل دوم[2] در حروف عاملہ در فعل مضارع و آں بر دو قسم ست۔

قسم اوّل حروفیکہ فعل مضارع را نصب کنند و آں چہار ست اوّل اَنْ چوں اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ و اَنْ با فعل بمعنی مصدر باشد یعنی اُرِیْدُ قِیَامَکَ و بدیں سبب اورا مصدریہ گویند دوم[3] لَنْ چوں لَنْ یَّخْرُجَ زَیْدٌ و لَنْ برائے تاکید نفی ست سوم[4] کَیْ چوں اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ

[1] حروف ندا میں فرق یہ ہے کہ ہمزہ مفتوحہ اور اَیْ قریب کے لئے ہیں دو حرفوں پر مشتمل ہیں اور آواز کی لمبائی نہیں ہے اَیَا اور ھَیَا تین حرفوں پر مشتمل ہیں، اور آخر میں الف ہے اس لئے آواز لمبی ہوگی اور یہ بعید کے لئے استعمال کئے جائیں گے یَا میں آواز زیادہ طویل نہیں ہوگی وہ قریب اور بعید دونوں کے لئے استعمال ہوگا (ف) علماء دیوبند عامۃ المسلمین کو یا رسول اللہ کہنے سے روکنے کا ایک بہانہ یہ تراشتے ہیں کہ یَا قریب کو پکارنے کے لئے آتا ہے جب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہزاروں میل دور مدینہ طیبہ میں خواستراحت ہیں، حالانکہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مومنوں کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ، پھر میر سید کی تصریح بھی پیش نظر رہے کہ یَا قریب و بعید دونوں کے لئے آتا ہے تفصیل کے لئے امام احمد رضا بریلوی کا رسالہ مبارکہ "انوار الانتباہ فی حل ندا یا رسول اللہ"، ملاحظہ ہو (ف) اَللّٰهُمَّ دراصل یَا اَللّٰهُ تھا حرف ندا حذف کر کے اس کے عوض آخر میں میم مشدد زائد کر دیا اسی لئے یَا اَللّٰهُمَّ کہنا شاذ ہے۔ یہ اسم جلالت کا خلاصہ ہے

[2] حروف عاملہ کی دوسری قسم وہ حروف ہیں جو فعل مضارع میں عمل کرتے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم وہ حروف ہیں جو مضارع کو نصب دیتے ہیں یہ چار ہیں شعر

اَنْ و لَنْ پس کَیْ، اِذَنْ ایں چار حرف معتبر
نصب مستقبل کنند ایں جملہ دائم منتظر

[3] پہلا اَنْ ہے یہ جب فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے تو اَنْ اور فعل کا مجموعہ مصدر کے معنی میں ہو جاتا ہے صرف مضارع مصدر کے معنی میں نہیں ہوتا کیونکہ مضارع مصدر کے معنی میں ہوا تو مصدر اسم ہے لازم آئے گا کہ اَنْ اسم پر داخل ہو جائے حالانکہ وہ تو فعل ہی پر آتا ہے نیز یہ بھی لازم آئے گا کہ حرف جار اَنْ پر داخل نہ ہو سکے کیونکہ حرف جار اسم پر آتا ہے حرف پر نہیں آتا اور اگر مجموع مصدر کے معنی میں ہو تو کوئی خرابی لازم نہیں آتی (امام نحو مولانا سید غلام جیلانی قدس سرہ) اَنْ تَقُوْمَ کی جگہ فعل کا مصدر رکھ کر اسے فاعل کی طرف مضاف کر دیا جائے تو یہ مضمون جملہ ہوگا جو اُرِیْدُ کا مفعول بہ بن جائے گا اسی لئے اَنْ مصدریہ کہلاتا ہے (ف) عَلِمَ کے بعد جو اَنْ آتا ہے وہ فعل مضارع کو نصب نہیں دیتا کیونکہ وہ اَنْ مصدریہ نہیں بلکہ اَنَّ کا مخفف ہے جیسے عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَّرْضٰی (ترکیب) اُرِیْدُ (صیغہ بیان کیا جائے، یہ ہفت اقسام میں سے اجوف واوی ہے) فعل اَنَا ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل اَنْ حرف ناصب موصول حرفی تَقُوْمَ فعل اَنْتَ اس میں پوشیدہ اَنْ ضمیر، فاعل تَ علامت خطاب فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر مفعول بہ فعل با فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوا

[4] دوسرا حرف لَنْ ناصبہ ہے جو مضارع کو نصب دیتا ہے یہ اس کا لفظی عمل ہے معنًی یہ عمل کرتا ہے کہ مضارع کو مستقبل منفی مؤکد کے معنی میں بنا دیتا ہے لَنْ یَّخْرُجَ زَیْدٌ۔ زید ہرگز نہیں نکلے گا

[5] تیسرا حرف کَیْ ہے جو ناصب مضارع ہے جیسے اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ میں اسلام لایا تاکہ جنت میں جاؤں۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کا ماقبل مابعد کے لئے سبب ہے۔ (ترکیب) اَسْلَمْتُ فعل با فاعل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا کَیْ حرف ناصب اَدْخُلَ فعل اَنَا ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل الْجَنَّةَ مفعول فیہ، فعل با فاعل و مفعول فیہ جملہ فعلیہ خبریہ مُعلِّلہ ہوا۔ اس جملہ کو مُعلِّلہ (بصیغہ اسم فاعل) اس لئے کہتے ہیں کہ ماقبل سبب ہے اور یہ جملہ مُسبَّب اور علت غائیہ ہے۔

اَلْجَنَّةَ چہارم اِذَنْ چوں[1] اِذَنْ اُکْرِمَکَ در جواب کسیکہ گوید اَنَا اٰتِیْکَ غَدًا بدانکہ اَنْ بعد از[2] شش حروف مقدر باشد و فعل مضارع را بنصب کند حَتّٰی نحو مَرَرْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْبَلَدَ و لام جحد[3] نحو مَا کَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ و او[4] بمعنی اِلٰی اَنْ یا اِلَّا اَنْ نحو لَاَلْزَمَنَّکَ اَوْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ

[1] چوتھا ناصب اِذَنْ ہے یہ کسی کے جواب میں استعمال کیا جائے گا مثلاً کوئی کہے اَنَا اٰتِیْکَ غَدًا میں کل تیرے پاس آؤں گا جواباً کہا جائے گا اِذَنْ اُکْرِمَکَ تب میں تیری عزت کروں گا۔ (ترکیب) اِذَنْ اُکْرِمَکَ فعل با فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوا اَنَا اٰتِیْکَ غَدًا اَنَا ضمیر واحد متکلم مرفوع منفصل مبتدا اٰتِیْ (صیغہ؟ مہموز الفاء و ناقص یائی از باب ضرب) فعل مضارع معتل یائی اَنَا ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل کَ ضمیر منصوب متصل مفعول بہ، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ ہوا

[2] اَنْ کبھی لفظوں میں ہوتے ہوئے مضارع کو نصب دیتا ہے اس کی مثال گزر چکی ہے اَنْ چھ حرفوں کے بعد مقدر ہو کر بھی نصب دے جاتا ہے پہلا حرف حَتّٰی ہے جو انتہائے غایت کے لئے آتا ہے جیسے مَرَرْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْبَلَدَ میں گزرا یہاں تک کہ شہر میں داخل ہوا۔ مَرَرْتُ (صیغہ؟ مضاعف ثلاثی از باب نصر) فعل، تُ ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل حَتّٰی حرف جار اس کے بعد اَنْ موصول حرفی مقدر اَدْخُلَ الْبَلَدَ فعل با فاعل مفعول فیہ جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی با صلہ بتاویل مصدر مجرور، مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق مَرَرْتُ، فعل با فاعل و متعلق جملہ فعلیہ خبریہ ہوا

[3] دوسرا حرف لام جحد ہے جس کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے جیسے مَا کَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ اللہ کا کام یہ نہیں کہ کافروں کو اس حال میں عذاب دے کہ اے حبیب تم ان میں موجود ہو اسے لام جحد (انکار) اس لئے کہتے ہیں کہ یہ کَانَ منفی کے ساتھ ہی استعمال ہوتا ہے۔ لام کَیْ جو تعلیل کے لئے آتا ہے اگر حذف کر دیا جائے تو معنی میں خلل آجائے گا جب کہ لام جحد کے حذف کرنے سے خلل نہیں آئے گا کیونکہ یہ تو صرف نفی کی تاکید کے لئے آتا ہے۔ (ترکیب) مَا حرف نفی کَانَ فعل ناقص اَللّٰهُ اسم جلالت اسم کَانَ لِیُعَذِّبَهُمْ لام حرف جار زائدہ لام جحد اس کے بعد اَنْ موصول حرفی مقدر یُعَذِّبَ فعل ھُوَ ضمیر اس میں مستتر فاعل ھُمْ میں ھَا ضمیر منصوب متصل مفعول بہ ذو الحال و حالیہ اَنْتَ فِیْهِمْ جملہ حال، فعل با فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی با صلہ خود بتاویل مصدر، منصوب محلاً خبر کَانَ، کَانَ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا

[4] تیسرا حرف اَوْ ہے جس کے بعد اَنْ مقدر ہوگا یہ اَوْ، اَنْ مقدرہ پر داخل ہونے والے اِلَّا یا اِلٰی کے معنی میں ہوگا۔ بمعنی اِلٰی اَنْ یا اِلَّا اَنْ کا یہ مطلب نہیں کہ اَوْ، اِلٰی اور اَنْ کے مجموع کے معنی میں ہے ورنہ بعد میں اَنْ کے مقدر ہونے سے اَنْ کی تکرار ہو جائے گی۔ دراصل اِلٰی اور اِلَّا معمولی تعلق کی بنا پر اَنْ کی طرف مضاف ہیں اور وہ تعلق یہ ہے کہ یہ دونوں حرف (اِلٰی اور اِلَّا) اَنْ مقدرہ پر داخل ہوتے ہیں لَاَلْزَمَنَّکَ اَوْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ میں تیرے پیچھے لگا رہوں گا یہاں تک کہ تو میرا حق مجھے دے۔ (ترکیب) لَاَلْزَمَنَّکَ صیغہ واحد متکلم فعل مضارع مثبت معروف بالام و نون تاکید ثقیلہ ثلاثی مجرد از باب سَمِعَ، فعل مضارع بالنون ثقیلہ مبنی بر فتح، فعل، اَنَا ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل کَ ضمیر مفعول بہ اَوْ بمعنی اِلٰی جس کے بعد اَنْ موصول حرفی مقدر ہے تُعْطِیَ (صیغہ ہفت اقسام سے ناقص واوی، از باب افعال) اَنْتَ اس میں مستتر اَنْ ضمیر فاعل تَ علامت خطاب نونِ وقایہ (جو فعل کے آخر کو کسرہ سے بچاتا ہے) یْ ضمیر مفعول اول حَقِّ غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب بفتحہ تقدیراً مفعول ثانی یَا ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ، فعل با فاعل و ہر دو مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی با صلہ بتاویل مصدر مجرور جار، مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق فعل (لَاَلْزَمَنَّکَ) فعل با فاعل و مفعول بہ و ظرف لغو جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ل‍ہ چوتھا حرف جس کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے واوِ صرف ہے جیسے لَا تَاْکُلِ السَّمَکَ وَتَشْرَبَ اللَّبَنَ مچھلی کھانے کے ساتھ دودھ نہ پیو، صَرْف کا معنی روکنا ہے واوِ صرف وہ واو عاطفہ ہے جو معطوف علیہ پر آنے والی چیز کو معطوف پر داخل ہونے سے روکتی ہے مثال مذکور میں تَاْکُلْ معطوف علیہ ہے اس پر لا نافیہ داخل ہے وہ تَشْرَبَ معطوف پر داخل نہیں ہو سکتا ورنہ معنی یہ ہوگا کہ مچھلی نہ کھا اور دودھ نہ پی اور یہ مقصد کے خلاف ہے مقصد یہ ہے کہ مچھلی کھانے کے ساتھ ساتھ دودھ نہ پیا جائے۔ ایک دوسری مثال دیکھئے لَا تَنْہَ عَنْ خُلُقٍ وَّتَاْتِیَ مِثْلَہٗ عَارٌ عَلَیْکَ اِذَا فَعَلْتَ عَظِیْمٌ تو ایسی عادت سے منع نہ کر جس کا تو خود مرتکب ہے ایسا کرے گا تو تیرے لئے بڑی عار ہے۔

وَتَاْتِیَ میں واؤ، واوِ صرف ہے کہ تَنْہَ پر آنے والے لا کو تَاْتِیَ پر آنے سے روکتی ہے ورنہ معنی یہ ہوگا کہ تو اس عادت سے منع نہ کر جس کا تو خود مرتکب نہیں ہے۔ اور یہ مقصد کے خلاف ہے مقصد تو یہ ہے کہ جو کام تو خود کرتا ہے اس سے دوسرے کو منع نہ کر، مثلاً

واوالصرف[1] ولامِ کَیْ[2] وفا که در جواب شش چیز ست امر و نہی ونفی واستفہام وتمنی وعرض وامثلتہا مشہورۃ

چوری کرنے والا کس منہ سے دوسرے کو چوری سے منع کر سکتا ہے۔ البتہ جو چوری نہیں کرتا اسے منع کرنے کا حق پہنچتا ہے (ف) فاء اور واوِ صرف کے بعد اَنْ اس وقت مقدر ہوگا جب یہ دونوں چھ چیزوں کے بعد واقع ہوں جیسے نحو میر میں ذکر کیا گیا ہے کَیْ کے لئے یہ شرط نہیں ہے نحو میر کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ فاء کا چھ چیزوں کے جواب میں واقع ہونا شرط ہے حالانکہ واوِ صرف کے لئے بھی یہ شرط ہے اور اگر اس عبارت کا یہ مطلب لیا جائے کہ واوِ صرف کے لئے بھی یہ شرط ہے تو واوِ صرف، کَیْ اور فاء تینوں کے لئے یہ شرط ہوگی حالانکہ کَیْ کے لئے یہ شرط نہیں ہے غالباً عبارت مذکورہ میں کاتب کے تصرف کو دخل ہے ورنہ عبارت دراصل یوں تھی "ولامِ کَیْ وواوالصرف وفاء که در جواب شش چیز است" اب عبارت کا مطلب یہ ہوگا کہ شرط مذکور واوِ صرف اور فاء کے لئے ہے لامِ کَیْ کے لئے نہیں ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے صرف فاء کی شرط بیان کی ہو واوِ صرف کی شرط بیان نہ کی ہو ۱۲ امام نحو مولانا سید غلام جیلانی[2] پانچواں حرف جس کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے وہ لام ہے جو کَیْ کے معنی میں ہو اور دلالت کرے کہ اس کا ماقبل مابعد کے لئے سبب ہے جیسے اَسْلَمْتُ لِاَدْخُلَ الْجَنَّۃَ میں اسلام لایا تاکہ جنت میں جاؤں[3] چھٹا حرف فاء ہے جس کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے اس کے لئے واوِ صرف کی طرح شرط یہ ہے کہ چھ چیزوں میں سے کسی ایک کے جواب میں واقع ہو (۱) امر جیسے زُرْنِیْ فَاُکْرِمَکَ چاہیے کہ تیری طرف سے ملاقات کے لئے آنا اور اس وقت میری طرف سے تیری تعظیم بجا لانا ہو (۲) نہی جیسے لَا تَشْتِمْنِیْ فَاُھِیْنَکَ ایسا نہ ہو کہ تیرا گالی دینا ہو اور میرا توہین کرنا ہو (۳) نفی جیسے مَا تَاْتِیْنَا فَتُحَدِّثَنَا ایسا نہیں ہوتا کہ تمہارا آنا ہو اور ہمارے ساتھ گفتگو کرنا ہو (۴) استفہام جیسے اَیْنَ بَیْتُکَ فَاَزُوْرَکَ کیا تم اپنا گھر بتانا پسند کروگے کہ میرا ملاقات کے لئے آنا ہو (۵) تمنی جیسے لَیْتَ لِیْ مَالًا فَاُنْفِقَ مِنْہُ کاش کہ میرے پاس مال ہوتا اور اس سے میرا خرچ کرنا ہوتا (۶) اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تمہارا اترنا ہوتا پس بھلائی کا پانا (ف) ان مثالوں میں فاء کی جگہ واؤ رکھ دی جائے تو واوِ صرف کی مثالیں بن جائیں گی۔ (ترکیب) لَا تَاْکُلِ السَّمَکَ لَا حرف نہی مبنی بر سکون تَاْکُلْ (صیغہ) فعل مضارع صحیح مجرد از ضمائر بارزہ و نونِ اناث و نونِ تاکید، معرب بحرکتین لفظاً مجزوم بسکون، مجزوم بسکون بسبب لائے نہی، البتہ التقائے ساکنین سے بچنے کے لئے آخر میں عارضی کسرہ لایا گیا ہے۔ اس میں اَنْتَ پوشیدہ ہے اَنْ ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل، مبنی بر سکون، مرفوع محلاً بسبب فاعلیت فاعل السَّمَکَ مفعول بہ، فعل با فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا وَتَشْرَبَ اللَّبَنَ میں واؤ کے بعد اَنْ مقدر ہے لہٰذا یہ مجموع مصدر کے معنی میں ہوا، یہ معطوف ہے معطوف علیہ مقدر پر جو ماقبل سے سمجھا جا رہا ہے اصل عبارت یہ ہے لَا یَجْتَمِعْ مِنْکَ اَکْلُ السَّمَکِ وَشُرْبُ اللَّبَنِ اسی طرح زُرْنِیْ فَاُکْرِمَکَ میں فَاُکْرِمَکَ کا معطوف علیہ ماقبل سے مفہوم ہے لِیَجْتَمِعْ مِنْکَ الزِّیَادَۃُ، اور لَیْتَ لِیْ مَالًا فَاُنْفِقَہٗ میں یہ ہے لَیْتَ لِیْ ثُبُوْتَ مَالٍ، اسی طرح باقی مثالوں میں۔

کَیْ

کَیْ

ل‍ہ فعل مضارع میں عمل کرنے والے حروف کی دوسری قسم وہ حروف ہیں جو فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں یہ پانچ حرف ہیں۔ شعر ؎
اِنْ وَلَمْ لَمَّا وَلَامِ اَمْرْ، لائے نہی نیز۔ ایں پنج حرف جازم فعل اند ہر یکے بے دغا۔ لَمْ اور لَمَّا کا لفظی عمل یہ ہے کہ فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں اور معنوی عمل یہ ہے کہ فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں بنا دیتے ہیں البتہ لَمَّا دلالت کرتا ہے کہ فعل منتفی ہونے کے وقت سے بات کرنے کے وقت تک منتفی رہا ہے جیسے نَدِمَ زَیْدٌ وَّلَمَّا یَنْفَعْہُ النَّدَمُ زید نادم ہوا اور ندامت نے اسے اب تک فائدہ نہ دیا۔ لَمْ کی مثال جیسے اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ، لام امر جیسے فَلْتَقُمْ طَائِفَۃٌ، لائے نہی جیسے وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ، اِنْ شرطیہ جیسے اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ[2] اِنْ شرطیہ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے جیسے اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ اگر تو مارے گا تو میں ماروں گا اِنْ دلالت کرتا ہے کہ دوسرا جملہ اس صورت میں ثابت ہوگا جب پہلا جملہ ثابت ہوگا پہلے جملہ کو شرط اور دوسرے کو جزا کہتے ہیں، اِنْ جس فعل پر داخل ہوگا اسے مستقبل کے معنی میں کر دے گا اگرچہ ماضی پر داخل ہو اور اگر مضارع پر داخل ہو تو اسے مستقبل کے ساتھ خاص کر دے گا اس میں زمانہ حال باقی نہیں رہے گا۔ اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ شرط اور جزا دونوں میں جزم تقدیری ہے کیونکہ ماضی معرب نہیں بلکہ مبنی ہے سوال اعراب تقدیری معرب پر

قسم دوم[1] حروفیکه فعل مضارع را بجزم کنند وآں پنج ست لَمْ و لَمَّا ولام امر ولای نہی وَاِنْ شرطیہ چوں لَمْ یَنْصُرْ وَلَمَّا یَنْصُرْ وَلِیَنْصُرْ وَلَا تَنْصُرْ وَاِنْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ بدانکه اِنْ[2] در دو جملہ رود چوں اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ جملہ اول را شرط گویند وجملہ دوم را جزا واِنْ برای مستقبل ست اگرچہ در ماضی رود چوں اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ واینجا جزم تقدیری بود زیرا که ماضی معرب نیست وبدانکه چوں جزای[3] شرط جملہ اسمیہ باشد یا امر یا نہی یا دعا فا در جزا آوردن لازم بود چنانکه گوئی

آتا ہے۔ مبنی کا اعراب تو محلی ہوتا ہے جواب اس جگہ تقدیری سے محلی مراد ہے[3] جزا پر فاء کے لانے یا نہ لانے کا دارومدار کلمۂ شرط کی معنوی تاثیر پر ہے اگر وہ جزا کو ماضی سے مستقبل کی طرف تبدیل کر دے تو چونکہ اس کی تاثیر تام ہے اس لئے جزا پر فاء نہیں لائیں گے شرط و جزا میں تعلق کے لئے یہ معنوی تاثیر کافی ہے جیسے اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ اور اگر جزا مضارع منفی بلا ہے جس میں حال و استقبال دونوں کا احتمال ہے کلمۂ شرط نے اس میں کسی قدر اثر کیا ہے کہ اسے مستقبل کے ساتھ خاص کر دیا اس لئے فاء کا نہ لانا جائز ہے اور چونکہ ماضی کو مستقبل کے معنی میں نہیں کیا اور تاثیر تام نہیں ہوئی اس لحاظ سے فاء کا لانا جائز ہے جیسے اِنْ جَاءَکَ زَیْدٌ لَا تُکْرِمْہُ یا فَلَا تُکْرِمْہُ اور اگر کلمۂ شرط نے جزا میں بالکل اثر نہ کیا تو فاء کا لانا واجب ہے تاکہ شرط و جزا میں ربط پیدا دلالت کرے اس کی چند صورتیں ہیں (۱) جزا جملہ اسمیہ ہو جیسے اِنْ تَاْتِنِیْ فَاَنْتَ مُکْرَمٌ اگر تو میرے پاس آئے گا تو تیری عزت کی جائے گی، جملہ اسمیہ نہ ماضی پر دلالت کرتا تھا نہ اس کا معنی مستقبل بنایا گیا ہے، استقبال کا معنی مُکْرَمٌ سے سمجھا جا رہا ہے (۲) جزا امر ہو جیسے اِنْ رَاَیْتَ زَیْدًا فَاَکْرِمْہُ اگر تو زید کو دیکھے تو اس کی عزت کر (۳) نہی ہو جیسے اِنْ اَتَاکَ عَمْرٌو فَلَا تُھِنْہُ اگر عمرو تیرے پاس آئے تو تو اس کی توہین نہ کر (۴) دعا ہو جیسے اِنْ اَکْرَمْتَنِیْ فَجَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا اگر تو میری عزت کرے تو اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے۔ جب جزا امر، نہی یا دعا ہو تو اس میں کلمۂ شرط نے کچھ اثر نہیں کیا وہ تو پہلے ہی مستقبل کے معنی میں ہے۔ (یہ تفصیل امام نحو مولانا سید غلام جیلانی قدس سرہ نے تکملہ کے حوالے سے بیان فرمائی) (ف) شرط اور جزا کا جملہ ہونا ضروری ہے۔ کافیہ وغیرہ میں آپ دیکھیں گے کہ بعض اوقات جزا مفرد ہوگی شارحین وہاں مبتدا یا خبر مقدر نکالیں گے تاکہ جزا جملہ بن جائے۔ شرط کے لئے جملہ فعلیہ خبریہ ہونا ضروری ہے۔

(ترکیب) (۱) اِنْ حرف شرط مبنی الاصل مبنی بر سکون تَأْتِ (صیغہ؟ مہموز الفاء ناقص یائی از باب ضرب) فعل مضارع معتل یائی مرفوع بضمہ تقدیراً، منصوب بفتحہ لفظاً و مجزوم بحذف آخر، مجزوم بحذف آخر بسبب حرف شرط فعل، اَنْتَ اس میں پوشیدہ اَنْ ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مبنی بر سکون مرفوع محلاً بسبب فاعلیت فاعل تا علامت خطاب نونِ وقایہ یا ضمیر واحد متکلم منصوب متصل مفعول بہ فعل با فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ شرط، فا جزائیہ مبنی الاصل مبنی بر فتح اَنْتَ میں اَنْ ضمیر مرفوع منفصل مرفوع محلاً مبتدا تا علامت خطاب مُکْرَمٌ (صیغہ؟) صیغہ صفت اَنْتَ اس میں پوشیدہ اَنْ ضمیر مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار، نائب فاعل، صیغہ صفت با نائب فاعل خبر مبتدا، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ مجزوم محلاً جزا، شرط با جزاء خود جملہ شرطیہ ہوا۔

اِنْ تَأْتِنِیْ فَأَنْتَ مُكْرَمٌ وَاِنْ رَأَیْتَ زَیْدًا فَاَكْرِمْهُ وَاِنْ اَتَاكَ عَمْرٌو فَلَا تُهِنْهُ وَاِنْ اَكْرَمْتَنِیْ فَجَزَاكَ اللّٰهُ خَیْرًا۔

باب دوم در عمل افعال

بدانکہ ہیچ[1] فعل غیر عامل نیست و افعال در اعمال[2] بر دو گونہ است قسم اول معروف بدانکہ فعل معروف خواہ لازم باشد یا متعدی[3] فاعل را برفع کند چوں قَامَ زَیْدٌ وَضَرَبَ عَمْرٌو و شش اسم را بنصب کند اوّل مفعول مطلق[4] را چوں قَامَ زَیْدٌ قِیَامًا وَضَرَبَ

(۲) اِنْ حرف شرط اَكْرَمْتَنِیْ حسب سابق شرط فا جزائیہ جَزٰی فعل كَ ضمیر مفعول اول اسم جلالت فاعل خَیْرًا مفعول بہ ثانی فعل با فاعل و ہر دو مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا، شرط با جزا جملہ شرطیہ گردید۔ بقیہ تمام جملوں کی تفصیلی ترکیب کیجئے! [1] پہلے باب میں حروف عاملہ کا بیان ہوا دوسرے باب میں افعال کے عمل کی تفصیل بیان ہوگی۔ فعل چاہے متصرف ہو۔ (یعنی اس سے ماضی اور مضارع وغیرہ کی گردانیں آتی ہوں) جیسے ضَرَبَ یا غیر متصرف جیسے عَسٰی اسی طرح خواہ تام ہو جیسے نَصَرَ یا ناقص ہو جیسے كَانَ بہر صورت عمل کرتا ہے [2] فاعل کے اعتبار سے فعل کی دو قسمیں ہیں (۱) معروف جیسے قَامَ زَیْدٌ میں قَامَ چونکہ اس کا فاعل کلام سے معلوم ہے اس لئے اس فعل کو معروف کہتے ہیں (۲) مجہول جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ میں ضُرِبَ اس کا فاعل (مارنے والا) معلوم نہیں اس لئے اسے مجہول کہتے ہیں (تعریف) فعل معروف وہ فعل ہے جس کا فاعل معلوم ہو فعلِ مجہول وہ فعل ہے جس کا فاعل معلوم نہ ہو۔ مفعول بہ کے لحاظ سے بھی فعل کی دو قسمیں ہیں (۱) متعدی جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا میں ضَرَبَ کہ اس کا معنی فاعل کے علاوہ مفعول بہ کو بھی چاہتا ہے (۲) لازم جیسے قَامَ زَیْدٌ اس کا معنی فاعل کے ساتھ مل کر پورا ہو گیا مفعول بہ کو نہیں چاہتا (تعریف) متعدی وہ فعل ہے جس کا معنیٰ فاعل کے علاوہ مفعول بہ کو بھی چاہتا ہے۔ لازم وہ فعل ہے جس کا معنی صرف فاعل کے ساتھ مکمل ہو جاتا ہے مفعول بہ کو نہیں چاہتا [3] ہر فعل خواہ متعدی ہو یا لازم فاعل کو رفع دیتا ہے اور چھ اسموں کو نصب دیتا ہے وہ چھ اسم یہ ہیں (۱) مفعول مطلق (۲) مفعول فیہ (۳) مفعول معہٗ (۴) مفعول لہٗ (۵) حال (۶) تمییز (ف) فائدہ اور چھ منصوبات کی تعریفیں اگلی فصل میں آ رہی ہیں (ف) فعل متعدی فاعل کو رفع اور سات اسموں کو نصب دیتا ہے۔ ساتواں اسم مفعول بہ ہے (ف) فعل لازم مفعول بہ کو نصب نہیں دیتا کیونکہ اس کا مفعول بہ ہوتا ہی نہیں۔ اور فعل مجہول فاعل کو رفع نہیں دیتا کہ اس کا فاعل معلوم نہیں ہے [4] مفعول مطلق جیسے قَامَ زَیْدٌ قِیَامًا میں قِیَامًا ہے (زید حقیقۃً کھڑا ہوا) اور ضَرَبَ زَیْدٌ ضَرْبًا (زید نے حقیقۃً مارا) پہلی مثال میں فعل لازم اور دوسری میں متعدی ہے (تعریف) مفعول مطلق وہ مصدر منصوب ہے جو فعل سابق کا ہم معنی ہو۔

زَیْدٌ ضَرْبًا دوم مفعول فیہ[1] را چوں صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَجَلَسْتُ فَوْقَكَ سوم مفعول معہ[2] را چوں جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ اَیْ مَعَ الْجُبَّاتِ چہارم مفعول لہ[3] را چوں قُمْتُ اِكْرَامًا لِزَیْدٍ وَضَرَبْتُهٗ تَادِیْبًا پنجم حال[4] را چوں جَاءَ زَیْدٌ رَاكِبًا ششم تمییز را[5] وقتیکہ در نسبت فعل بفاعل ابہامی باشد چوں طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا اما فعل متعدی مفعول بہ را بنصب کند چوں ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا و ایں عمل فعل لازم را نباشد

فصل بدانکہ فاعل اسمیست[6] کہ پیش از وے فعلی باشد مسند بداں اسم

[1] مفعول فیہ جیسے صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ میں نے جمعہ کے دن روزہ رکھا یوم الجمعۃ ظرف زمان ہے جس میں روزہ رکھنے کا فعل واقع ہوا ہے جَلَسْتُ فَوْقَكَ میں تجھ سے اونچی جگہ بیٹھا فَوْقَكَ ظرف مکان ہے جس میں فعل جلوس پایا گیا (تعریف) مفعول فیہ اس زمان یا مکان کا اسم ہے جو فعل سابق کا ظرف ہو [2] مفعول معہ جیسے جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ سردی جبّوں (آج کل کوٹ اور اوور کوٹ) کے ساتھ آئی اس میں واؤ بمعنی مَعَ ہے (تعریف) مفعول معہ وہ اسم ہے جو واؤ بمعنی مَعَ کے بعد واقع ہو تاکہ معلوم ہو کہ اس اسم کو فعل کے معمول کے ساتھ معیت حاصل ہے [3] مفعول لہ جیسے قُمْتُ اِكْرَامًا لِزَیْدٍ میں زید کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوا۔ اور ضَرَبْتُهٗ تَادِیْبًا میں نے اسے ادب سکھانے کے لئے مارا پہلی مثال میں فعل، لازم اور دوسری میں متعدی ہے (تعریف) مفعول لہ اس شے کا اسم ہے جو فعل سابق کا سبب ہو [4] حال جیسے جَاءَ زَیْدٌ رَاكِبًا زید سوار ہو کر آیا (تعریف) حال وہ اسم نکرہ ہے جو فاعل یا مفعول بہ یا دونوں کی حالت کو بیان کرے۔ [5] تمییز وہ اسم نکرہ ہے جو ابہام کو دور کرتا ہے بعض اوقات تمییز نسبت کے ابہام کو دور کرتی ہے خواہ وہ نسبت فعل کی فاعل کی طرف ہو یا کوئی اور جیسے طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا (زید طبیعت کا اچھا ہے) جب طَابَ زَیْدٌ (زید اچھا ہے) کہا تو واضح نہ ہو سکا کہ وہ کس لحاظ سے اچھا ہے جب نَفْسًا کہا تو وضاحت ہو گئی یعنی زید ذات اور طبیعت کے لحاظ سے اچھا ہے (ترکیب) (۱) قَامَ (صیغہ؟) فعل زَیْدٌ فاعل قِیَامًا مصدر ثلاثی مجرد اجوف واوی از باب نصر، اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ منصوب بفتحہ لفظاً بسبب مفعولیت، مفعول مطلق، فعل با فاعل و مفعول مطلق جملہ فعلیہ خبریہ (۲) صُمْتُ صیغہ واحد متکلم فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد اجوف واوی از باب نصر فعل ماضی مبنی الاصل، مبنی بر فتح لیکن دریں جا ساکن شد بعارض ضمیر تا ضمیر واحد متکلم مرفوع محلاً فاعل، یَوْمَ اسم مفرد منصرف صحیح، منصوب بفتحہ لفظاً مفعول فیہ مضاف الْجُمُعَةِ مضاف الیہ، فعل با فاعل و مفعول فیہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (۳) جَاءَ (صیغہ؟) فعل الْبَرْدُ فاعل واؤ بمعنی مَعَ الْجُبَّاتِ جمع مؤنث سالم معرب بحرکتین رفعش بضمہ نصب و جرش بکسرہ لفظاً، منصوب بکسرہ لفظاً مفعول معہ فعل اپنے فاعل اور مفعول معہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مفسرہ ہوا اَیْ حرف مَعَ اسم ظرف مفعول فیہ برائے فعل مقدر جَاءَ الْبَرْدُ، مضاف الْجُبَّاتِ مضاف الیہ فعل مقدر با فاعل و مفعول فیہ جملہ فعلیہ خبریہ مفسر ہوا (۴) قُمْتُ فعل با فاعل اِكْرَامًا مصدر ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب افعال، منصوب بنا بر مفعولیت لام حرف جار زید مجرور، مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق اِكْرَامًا، مصدر اپنے متعلق سے مل کر مفعول لہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول لہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (۵) جَاءَ فعل زَیْدٌ ذو الحال رَاكِبًا صیغہ صفت هُوَ ضمیر اس میں مستتر فاعل صیغہ صفت اپنے فاعل کے ساتھ مل کر حال، ذو الحال اپنے حال سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہے [6] گزشتہ فصل میں بیان ہوا کہ فعل لازم فاعل کو رفع اور چھ اسموں کو نصب اور فعل متعدی سات اسموں کو نصب دیتا ہے اب ان میں سے ہر ایک کی تعریف بیان کریں گے۔ ضَرَبَ زَیْدٌ اور مَا ضَرَبَ زَیْدٌ میں زَیْدٌ فاعل ہے جسکی طرف فعل کی نسبت بطور صفت ہے پہلی مثال میں ثبوتی اور دوسری میں سلبی ہے (تعریف) فاعل وہ اسم ہے جس سے پہلے ایک فعل ہو اور فعل کی نسبت اس اسم کی طرف بطور صفت ہو (سوال) مَا ضَرَبَ زَیْدٌ میں زیدٌ فاعل ہے حالانکہ اسکی طرف فعل کی نسبت نہیں ہے بلکہ نسبت کی نفی ہے، فاعل کی تعریف اپنے تمام افراد پر صادق نہ آئی (جواب) نسبت سے مراد عام نسبت ہے خواہ ثبوتی ہو یا سلبی۔

برطریق قیام فعل بداں اسم چوں زَیْدٌ در ضَرَبَ زَیْدٌ ومفعول مطلق[۱] مصدر یست
کہ واقع شود بعد از فعلے وآں مصدر بمعنی آں فعل باشد چوں ضَرْبًا در
ضَرَبْتُ ضَرْبًا وقِیَامًا در قُمْتُ قِیَامًا ومفعول فیہ[۲] اسمیست کہ فعل مذکور
دروواقع شود واوراظرف گویند وظرف بردوگونہ است ظرف زمان
چوں یَوْمَ در صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وظرف مکان چوں عِنْدَ در
جَلَسْتُ عِنْدَکَ ومفعول معہ[۳] اسمیست کہ مذکور باشد بعد از واو
بمعنی مع چوں وَالْجُبَّاتِ در جَآءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ اَیْ مَعَ
الْجُبَّاتِ ومفعول لہ[۴] اسمیست کہ دلالت کند برچیزی کہ سبب فعل مذکور
باشد چوں اِکْرَامًا در قُمْتُ اِکْرَامًا لِّزَیْدٍ وحال[۵] اسمیست نکرہ

[۱] ضَرَبْتُ ضَرْبًا میں ضَرْبًا مصدر منصوب ہے جو فعل مذکور کا ہم معنی ہے (ف) فعل کی دلالت تین چیزوں پر ہے (۱) معنی مصدری (۲) فاعل کی طرف نسبت (۳) زمانہ کی طرف نسبت، ان تینوں کا مجموع فعل کا معنی مطابقی ہے، ایک ایک معنی تضمنی ہے (تعریف) مفعول مطلق وہ مصدر منصوب ہے جو فعل سابق کا ہم معنی ہو یعنی اس مصدر کا معنی فعل کا معنی تضمنی ہو ضَرَبْتُ زَیْدًا ضَرْبًا میں فعل متعدی اور قُمْتُ قِیَامًا میں لازم ہے۔ پہلی مثال کا معنی ہے میں نے حقیقۃً زید کو مارا دوسری مثال کا معنی ہے میں پوری طرح کھڑا ہوا [۲] صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ (میں نے جمعہ کے دن روزہ رکھا) میں یوم الجمعۃ اس زمانے پر دلالت کرتا ہے جس میں فعل مذکور کیا گیا اور جَلَسْتُ عِنْدَکَ (میں تیرے پاس بیٹھا) میں عِنْدَکَ اس مکان پر دلالت کرتا ہے جس میں فعل مذکور کیا گیا زمانہ اور مکان کو ظرف کہتے ہیں (تعریف) مفعول فیہ، اس زمانہ یا مکان کا اسم ہے جس میں فعل سابق واقع ہوا ہو۔ [۳] جَآءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ (سردی جبوں کے ساتھ آئی) الْجُبَّاتِ ایک اسم ہے جو واؤ بمعنی مَعَ کے بعد واقع ہے تاکہ پتہ چلے کہ اسے فاعل کے ساتھ معیت حاصل ہے یعنی سردی اور جُبّے ایک ساتھ آئے کَفَاکَ وَزَیْدًا دِرْہَمٌ (تجھے اور زید کو ایک درہم کافی ہوا) میں زیدًا ایک اسم ہے جو واؤ بمعنی مَعَ کے بعد واقع ہے تاکہ معلوم ہو کہ اسے مفعول بہ کے ساتھ معیت حاصل ہے یعنی تجھے اور زید کو ایک ساتھ ایک درہم کافی ہوا۔ (تعریف) مفعول معہ وہ اسم ہے جو واؤ بمعنی مع کے بعد واقع ہو تاکہ ظاہر ہو کہ اسے فاعل یا مفعول کے ساتھ معیت حاصل ہے (ف) مفعول معہ کی فاعل کے ساتھ معیت فعل کے[×] صادر ہوا ہے یا دونوں پر ایک ساتھ فعل واقع ہوا ہے [۴] قُمْتُ اِکْرَامًا لِّزَیْدٍ (میں زید کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوا) میں اِکْرَامًا فعل مذکور کی علت غائیہ ہے جسے حاصل کرنے کے لئے قیام کیا گیا قَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا (میں بزدلی کے سبب جنگ سے بیٹھ گیا) میں جُبْنًا (بزدلی) فعل مذکور کے لئے علت باعثہ ہے۔ معلوم ہوا کہ مفعول لہ دو قسم ہے (۱) جسے حاصل کرنے کے لئے فعل کیا جائے (۲) جس کے موجود ہونے کی وجہ سے فعل کیا جائے (تعریف) مفعول لہ ایسی چیز کا اسم ہے جو فعل سابق کا سبب ہو خواہ باعث ہو یا غایت [۵] (۱) جَآءَ زَیْدٌ رَاکِبًا (زید سوار ہو کر آیا) میں رَاکِبًا حال ہے جو فاعل کی حالت بیان کر رہا ہے یعنی جب زید آیا تو سوار تھا (۲) ضَرَبْتُ زَیْدًا مَشْدُوْدًا (میں نے زید کو مارا جب کہ وہ بندھا ہوا تھا) میں مَشْدُوْدًا مفعول بہ کی حالت کو ظاہر کر رہا ہے یعنی جب اسے مار پڑی تو وہ بندھا ہوا تھا (۳) لَقِیْتُ زَیْدًا رَاکِبَیْنِ (میں زید سے ملا جب کہ ہم دونوں سوار تھے) میں رَاکِبَیْنِ فاعل اور مفعول دونوں کی حالت ظاہر کر رہا ہے یعنی جب فاعل سے فعل صادر ہوا اور مفعول بہ پر فعل واقع ہوا اس وقت دونوں سوار تھے (تعریف) حال وہ اسم نکرہ ہے جو فاعل یا مفعول بہ یا ہر دو کی حالت کو ظاہر کرے (ترکیب) لَقِیْتُ صیغہ واحد متکلم فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد ناقص یائی از باب سَمِعَ تا ضمیر واحد متکلم مرفوع متصل بارز، مرفوع محلاً فاعل زَیْدًا مفعول بہ، فاعل یا مفعول ذوالحال رَاکِبَیْنِ صیغہ صفت ھُمَا اس میں مستتر۔ ھُمَا ضمیر فاعل میم حرف عماد الف علامت تثنیہ صیغہ صفت با فاعل خود حال ذوالحال باحال خود فاعل ومفعول بہ فعل با فاعل ومفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ۔

[×] صادر ہونے اور مفعول کے ساتھ معیت فعل کے واقع ہونے میں ہے مطلب یہ کہ دونوں سے ایک ساتھ فعل

کہ دلالت کند بر ہیأت فاعل چوں رَاکِبًا در جَآءَ زَیْدٌ رَاکِبًا یا بر ہیأت[۱]
مفعول چوں مشدودا در ضَرَبْتُ زَیْدًا مَشْدُوْدًا یا بر ہیأت ہردو
چوں رَاکِبَیْنِ در لَقِیْتُ زَیْدًا رَاکِبَیْنِ وفاعل ومفعول را ذوالحال
گویند وآں[۱] غالبًا معرفہ باشد واگر نکرہ باشد حال را مقدم دارند چوں
جَآءَنِیْ رَاکِبًا رَجُلٌ وحال[۲] جملہ نیز باشد چنانچہ رَأَیْتُ الْاَمِیْرَ وَھُوَ
رَاکِبٌ

[۱] حال کی تعریف سے معلوم ہوچکا ہے کہ وہ نکرہ ہوتا ہے کیونکہ حال سے فاعل یا مفعول بہ یا ہر دو کی حالت بیان کی جاتی ہے اور حالت کے بیان کرنے کے لئے نکرہ ہی کافی ہے معرفہ ہونا زائد اور غیر ضروری ہے۔ سوال جَآءَنِیْ زَیْدٌ وَحْدَہٗ (زید میرے پاس تنہا آیا) میں وَحْدَہٗ حال ہے حالانکہ معرفہ بہ اضافت ہے جواب وَحْدَہٗ معرفہ نہیں بلکہ منفردًا کی تاویل میں ہے اور نکرہ ہے جہاں کبھی معرفہ حال ہوگا اس کی نکرہ سے تاویل کی جائے گی۔ ذوالحال اکثر معرفہ ہوگا کیونکہ وہ معنی کے لحاظ سے محکوم علیہ ہے اور اس میں اصل یہ ہے کہ معرفہ ہو، اور اگر ذوالحال نکرہ محضہ ہو تو حال کو اس پر مقدم کرنا واجب ہے جیسے ضَرَبْتُ مَشْدُوْدًا رَجُلًا اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس حال کو مؤخر کر دیں تو چونکہ رَجُلًا اور مَشْدُوْدًا دونوں نکرہ ہیں اور منصوب اس لئے معلوم نہ ہو سکے گا کہ مَشْدُوْدًا حال ہے یا صفت، جب اسے مقدم کیا گیا تو متعین ہو جائے گا کہ وہ حال ہے کیونکہ صفت، موصوف سے مقدم نہیں ہو سکتی (ف) حال ایسی حالت پر دلالت کرتا ہے جو فاعل یا مفعول کو فعل کے زمانے میں حاصل ہے جب کہ صفت میں فعل کے زمانے کی قید نہیں مثلاً جَآءَنِیْ زَیْدُ نِ الْعَالِمُ میں العالم زید کی صفت ہے جو اسے آنے سے پہلے بھی حاصل تھی اگر اس صفت کی جگہ راکبا کو رکھ دیں تو معنی ہوگا کہ زید آتے وقت سوار تھا۔ (ف) اگر ذوالحال نکرہ محضہ نہ ہو بلکہ نکرہ موصوفہ ہو جیسے جَآءَنِیْ رَجُلٌ مِّنْ تَمِیْمٍ رَاکِبًا یا حرف استفہام کے بعد ہو جیسے ھَلْ اَتَاکَ رَجُلٌ رَاکِبًا تو حال کا مقدم کرنا واجب نہ ہوگا [۲] حال کی تعریف میں کہا تھا کہ وہ اسم نکرہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ مفرد ہی ہوگا مصنف فرماتے ہیں کہ بعض اوقات حال جملہ (خبریہ) بھی ہوتا ہے۔ جملہ بھی نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے جیسے رَأَیْتُ الْاَمِیْرَ وَھُوَ رَاکِبٌ میں نے امیر کو اس حال میں دیکھا کہ وہ سوار تھا (ف) چونکہ حال ذوالحال سے وابستہ ہوتا ہے اور جملہ اپنی جگہ مستقل ہوتا ہے اسے ذوالحال سے وابستہ کرنے کے لئے کسی رابطے کی ضرورت ہوتی ہے جیسے مثال مذکور میں واؤ اور ھُوَ رابطہ ہیں بعض اوقات صرف واؤ اور بعض اوقات صرف ضمیر رابطہ ہوتی ہے (ترکیب) رَأَیْتُ حسب سابق فعل اور فاعل الْاَمِیْرَ ذوالحال واؤ حالیہ ھُوَ ضمیر واحد مذکر غائب مرفوع منفصل مبتدا، رَاکِبٌ صیغہ صفت ھُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل صیغہ صفت با فاعل خود خبر مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال، ذوالحال با حال مفعول بہ فعل با فاعل ومفعول بہ جملہ خبریہ۔

تمیز اسمیست کہ رفع ابہام کند از عدد چوں عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا یا از وزن چوں عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا یا از کیل چوں عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا یا از مساحت چوں مَافِی السَّمَآءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا و

مفعول بہ اسمیست کہ فعل فاعل بروواقع شود چوں ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا

بدال کہ ایں علمیہ

لے چند مثالیں دیکھئے (۱) عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا (میرے پاس گیارہ درہم ہیں) اَحَدَ عَشَرَ (گیارہ) اسم عدد ہے اس کے معدود میں ابہام ہے کہ وہ کونسی چیز ہے دِرْهَمًا کہا تو وہ ابہام دور ہو گیا (۲) عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا (میرے پاس ایک رطل روغن زیتون ہے) اس جگہ موزون میں ابہام ہے (۳) عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا (میرے پاس دو قفیز گندم ہے) اس جگہ مکیل (وہ چیز جسے پیمانے سے ماپا گیا) میں ابہام تھا (۴) مَافِی السَّمَآءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا (آسمان میں ہتھیلی کی مقدار بادل نہیں) اس جگہ ممسوح (جس کی پیمائش کی گئی) میں ابہام تھا؛ (۵) طَابَ زَیْدٌ عِلْمًا (زید علم کے اعتبار سے اچھا ہے) اس جگہ نسبت میں ابہام تھا جو طاب کی زید کی طرف ہے کہ زید کس لحاظ سے اچھا ہے بعد میں آنے والے اسم منصوب نے ابہام کو رفع کر دیا (تعریف) تمیز وہ اسم نکرہ ہے جو ابہام کو دور کرے ابہام کی دو قسمیں ہیں (۱) وہ ابہام جو نسبت میں ہو جیسے پانچویں مثال میں (۲) وہ ابہام جو مفرد میں ہو جیسے پہلی چار مثالوں میں، پھر مفرد یا تو عدد ہوگا یا وزن یا کیل یا مساحت (ف) عدد سے مراد معدود ہے کیونکہ اَحَدَ عَشَرَ کا معنی گیارہ ہے اس میں کوئی ابہام نہیں ہے ابہام تو اس کے معدود میں ہے کہ وہ کس جنس سے تعلق رکھتا ہے اسی طرح وزن سے موزون، کیل سے مکیل اور مساحت سے ممسوح مراد ہے (ف) تمیز جس اسم کے ابہام کو دور کرتی ہے اسے مُمَیَّزْ کہتے ہیں اس میں کبھی تنوین ہوتی ہے جیسے رِطْلٌ کبھی نون تثنیہ جیسے قَفِیْزَانِ کبھی وہ مضاف ہوتا ہے جیسے قَدْرُ رَاحَةٍ اور اس حالت میں وہ مضاف نہیں ہو سکتا کیونکہ اضافت ہوئی تو نون تنوین اور نون تثنیہ گر جائے گا اور جو پہلے ہی مضاف ہے وہ دوبارہ مضاف نہیں ہو سکتا ایسے اسم کو اسم تام کہتے ہیں (فائدہ) تمیز کو اسم تام نصب دیتا ہے اسم تام وہ اسم ہے جو اپنی موجودہ حالت میں مضاف نہ ہو سکے جیسے رِطْلٌ وغیرہ (ف) درہم عرب میں چاندی کا ایک سکہ رائج تھا جس کا وزن تین ماشے ۱½ سرخ چاندی تھا رطل ایک باٹ ہے اسی کے سیر سے سات چھٹانک روپیہ بھر اور قفیز ایک پیمانہ ہے جس میں اسی کے سیر سے تینتالیس ۴۳ سیر تین چھٹانک ایک روپیہ بھر غلہ آتا ہے ۱۲ البشیر لشرح نحو میر از امام نحو مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی قدس سرہ (ترکیب) (۱) عِنْدَ اسم ظرف غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم معرب بحرکات ثلاثہ تقدیریہ منصوب بفتحہ تقدیراً مفعول فیہ برائے ثابتٌ مقدر یائے ضمیر متکلم مجرور محلاً مضاف الیہ۔ ثابت صیغہ صفت ھُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ راجع بسوئے مبتدا موخر، صیغہ صفت با فاعل و مفعول فیہ خبر مقدم اَحَدَ عَشَرَ مرکب بنائی ممیز دِرْهَمًا تمیز، ممیز با تمیز خود مبتدا موخر۔ مبتدا با خبر جملہ اسمیہ خبریہ (۲) مَا نافیہ مشابہ بلیس اس جگہ خبر کے مقدم ہونے کے سبب عامل نہیں فِیْ حرف جار السَّمَآءِ مجرور، مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق ثابتٌ صیغہ صفت ھُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل۔ صیغہ صفت با فاعل و متعلق خبر مقدم قَدْرُ مضاف ممیز رَاحَةٍ مضاف الیہ سَحَابًا تمیز، مُمَیَّزْ با تمیز مبتدا موخر۔ مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ۔ لے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا (زید نے عمرو کو مارا) فعل ضرب زید کی صفت ہے اور اس سے صادر ہوا ہے عمرو سے اس کا تعلق ہے زید فاعل اور عمرو مفعول بہ ہے عَبَدْتُ اللّٰہَ میں عبادت کا فعل متکلم سے صادر ہوا اور اللہ تعالیٰ سے متعلق ہے اس تعلق کو وقوع سے تعبیر کر دیتے ہیں (تعریف) مفعول بہ ایسی شے کا اسم ہے جس پر فعل واقع ہے اور فعل کا اس کے ساتھ تعلق ہے ۳ے جملہ کے ضروری اجزا مسند الیہ اور مسند ہیں ضَرَبَ زَیْدٌ، میں فعل کا اسناد فاعل کی طرف ہے وہ مسند ہے اور زید کی طرف نسبت کی گئی ہے وہ مسند الیہ، باقی جن منصوبات کا ذکر کیا گیا ہے وہ سب زائد ہیں۔ جملہ ان کے علاوہ مسند اور مسند الیہ سے مکمل ہو جاتا ہے اس لئے ان منصوبات کو فضلہ (فاء پر فتحہ یا ضمہ) کہتے ہیں یعنی امر زائد۔

منصوبات بعد از تمامی جملہ باشند و جملہ بفعل و فاعل تمام شود بدیں سبب گویند کہ اَلْمَنْصُوْبُ فَضْلَةٌ

فصل بدانکہ فاعل لے بر دو قسم ست مظہر چوں ضَرَبَ زَیْدٌ و مضمر بارز چوں ضَرَبْتُ و مضمر مستتر یعنی پوشیدہ چوں زَیْدٌ ضَرَبَ فاعل ضَرَبَ ھُوَ ست در ضَرَبَ مستتر بدانکہ ۲ے چوں فاعل مؤنث حقیقی باشد یا ضمیر مؤنث علامت تانیث در فعل لازم باشد چوں قَامَتْ هِنْدٌ و هِنْدٌ قَامَتْ اَیْ هِیَ و در مظہر مؤنث غیر حقیقی و در مظہر جمع تکسیر دو وجہ روا باشد چوں طَلَعَ الشَّمْسُ و طَلَعَتِ الشَّمْسُ و قَالَ الرِّجَالُ

لے فعل کے معمولات کی تعریف کے بعد اہم ترین معمول فاعل کی تقسیم اور اس کے چند احکام بیان فرماتے ہیں اس سے پہلے گزر چکا کہ ضمیر وہ اسم غیر متمکن ہے جو متکلم، مخاطب یا غائب کے لئے وضع کیا گیا ہو، ظاہر وہ اسم ہے جو اس طرح نہ ہو ضَرَبَ زَیْدٌ میں فاعل اسم ظاہر ہے ضَرَبْتُ میں ضمیر بارز۔ زَیْدٌ ضَرَبَ، ضَرَبَ میں ھُوَ ضمیر مستتر فاعل ہے جو زید کی طرف راجع ہے (ف) فاعل کبھی اسم ظاہر ہوگا کبھی ضمیر، ضمیر کبھی بارز ہوگی کبھی مستتر، مستتر پھر دو قسم ہے (۱) جائز الاستتار جیسے مثال مذکور میں ھُوَ ضمیر مستتر فاعل ہے اگر فعل کے بعد اسم ظاہر آجائے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ تو وہ فاعل بن سکتا ہے (۲) واجب الاستتار جیسے اَضْرِبُ اس میں اَنَا ضمیر مستتر ہے فعل کے بعد آنے والا اسم تاکید ہو سکتا ہے فاعل نہیں جیسے اَضْرِبُ اَنَا۔ اَضْرِبُ میں ضمیر مستتر اَنَا فاعل ہے اور بعد میں مذکور ضمیر منفصل اس کی تاکید ہے ۲ے اس سے پہلے گزر چکا کہ مؤنث حقیقی وہ مؤنث ہے جس کے مقابل حیوان مذکر ہو اور مؤنث غیر حقیقی اس کے برعکس ہے اور جمع تکسیر وہ جمع ہے جس میں واحد کی بنا سالم نہ رہی ہو۔ چند مثالوں میں غور کیجئے! (۱) قَامَتْ هِنْدٌ اسم ظاہر مؤنث حقیقی فاعل (۲) هِنْدٌ قَامَتْ مؤنث حقیقی کی ضمیر، فاعل (۳) اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ مؤنث غیر حقیقی کی ضمیر فاعل ہے (شمس مؤنث غیر حقیقی ہے) ان تینوں صورتوں میں فعل کا علامت تانیث کے ساتھ لانا واجب ہے۔ حضرت مصنف نے فرمایا ضمیر مؤنث اس میں حقیقی یا غیر حقیقی کی قید نہیں لگائی کیونکہ مؤنث سے مراد عام ہے حقیقی ہو یا غیر حقیقی (۴) طَلَعَ الشَّمْسُ و طَلَعَتِ الشَّمْسُ اسم ظاہر مؤنث غیر حقیقی فاعل، اس صورت میں علامت تانیث کا لانا یا نہ لانا ہر دو جائز (۵) قَالَ الرِّجَالُ و قَالَتِ الرِّجَالُ اسم ظاہر جمع مذکر مکسر فاعل ہے اس میں بھی دونوں صورتیں جائز تاء کا نہ لانا تو ظاہر ہے اور اگر جمع کو بتاویل جماعت لحاظ کیا جائے تو تاء کا لانا بھی جائز ہے اسی طرح اگر اسم ظاہر جمع مؤنث مکسر فاعل ہو تو دونوں صورتیں جائز جیسے قَالَ نِسْوَةٌ و قَالَتْ نِسْوَةٌ (سوال) اگر جمع مکسر کی ضمیر فاعل ہو تو فعل کو کس طرح لائیں گے (جواب) جمع مکسر دو قسم ہے (۱) عاقل کی جمع ہو جیسے اَلرِّجَالُ قَامُوْا اور اَلرِّجَالُ قَامَتْ جمع کے لحاظ سے واؤ اور بتاویل جماعت تاء لائیں گے (۲) غیر عاقل کی جمع ہو جیسے اَلْاَیَّامُ مَضَتْ اور اَلْاَیَّامُ مَضَیْنَ، فعل واحد مؤنث کا صیغہ بھی لا سکتے اور جمع مؤنث بھی (ف) حَمَامَةٌ مؤنث لفظی ہے جو مذکر اور مؤنث (کبوتر، کبوتری) دونوں کے لئے مستعمل ہے اسی طرح نَمْلَةٌ، اگر ایسا اسم ظاہر فاعل واقع ہو تو دونوں صورتیں جائز ہیں قَالَ نَمْلَةٌ و قَالَتْ نَمْلَةٌ (سوال) عرب کہتے ہیں سَارَ نَاقَةٌ اس میں فاعل مؤنث حقیقی ہے اور فعل صیغہ مذکر حالانکہ بقول مصنف اس صورت میں صیغہ مؤنث استعمال کرنا واجب ہے (جواب) فعل کو تاء کے ساتھ لانا اس وقت واجب ہے جب مؤنث حقیقی نوع انسان سے ہو اور ناقہ (اونٹنی) انسان نہیں ہے ۱۲ امام نحو مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی قدس سرہ۔

لے اس باب کی ابتدا میں بیان کیا کہ فعل کی دو قسمیں ہیں معروف اور مجہول پہلی قسم کی بحث کے بعد دوسری قسم کے احکام بیان فرمانے میں فعل مجہول وہ فعل ہے جس کی نسبت فاعل کی طرف نہ کی گئی ہو چونکہ اس کا فاعل نامعلوم ہے اس لئے اسے مجہول کہتے ہیں۔ اس کا دوسرا نام فعلُ مَالَمْ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ، اس جگہ مَا سے مراد مفعول ہے (ترجمہ) اس مفعول کا فعل جس کا فاعل بیان نہیں کیا گیا۔ اس فعل کو مبنی للمفعول بھی کہتے ہیں۔ یہ فعل فاعل کی بجائے مفعول کو رفع دیتا ہے مفعول کو مفعول مَالَمْ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ کہتے ہیں اس جگہ مَا سے مراد فعل ہے۔ (ترجمہ) اس فعل کا مفعول جس کا فاعل بیان نہیں کیا گیا اسے نائب فاعل بھی کہتے ہیں۔ اس فعل کا ایک مفعول مرفوع اور باقی حسب معمول منصوب ہوں گے (ترکیب) ضُرِبَ فعل مجہول زَیْدٌ نائب فاعل یَوْمَ الْجُمُعَۃِ مفعول فیہ زمانی اَمَامَ الْاَمِیْرِ مفعول فیہ مکانی ضَرْبًا شَدِیْدًا مفعول مطلق نوعی فِیْ دَارِہٖ ظرف لغو تَادِیْبًا مفعول لہٗ وَالْخَشَبَۃَ مفعول معہ (ترجمہ) زید کو جمعہ کے دن، امیر کے سامنے، امیر کے گھر میں، ادب سکھلانے کے لئے، لکڑی سے شدید ضرب ماری گئی۔

وَقَالَتِ الرِّجَالُ

قسم[1] دوم مجہول بدانکہ فعل مجہول بجائی فاعل مفعول بہ را برفع کنند و باقی را بنصب چوں ضُرِبَ زَیْدٌ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اَمَامَ الْاَمِیْرِ ضَرْبًا شَدِیْدًا فِیْ دَارِہٖ تَادِیْبًا وَّالْخَشَبَۃَ وفعل مجہول را فعل مالم یسمّ فاعلہ گویند و مرفوعش را مفعول مالم یسمّ فاعلہ گویند

فصل بدانکہ[2] فعل متعدی بر چہار قسم ست اول متعدی بیک مفعول چوں ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا دوم متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بر یک مفعول روا باشد چوں اَعْطٰی و آنچہ در معنی او باشد چوں اَعْطَیْتُ

لے مفعول بہ کے لحاظ سے فعل متعدی کی چار قسمیں ہیں (۱) ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا زید نے عمرو کو مارا۔ ترجمہ کرتے وقت پہلے فاعل پھر مفعول بہ پھر فعل کو لایا جائے۔ یہ فعل ایک مفعول بہ کی طرف متعدی ہے۔ (۲) اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْھَمًا میں نے زید کو ایک درہم دیا۔ یہ فعل متعدی بدو مفعول ہے۔ اس کے دو مفعول آپس میں متغایر ہیں لہٰذا پہلے یا دوسرے مفعول کو حذف کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں اَعْطَیْتُ زَیْدًا یا اَعْطَیْتُ دِرْھَمًا کہہ سکتے ہیں۔ افعال قلوب کے علاوہ جو فعل متعدی بدو مفعول ہو اس کا یہی حکم ہے جیسے کَسَوْتُ میں نے پہنایا سَلَبْتُ میں نے چھینا (ف) اَعْطَیْتُ کا پہلا مفعول معنیً فاعل ہے مثلاً زید کو متکلم نے درہم دیا تو وہ لینے کا فاعل ہے (۳) افعال قلوب، شعر ہے دیگر افعال یقین وشک بود کاں بردو اسم × چوں در آید ہر یکے منصوب سازد ہر دو را خِلْتُ ہا شد با عَلِمْتُ پس حَسِبْتُ باز عَمْتُ × پس ظَنَنْتُ با رَاَیْتُ پس وَجَدْتُ بے خطا۔ جیسے عَلِمْتُ زَیْدًا فَاضِلًا میں نے زید کو فاضل جانا، زید اور فاضل دونوں ایک ہیں اس لئے ان دونوں مفعولوں میں سے ایک کو حذف کرنا جائز نہیں۔ یہ ایسا ہی ہوگا جیسے ایک کلمہ کا کچھ حصہ حذف کر دیا جائے (۴) متعدی بہ سہ مفعول جیسے اَعْلَمَ اللّٰہُ زَیْدًا عَمْرًوا فَاضِلًا اللہ تعالیٰ نے زید کو علم دیا کہ عمرو فاضل ہے (ترکیب) اَعْطَیْتُ (صیغہ؛ ناقص واوی از باب افعال) فعل ماضی مبنی الاصل، مبنی بر فتح لیکن دریں جا ساکن شد لعارض ضمیر تُ ضمیر واحد متکلم مرفوع متصل بارز، اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل، مبنی بر ضم مرفوع محلاً فاعل زَیْدًا مفعول اول دِرْھَمًا مفعول ثانی فعل با فاعل و ہر دو مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ خِلْتُ (صیغہ؛ اجوف یائی از باب سمع) ظَنَنْتُ (صیغہ؛ مضاعف ثلاثی از باب نصر) وَجَدْتُ (صیغہ؛ مثال واوی از باب ضرب) اَنْبَأَ (صیغہ؛ مہموز اللام از باب افعال نَبَّأَ (صیغہ؛ مہموز اللام از باب تفعیل)

لے فعل مجہول کی نسبت فاعل کی طرف نہیں ہوتی اس کی جگہ مفعول کو رکھا جاتا ہے، کلام میں مفعول بہ مذکور ہو تو اسے ہی نائب فاعل بنایا جائے گا لیکن عَلِمْتُ کا دوسرا مفعول اور اَعْلَمْتُ کا تیسرا مفعول نائب فاعل نہیں بنایا جا سکتا، مفعول لہٗ منصوب کو نائب فاعل نہیں بنا سکتے البتہ مجرور کو بنا سکتے ہیں جیسے ضُرِبَ لِلتَّادِیْبِ مفعول مَعَہٗ بھی نائب فاعل نہیں بن سکتا، باقی رہا مفعول فیہ تو وہ اگر زمان معین یا مکان معین ہے تو نائب فاعل بن سکتا ہے جیسے ضُرِبَ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ جمعہ کے دن کو مارا گیا یعنی جمعہ کے دن میں ضرب واقع ہوئی اور ضُرِبَ اَمَامُ الْاَمِیْرِ امیر کا سامنا مارا گیا یعنی اس کے سامنے ضرب واقع ہوئی، حِیْنٌ زمان غیر معین اور مَکَانٌ ظرف مکان غیر معین نائب فاعل نہ ہوگا۔ مفعول مطلق تین قسم ہے (۱) ضَرَبْتُ ضَرْبًا، ضَرْبًا اس معنی پر دلالت کرتا ہے جو فعل سے سمجھا جا رہا ہے۔ یہ مفعول مطلق تاکیدی ہے۔ (۲) ضَرَبْتُ ضَرْبَۃً میں نے ایک دفعہ مارا۔ یہ عدد پر دلالت کرتا ہے اور عددی کہلاتا ہے (۳) جَلَسْتُ جِلْسَۃً میں ایک خاص انداز میں بیٹھا یہ نوعی کہلاتا ہے، مفعول مطلق کی دوسری اور تیسری قسم نائب فاعل ہو سکتی ہے پہلی قسم نہیں۔ مفعول بہ بلا واسطہ کی طرح مفعول بہ بالواسطہ بھی نائب فاعل بن جاتا ہے جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدٍ میں مُرَّ بِزَیْدٍ کہا جائے گا۔ یہ سب اس وقت ہے جب مفعول بہ بلا واسطہ موجود نہ ہو ورنہ وہی نائب فاعل ہوگا۔ یہ کتاب چونکہ ابتدائی طلبہ کے لئے ہے اس لئے مصنف نے تفصیل میں جائے بغیر کہہ دیا کہ "دیگر ہا را شاید"، تفصیل کسی قدر ہم نے بیان کر دی ہے لے باب اَعْطَیْتُ کے پہلے یا دوسرے مفعول کو نائب فاعل بنایا جا سکتا ہے مثلاً اُعْطِیَ زَیْدٌ دِرْھَمًا، اُعْطِیَ زَیْدٌ دِرْھَمٌ کہہ سکتے ہیں لیکن پہلے مفعول کو نائب فاعل بنانا بہتر ہے کیونکہ وہ لینے والا ہے اور اس میں فاعلیت والا معنی پایا جاتا ہے اُعْطِیَ زَیْدٌ عَمْرًوا میں ہر ایک لینے والا ہو سکتا ہے ایسی صورت میں پہلے مفعول کو نائب فاعل بنانا واجب ہے۔

زَیْدًا دِرْھَمًا و اینجا اَعْطَیْتُ زَیْدًا نیز جائز ست سوم متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بر یک مفعول روا نباشد و ایں در افعال قلوب ست چوں عَلِمْتُ وَظَنَنْتُ وَحَسِبْتُ وَخِلْتُ وَزَعَمْتُ وَرَاَیْتُ وَوَجَدْتُ چوں علمت زَیْدًا فَاضِلًا وَظَنَنْتُ زَیْدًا عَالِمًا چہارم متعدی بسہ مفعول چوں اَعْلَمَ وَاَرٰی وَاَنْبَأَ وَاَخْبَرَ وَخَبَّرَ وَنَبَّأَ وَحَدَّثَ چوں اَعْلَمَ اللّٰہُ زَیْدًا عَمْرًوا فَاضِلًا بدانکہ[1] ایں ہمہ مفعولات مفعول بہ اند و مفعول دوم در باب عَلِمْتُ و مفعول سوم در باب اَعْلَمْتُ و مفعول لہٗ و مفعول معہ را بجائے فاعل نتوانند نہاد و دیگر ہا را شاید و در باب[2] اعطیت مفعول اوّل بمفعول مالم یسمّ فاعلہ لائق تر باشد از مفعول دوم

ے افعال عاملہ میں سے افعال ناقصہ بھی ہیں کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا میں کَانَ فعل ناقص ہے کہ اس کے بعد اسم مرفوع زیدٌ کو ذکر کرنے سے بات مکمل نہیں ہوتی جب تک اس کے ساتھ منصوب کا ذکر نہ کیا جائے سوال ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا میں صرف مرفوع کا ذکر کرنے سے معنی مکمل نہیں ہوتا جب تک منصوب کا ذکر نہ کیا جائے پھر ضَرَبَ کو فعل ناقص کیوں نہیں کہتے؟ جواب ضَرَبَ فعل متعدی ہے وہ دلالت کرتا ہے کہ مار معنی مصدری زید سے صادر اور عمرو پر واقع ہے جب کہ کَانَ دلالت کرتا ہے کہ زیدٌ کے لئے قَائِمًا کا ثبوت زمانہ ماضی میں ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ کَانَ معنی مصدری پر دلالت کرے جو زید سے صادر اور قائمٌ پر واقع ہے خلاصہ یہ کہ کَانَ مبتدا اور خبر کے درمیان پائی جانے والی نسبت پر دلالت کرتا ہے اس لئے ناقص ہے اور ضَرَبَ اپنے مصدر کے معنی پر دلالت کرتا ہے اس لئے تام ہے۔ سوال جب کَانَ کی دلالت نسبت پر ہے تو اسے حرف ہونا چاہیے نہ کہ فعل جواب مناطقہ تو اسے اداۃ (حرف) ہی مانتے ہیں نحوی اس کی صورت لفظی اور گردان کے پیش نظر اسے فعل شمار کرتے ہیں لیکن ناقص، افعال ناقصہ سترہ ہیں جن میں سے تیرہ اس شعر میں ہیں ؎

فصل بدانکہ افعالِ[1] ناقصہ ہفدہ اند کَانَ و صَارَ[2] و ظَلَّ[3] و بَاتَ[4] و اَصْبَحَ[5] و اَضْحٰی[6] و اَمْسٰی[7] و عَادَ[8] و اٰضَ[9] و غَدَا[10] و رَاحَ[11] و مَازَالَ[12] و مَا انْفَكَّ[13] و مَابَرِحَ[14] و مَافَتِئَ[15] و مَادَامَ[16] و لَيْسَ[17] ایں افعال بفاعل تنہا تمام نشوند و محتاج باشند بخبرے بدیں سبب اینہا را ناقصہ گویند و در جملۂ اسمیہ

نوع عاشر سیزدہ فعل اند کالیشاں ناقصند ؎ رافع المسند و ناصب در خبر چوں ماولا۔ کَانَ صَارَ اَصْبَحَ اَمْسٰی اَضْحٰی ظَلَّ بَاتَ ؎ مَافَتِئَ مَادَامَ مَا انْفَكَّ لَيْسَ باشد از قفا۔ مَابَرِحَ مَازَالَ و افعالے کز نہا مشتقند ؎ ہر کجا بینی ہمیں حکم است در جملہ روا باقی چار یہ ہیں عَادَ اٰضَ غَدَا اور رَاحَ (مثالیں) صَارَ زَیْدٌ غَنِیًّا زید مال دار ہوگیا ظَلَّ زَیْدٌ صَائِمًا زید تمام دن روزہ دار رہا اَصْبَحَ زَیْدٌ فَقِیْرًا زید صبح کے وقت فقیر ہوگیا اَضْحٰی زَیْدٌ اَمِیْرًا زید چاشت کے وقت امیر ہوا اَمْسٰی زَیْدٌ حَاضِرًا زید شام کے وقت حاضر ہوگیا، آخری چار فعل جو شعر کے بعد مذکور ہیں جب ناقصہ ہوں تو صَارَ کے معنی میں ہوں گے۔ مَازَالَ مَا انْفَكَّ مَابَرِحَ اور مَافَتِئَ کی ابتدا میں مَا نافیہ ہے چونکہ یہ فعل بھی نفی پر دلالت کرتے ہیں اس لئے نفی کی نفی سے ثبوت کا معنی پیدا ہو جائے گا جیسے مَازَالَ زَیْدٌ قَارِئًا زید پڑھتا رہا اِجْلِسْ مَادَامَ زَیْدٌ جَالِسًا تو زید کے بیٹھنے کی مدت تک بیٹھ ؎ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے کَانَ کا تین طرح استعمال بیان کیا ہے (۱) ناقصہ یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر مبتدا کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے مرفوع کو اسم کَانَ اور منصوب کو خبر کَانَ کہتے ہیں، باقی افعال ناقصہ کی بھی یہی کیفیت ہے (۲) بعض اوقات کان تامہ ہوتا ہے اور صرف مرفوع کے ساتھ مکمل ہو جاتا ہے جیسے کَانَ مَطَرٌ بارش ہوئی۔ یہ کَانَ بمعنی حَصَلَ اور وُجِدَ ہے (۳) کبھی زائدہ ہوتا ہے کہ اس کے حذف کرنے سے معنی مقصود میں خلل پیدا نہیں ہوتا یہ کَانَ درمیان کلام میں آتا ہے ابتدا میں نہیں آتا جیسے قرآن پاک میں ہے کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا ہم اس سے کیسے بات کریں جو گہوارے میں بچہ ہے۔ (ف) عَادَ دو طرح استعمال ہوتا ہے (۱) ناقصہ اس وقت صَارَ کے معنی میں ہوگا جیسے عَادَ زَیْدٌ غَنِیًّا زید مالدار ہوگیا (۲) تامہ اس وقت رَجَعَ کے معنی میں ہوگا جیسے عَادَ زَیْدٌ زید لوٹ گیا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَا اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا اس آیت میں لَتَعُوْدُنَّ فعل ناقص ہے۔ بعض مترجمین نے اسے فعل تام سمجھ کر ترجمہ کیا اور بہت بڑی خطا کے مرتکب ہوئے مولوی اشرف علی تھانوی نے آخری حصے کا ترجمہ کیا "یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آجاؤ"، مولوی محمود حسن نے ترجمہ کیا "یا لوٹ آؤ ہمارے دین میں"۔ ان ترجموں سے معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ! رسولانِ گرامی پہلے کافروں کے مذہب پر تھے۔ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے انتہائی محتاط اور صحیح ترجمہ کیا کہ "یا تم ہمارے دین پر ہو جاؤ"، یعنی رسولانِ عظام سے کافروں کا مطالبہ یہ ہے کہ تم ہمارے دین پر ہو جاؤ تو ہم تمہیں اپنے گاؤں سے نہیں نکالیں گے۔ تم نہ اس وقت ہمارے دین پر ہو نہ پہلے تھے ۱۲ امام نحو مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی قدس سرہٗ۔

(ترکیب[ع]) (۱) کَانَ فعل ناقص رافع اسم و ناصب خبر زیدٌ اس کا اسم قَائِمًا صیغہ صفت هُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، صیغۂ صفت با فاعل خود خبر، کَانَ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (۲) اِجْلِسْ (صیغہ ؟) فعل اَنْتَ اس میں پوشیدہ اَنْ ضمیر مستتر فاعل، تا علامت خطاب مَا مصدریہ موصول حرفی دَامَ فعل ناقص زَیْدٌ اس کا اسم جَالِسًا صیغۂ صفت هُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، صیغۂ صفت اپنے فاعل کے ساتھ مل کر خبر، فعل ناقص با اسم و خبر خود جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی با صلۂ خود بتاویل مفرد مضاف الیہ برائے وَقْتَ مقدر، مضاف با مضاف الیہ مفعول فیہ فعل با فاعل و مفعول فیہ جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا ؎ افعال عاملہ میں سے افعال مقاربہ بھی ہیں یہ سات فعل ہیں جن میں سے حضرت مصنف نے چار بیان کئے ہیں شعر ؎

دیگر افعالِ مقارب در عمل چوں ناقصند ؎ ہست آں کَادَ کَرُبَ بَا اَوْشَكَ دیگر عَسٰی

ان کے علاوہ تین یہ ہیں اَخَذَ، طَفِقَ اور جَعَلَ یہ تینوں دلالت کرتے ہیں کہ ان کے اسم نے خبر کو شروع کر دیا ہے ؎ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ افعال مقاربہ کا عمل افعال ناقصہ کی طرح ہے لیکن ان کی خبر فعل مضارع اَنْ ناصبہ کے ساتھ یا اس کے بغیر ہوتی ہے افعال ناقصہ میں یہ ضروری نہیں ہے اسی مناسبت کی بنا پر حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے افعال مقاربہ کا ذکر افعال ناقصہ کے ساتھ کیا ہے۔ ان کو افعال مقاربہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دلالت کرتے ہیں کہ ان کی خبر کا حصول اسم کے لئے قریب ہے پھر حصول کی تین قسمیں ہیں (۱) متکلم کو امید ہو کہ خبر کا حصول قریب ہے اس کے لئے عَسٰی آتا ہے (۲) متکلم کو جزم اور وثوق ہو کہ خبر کا حصول قریب ہے اس کے لئے کَادَ آتا ہے (۳) متکلم کو جزم ہو کہ فاعل نے خبر کو حاصل کرنا شروع کر دیا ہے اس کے لئے کَرُبَ اور اَوْشَكَ آتا ہے بقیہ تین افعال بھی ان کے ہم معنی ہیں ۱۲ البشیر بشرح نحو میر از امام نحو مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی قدس سرہٗ (ترکیب) (۱) عَسٰی فعل از افعال مقاربہ مبنی بر فتح مقدر زَیْدٌ اس کا اسم اَنْ موصول حرفی یَخْرُجَ فعل هُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی با صلۂ خود بتاویل مفرد منصوب محلاً خبر، فعل مقارب با اسم و خبر خود جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا (ترجمہ) امید ہے کہ زید عنقریب نکلے گا (۲) عَسٰی زَیْدٌ یَّخْرُجُ کی ترکیب بھی یہی ہے صرف یہ فرق ہے کہ فعل مضارع اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ منصوب محلاً خبر ہے (۳) عَسٰی فعل مقارب اَنْ مصدریہ موصول حرفی یَخْرُجَ فعل زَیْدٌ اس کا فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ موصول حرفی با صلۂ خود بتاویل مفرد مرفوع محلاً فاعل، فعل مقارب با فاعل خود جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا اس صورت میں عَسٰی فعل تام ہے (ترجمہ) امید ہے کہ زید کا نکلنا قریب ہے۔

روند و مسند الیہ را برفع کنند و مسند را بنصب چوں کَانَ زَیْدٌ[ع] قَائِمًا و مرفوع را اسم کَانَ گویند و منصوب را خبر کَانَ و باقی را بریں قیاس کن بدانکہ بعضے ازیں افعال در بعضے احوال بفاعل تنہا تمام شوند چوں کَانَ مَطَرٌ شد باران بمعنی حَصَلَ و او را کَانَ تامہ گویند و کَانَ زائدہ نیز باشد۔

فصل بدانکہ افعالِ[1] مقاربہ چار است عَسٰی[1] و کَادَ[2] و کَرُبَ[3] و اَوْشَكَ و ایں[2] افعال در جملۂ اسمیہ روند چوں کَانَ اسم را برفع کنند و خبر را بنصب الا آنکہ خبر اینہا فعل مضارع باشد با اَنْ چوں عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَّخْرُجَ یا بے اَنْ چوں عَسٰی زَیْدٌ یَّخْرُجُ و شاید کہ

لہ افعالِ عاملہ میں سے افعالِ مدح وذم بھی ہیں یہ وہ افعال ہیں جو انشاءِ مدح وذم کے لئے وضع کئے گئے ہیں، مَدَحَ، حَسُنَ یا ذَمَّ، مَدَحَهٗ اگرچہ مدح یا ذم پر دلالت کرتے ہیں لیکن افعال مدح وذم نہیں ہیں کیونکہ یہ انشاءِ مدح وذم کے لئے موضوع نہیں بلکہ خبر ہیں یہ افعال چار ہیں شعر واضع اسما نے جنس افعال مدح وذم بود ؛ چار باشد نِعْمَ، بِئْسَ، سَاءَ آنگہ حَبَّذَا۔ نِعْمَ اور حَبَّذَا مدح کے لئے اور بِئْسَ اور سَاءَ ذم کے لئے ہیں (مثالیں) (۱) نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ زید اچھا مرد ہے اس میں فاعل معرف باللام ہے اور فاعل کے بعد جو اسم (زَيْدٌ) ہے وہ مخصوص بالمدح ہے اس کی تعریف مقصود ہے (۲) نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ اس میں فاعل معرف باللام کی طرف مضاف ہے (۳) نِعْمَ رَجُلًا زَيْدٌ، نِعْمَ میں هُوَ ضمیر مبہم مستتر فاعل ہے اس کا ابہام دور کرنے کے لئے نکرہ منصوبہ (رَجُلًا) تمیز کے طور پر لایا گیا ہے (خلاصہ) حَبَّذَا کے علاوہ افعال کا فاعل تین طرح آئے گا۔ (۱) معرف باللام (۲) مضاف، مُعَرَّف باللام کی طرف (۳) ضمیر مبہم جس کا ابہام نکرہ منصوبہ سے دور کیا گیا ہو (ف) (۱) فعل مدح یا ذم اپنے فاعل کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم اور مخصوص بالمدح یا ذم مبتدا مؤخر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ، اس وقت یہ عبارت ایک جملہ ہے دوسری صورت یہ کہ مخصوص خبر ہو مبتدا ئے مقدر کی اب یہ دو جملے ہوں گے (۲) حَبَّذَا کے علاوہ افعال کا مخصوص افراد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث میں فاعل کے مطابق ہو گا جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ، نِعْمَ الرَّجُلَانِ الزَّيْدَانِ اور نِعْمَتِ الْمَرْأَةُ هِنْدٌ وغیرہ۔

فعل مضارع با اَنْ فاعل عَسٰی باشد واحتیاج بخبر نیفتد چوں عَسٰی اَنْ يَّخْرُجَ زَيْدٌ در محل رفع بمعنی مصدر۔

فصل بدانکہ افعالِ[1] مدح وذم چہار ست نِعْمَ وحَبَّذَا برائے مدح و بِئْسَ و سَاءَ برائے ذم وہرچہ مابعد فاعل باشد آں را مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم گویند و شرط آنست کہ فاعل معرف بلام باشد چوں نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ یا مضاف بسوئے معرف بلام باشد چوں نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ یا ضمیر مستتر ممیز بنکرۂ منصوبہ چوں نِعْمَ رَجُلًا زَيْدٌ فاعل نِعْمَ هُوَ ست مستتر در نِعْمَ و رَجُلًا منصوب ست بر تمیز زیرا کہ هُوَ مبہم ست وحَبَّذَا[2] زَيْدٌ حَبَّ فعل

لہ حَبَّذَا زَيْدٌ میں حَبَّ فعل مدح اور ذَا اسم اشارہ اس کا فاعل اور زید مخصوص بالمدح ہے (ترجمہ) اچھا ہے یہ زید (ف) (۱) مخصوص واحد، تثنیہ یا جمع ہو اسی طرح مذکر یا مؤنث ہو حَبَّ اور اس کے فاعل ذَا میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی یہ دونوں اپنی حالت پر رہیں گے (۲) بعض اوقات مخصوص سے پہلے یا اس کے بعد ایک اسم بطور حال یا تمیز واقع ہوگا جو افراد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث میں مخصوص کے مطابق ہوگا جیسے حَبَّذَا رَجُلًا زَيْدٌ، حَبَّذَا زَيْدٌ رَجُلًا، حَبَّذَا رَاكِبًا زَيْدٌ، حَبَّذَا رَاكِبَيْنِ الزَّيْدَانِ، حَبَّذَا امْرَأَةً هِنْدٌ وغیرہ اس حال اور تمیز کا عامل حَبَّ ہے، ذوالحال اور ممیز ذَا ہے جو کہ فاعل ہے، مخصوص بالمدح ذوالحال یا ممیز نہیں ہے۔ (ترکیب) (۱) نِعْمَ فعل از افعال مدح مبنی بر فتح الرَّجُلُ فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم زَيْدٌ اسم مفرد منصرف صحیح مبتدا مؤخر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ (۲) نِعْمَ فعل مدح هُوَ ضمیر مبہم اس میں مستتر ممیز، رَجُلًا تمیز، ممیز با تمیز خود فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم زَيْدٌ مبتدا مؤخر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (۳) حَبَّ (صیغہ؟ مضاعف ثلاثی از باب کرم) فعل مدح ذَا اسم اشارہ اسم غیر متمکن مرفوع محلاً فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم زَيْدٌ مبتدا مؤخر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

لہ افعال عاملہ میں سے افعال تعجب بھی ہیں۔ جس چیز کا سبب مخفی ہو اس کے جاننے سے نفس میں جو کیفیت پیدا ہوتی ہے اسے تعجب کہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ سبب کے ظاہر ہونے سے تعجب زائل ہو جاتا ہے۔ فعل تعجب وہ فعل ہے جو انشائے تعجب کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ اس کے دو صیغے ہیں (۱) مَا اَحْسَنَهٗ، ضمیر کی جگہ اسم ظاہر رکھ کر مَا اَحْسَنَ زَيْدًا بھی کہہ سکتے ہیں زید کتنا حسین ہے (۲) اَحْسِنْ بِهٖ یا اَحْسِنْ بِزَيْدٍ (شرائط) فعل تعجب کے یہ صیغے بنانے کی دو شرطیں ہیں (۱) مصدر ثلاثی مجرد ہو (۲) رنگ اور عیب والے معنی پر دلالت نہ کرے، جیسے مثالوں سے واضح ہے اگر مصدر ثلاثی مزید یا رباعی ہو اسی طرح ایسے مصدر سے جو رنگ یا عیب کے معنی پر دلالت کرتا ہو۔ اظہار تعجب مقصود ہو تو اس کے دو طریقے ہیں (۱) مَا اَشَدَّ کے بعد مصدر مضاف منصوب ذکر کر دیا جائے جیسے مَا اَشَدَّ اسْتِخْرَاجَهٗ اس کا نکالنا کتنا شدید ہے مَا اَشَدَّ حُمْرَةَ زَيْدٍ، زید کی سرخی کتنی شدید ہے مَا اَقْبَحَ عَرَجَ زَيْدٍ، زید کا لنگڑا پن کتنا قبیح ہے اور اگر کمزوری پر تعجب کا اظہار مقصود ہو تو کہیں گے مَا اَضْعَفَ اسْتِدْلَالَهٗ اس کا استدلال کتنا ضعیف ہے (۲) لفظ اَشْدِدْ ذکر کر کے مصدر مضاف ذکر کیا جائے جس پر بارِ جارہ داخل ہو جیسے اَشْدِدْ بِاسْتِخْرَاجِ زَيْدٍ، اَشْدِدْ بِحُمْرَةِ زَيْدٍ، اَقْبِحْ بِعَرَجِ زيد اور اَضْعِفْ بِاسْتِدْلَالِهٖ وغیرہ لہ فعل تعجب کے صیغے اس وقت تو انشائے تعجب کے

مدح ست وذا فاعل او و زَيْدٌ مخصوص بالمدح و ہمچنیں بِئْسَ الرَّجُلُ زَيْدٌ و سَاءَ الرَّجُلُ عَمْرٌو و

فصل بدانکہ افعالِ[1] تعجب دو صیغہ از ہر مصدر ثلاثی مجرد باشد اوّل مَا اَفْعَلَهٗ چوں مَا اَحْسَنَ زَيْدًا چہ نیکوست زید تقدیرش[2] اَيُّ شَيْءٍ اَحْسَنَ زَيْدًا مابمعنی اَيُّ شَيْءٍ است در محل رفع بابتدا و اَحْسَنَ در محل رفع خبر مبتدا و فاعل اَحْسَنَ هُوَ است در و مستتر و زَيْدًا مفعول دوم اَفْعِلْ بِهٖ[3]

لئے مستعمل ہیں۔ اصل کے اعتبار سے مَا اَحْسَنَ زَيْدًا میں تین قول ہیں (۱) سیبویہ کے نزدیک مَا موصوفہ بمعنی شَيْءٌ اس پر تنوین تعظیم کے لئے ہے مَا بمعنی شَيْءٌ عَظِيْمٌ مبتدا، اَحْسَنَ فعل هُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ راجع بسوئے مَا، فاعل زَيْدًا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ لفظاً اور انشائیہ معنیً (ترجمہ) عظیم شے نے زید کو حسین بنا دیا (۲) اخفش کے نزدیک مَا موصولہ اَحْسَنَ زَيْدًا جملہ اس کا صلہ۔ موصول اپنے صلہ کے ساتھ مل کر مبتدا، شَيْءٌ عَظِيْمٌ اس کی خبر مقدر، دونوں کا مجموعہ جملہ اسمیہ خبریہ لفظاً اور انشائیہ معنیً (ترجمہ) جس چیز نے زید کو حسین بنایا ہے وہ عظیم شے ہے۔ (۳) فراء کے نزدیک مَا استفہامیہ بمعنی اَيُّ شَيْءٍ مبتدا اور مابعد خبر ہے (ترجمہ) کس چیز نے زید کو حسین بنا دیا؟ حضرت مصنف نے یہی مذہب اختیار کیا ہے، یاد رہے کہ یہ مذاہب اصل کے لحاظ سے ہیں ورنہ اس وقت انشائے تعجب مقصود ہے اور جملہ انشائیہ ہے لہ فعل تعجب کا دوسرا صیغہ اَحْسِنْ بِزَيْدٍ ہے اس وقت انشائے تعجب کے لئے مستعمل ہے اور جملہ انشائیہ، اصل کے اعتبار سے اَحْسِنْ فعل امر ہے جو ماضی کے معنی میں تھا اَحْسَنَ صیرورت کے لئے ہے اور فاعل کے معنی مصدری کے ساتھ موصوف ہونے پر دلالت کرتا ہے بار زائدہ اور زید فاعل ہے اس وقت اَحْسِنْ میں ضمیر مستتر نہیں ہے (ترجمہ) زید حسن والا ہوا یہ سیبویہ کا مذہب ہے اخفش کے نزدیک زید مفعول بہ اور بار تعدیہ کے لئے ہے اس وقت اَحْسِنْ میں اَنْتَ پوشیدہ ہے اَنْتَ ضمیر فاعل اور تاء علامت خطاب ہے (ترجمہ) تو زید کو صاحب حسن بنا (فعل تعجب کا ترجمہ) زید کتنا حسین ہے (ترکیب) (۱) اَحْسِنْ (صیغہ؟ از باب افعال) فعل امر بمعنی الماضی مبنی بر سکون، بار حرف جار، زائدہ زَيْدٍ اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظاً مجرور بکسرہ لفظاً مرفوع معنیً فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا (۲) اَحْسَنَ فعل زَيْدٌ فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ اَيُّ حرف تفسیر صَارَ فعل ناقص رافع اسم و ناصب خبر هُوَ ضمیر مستتر اس کا اسم ذَا اسم اسماء ستہ مکبرہ موحدہ مضاف بغیر یائے متکلم معرب بحروف ثلاثہ لفظیہ منصوب بالف بسبب خبریت صار، مضاف حُسْنٍ مضاف الیہ، مضاف با مضاف الیہ خبر، صَارَ با اسم و خبر خود جملہ فعلیہ خبریہ مفسرہ ہوا۔

لہ پہلے باب میں حروف کا عمل بیان کیا۔ دوسرے باب میں افعال کا عمل بیان کیا گیا اب تیسرے باب میں اسماء کا عمل بیان کیا جائے گا عمل کرنے والے اسماء گیارہ ہیں ۲ہ اسماء عاملہ کی پہلی قسم اسماء شرطیہ ہیں ان کو کلماتِ مُجازات بھی کہتے ہیں یہ شرط اور جزاء پر داخل ہوتے ہیں، یہ اِنْ شرطیہ کے معنی پر مشتمل ہوتے ہیں اور پہلے جملے کے سبب اور دوسرے جملے کے مسبب ہونے پر دلالت کرتے ہیں، یہ نو اسم ہیں، ۳ہ مَنْ وَمَا، مَهْمَا وَ اَيٌّ، حَيْثُمَا اِذْمَا مَتٰى ۴ہ اَيْنَمَا اَنّٰى ۵ہ اسم جازم مند فعل را۔ یہ اسماء فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں سوال اِذَا بھی اِنْ کے معنی پر مشتمل ہوتا ہے اور اسماء شرط میں سے ہے اسے کیوں شمار نہیں کیا؟ جواب اس لئے کہ وہ عمل نہیں کرتا، اس جگہ ان اسماء شرط کا ذکر ہے جو عمل کرتے ہیں (ترجمہ)

چوں اَحْسِنْ بِزَيْدٍ اَحْسِنْ صیغہ امر ست بمعنی خبر تقدیرش اَحْسَنَ زَيْدٌ ای صَارَ ذَا حُسْنٍ و باز ائدہ است۔

باب سوم ۱ہ در عمل اسماء عاملہ و آں یازدہ قسم ست

اول ۲ہ اسماء شرطیہ بمعنی اِنْ و آں نہ است مَنْ وَمَا وَاَيْنَ وَمَتٰى وَاَيٌّ وَاَنّٰى وَاِذْمَا وَحَيْثُمَا وَمَهْمَا فعل مضارع را بجزم کنند چوں مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ وَمَا تَفْعَلْ اَفْعَلْ وَاَيْنَ تَجْلِسْ اَجْلِسْ وَمَتٰى تَقُمْ اَقُمْ وَاَيَّ شَيْءٍ تَاْكُلْ اٰكُلْ وَاَنّٰى تَكْتُبْ اَكْتُبْ وَاِذْمَا تُسَافِرْ اُسَافِرْ وَحَيْثُمَا تَقْصِدْ اَقْصِدْ مَهْمَا تَقْعُدْ اَقْعُدْ دوم ۳ہ اسمائے افعال بمعنی ماضی چوں هَيْهَاتَ

(۱) مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ جسے تو مارے گا میں ماروں گا (۲) مَا تَفْعَلْ اَفْعَلْ جو تو کرے گا میں کروں گا (۳) اَيْنَ تَجْلِسْ اَجْلِسْ جہاں تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا (۴) مَتٰى تَقُمْ اَقُمْ جب تو کھڑا ہوگا میں کھڑا ہوں گا (۵) اَيَّ شَيْءٍ تَاْكُلْ اٰكُلْ جو تو کھائے گا میں کھاؤں گا۔ (۶) اَنّٰى تَكْتُبْ اَكْتُبْ جہاں تو لکھے گا میں لکھوں گا (۷) اِذْمَا تُسَافِرْ اُسَافِرْ جب تو سفر کرے گا میں سفر کروں گا (۸) حَيْثُمَا تَقْصِدْ اَقْصِدْ جہاں کا تو قصد کرے گا میں قصد کروں گا (۹) مَهْمَا تَقْعُدْ اَقْعُدْ جہاں تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا (ترکیب) (۱) مَنْ اسم شرط مبنی بر سکون، منصوب محلاً مفعول مقدم تَضْرِبْ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل مضارع مثبت معروف مجرد از ضمائر بارزہ مجزوم بسکون بسبب اسم جازم اَنْتَ اس میں پوشیدہ اَنْ ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار فاعل

تَ علامت خطاب، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ شرط اَضْرِبْ فعل مضارع اَنَا ضمیر اس میں پوشیدہ مرفوع محلاً فاعل فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا، شرط با جزا جملہ شرطیہ ہوا۔ اسی طرح مَا تَفْعَلْ اَفْعَلْ اور اَيَّ شَيْءٍ تَاْكُلْ اٰكُلْ کی ترکیب کی جائے (۲) اَيْنَ اسم شرط مفعول فیہ مقدم تَجْلِسْ (صیغہ؟) فعل مضارع مجزوم بسکون، اَنْتَ اس میں پوشیدہ اَنْ ضمیر مرفوع متصل مرفوع محلاً فاعل تَ علامت خطاب، فعل با فاعل و مفعول فیہ جملہ فعلیہ خبریہ شرط، اَجْلِسْ فعل اَنَا ضمیر اس میں مستتر فاعل، فعل با فاعل خود جملہ فعلیہ خبریہ جزا، شرط با جزائے خود جملہ شرطیہ ہوا۔ باقی مثالوں میں اسی طرح ترکیب کی جائے مَتٰى، اَنّٰى، اِذْمَا حَيْثُمَا اور مَهْمَا کو مفعول فیہ مقدم قرار دیا جائے گا ۳ہ دوسری قسم وہ اسماء افعال ہیں جو فعل ماضی کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں اسم کو فاعل ہونے کی بنا پر رفع دیتے ہیں جیسے (۱) هَيْهَاتَ زَيْدٌ، زید کتنا دور ہوا۔ اصل میں هَيْهَيَةٌ تھا یا متحرک ماقبل مفتوح الف سے بدل گئی تا عموماً مفتوح اور بعض اوقات ساکن پڑھی جاتی ہے (۲) شَتَّانَ زَيْدٌ وَّ عَمْرٌو زید اور عمرو کس قدر جدا ہو گئے، شَتَّانَ میں پہلا حرف مفتوح دوسرا مشدد مفتوح، نون بھی مفتوح، بعض اوقات مکسور بھی ہوتا ہے چونکہ یہ اِفْتَرَقَ کے معنی میں ہے اس لئے اس کا فاعل متعدد امور ہوں گے (۳) سَرْعَانَ زَيْدٌ، زید کتنا تیز چلا (ف) فعل ماضی کا معنی دینے والے اسماء افعال میں تعجب کا معنی پایا جاتا ہے اس لئے یہ جملہ انشائیہ ہوں گے (امام نحو مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی قدس سرہ)

لہ تیسری قسم وہ اسماء افعال ہیں جو فعل امر کے معنی پر دلالت کرتے ہیں یہ اسم کو مفعول بہ ہونے کی حیثیت سے نصب دیں گے جیسے رُوَيْدَ زَيْدًا تو زید کو چھوڑ، وہ یہ ہیں (۱) رُوَيْدَ تو چھوڑ (۲) حَيَّهَلْ تو آ (۳) عَلَيْكَ لازم پکڑ (۴) دُوْنَكَ پکڑ (۵) هَا پکڑ (ترکیب) (۱) هَيْهَاتَ اسم فعل مبنی بر فتح مرفوع محلاً مبتدا يَوْمُ اسم مفرد منصرف صحیح مرفوع بضمہ لفظاً مضاف اَلْعِيْدِ مضاف الیہ، مضاف با مضاف الیہ فاعل قائم مقام خبر، مبتدا با فاعل قائم مقام خبر جملہ اسمیہ خبریہ (ترجمہ) عید کا دن کتنا دور ہو گیا اَيْ حرف تفسیر بَعُدَ (صیغہ؟) فعل هُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ مفسرہ ہوا (ف) بَعُدَ کو جملہ انشائیہ اس لئے قرار دیا کہ یہ باب کَرُمَ سے ہے جس کی خاصیت تعجب ہے لہذا انشاء کی تفسیر خبر سے لازم نہیں (۲) رُوَيْدَ

وَشَتَّانَ وَسَرْعَانَ اسم را بنا بر فاعلیت برفع کنند چوں هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ ای بَعُدَ سوم ۱ہ اسمای افعال بمعنی امر حاضر چوں رُوَيْدَ وَبَلْهَ وَحَيَّهَلْ وَعَلَيْكَ وَدُوْنَكَ وَهَا اسم را بنصب کنند بنا بر مفعولیت چوں رُوَيْدَ زَيْدًا ای اَمْهِلْهُ چہارم اسم ۲ہ فاعل بمعنی حال یا استقبال عمل فعل معروف کند بشرط آنکہ اعتماد کردہ باشد بر لفظیکہ پیش ازو باشد و آں لفظ یا مبتدا باشد در لازم چوں زَيْدٌ قَائِمٌ اَبُوْهُ و در متعدی چوں زَيْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْهُ عَمْرًا

اسم فعل مبنی بر فتح مرفوع محلاً مبتدا اَنْتَ اس میں پوشیدہ، اَنْ ضمیر فاعل قائم مقام خبر تَ علامت خطاب زَيْدًا مفعول بہ، اسم فعل مبتدا اپنے فاعل قائم مقام خبر اور مفعول بہ سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا (ترجمہ) زید کو ضرور مہلت دو اَيْ حرف تفسیر مبنی بر سکون اَمْهِلْ (صیغہ؟) فعل اَنْتَ اس میں پوشیدہ اَنْ ضمیر، فاعل تَ علامت خطاب هَا ضمیر منصوب متصل، منصوب محلاً مفعول بہ، فعل با فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ انشائیہ مفسرہ ہوا ۲ہ چوتھا اسم عامل اسم فاعل ہے یعنی وہ اسم جو فعل سے مشتق ہو تاکہ اس ذات پر دلالت کرے جس سے معنی مصدری صادر ہو۔ یہ دو شرطوں کے ساتھ اپنے فعل معروف والا عمل کرتا ہے۔

(۱) زمانہ حال یا استقبال پر دلالت کرے اگر زمانہ ماضی یا دوام و استمرار پر دلالت کرے تو عمل نہیں کرے گا (۲) چھ چیزوں میں سے کسی ایک پر اعتماد ہو (۱) مبتدا، اسم فاعل اس کی خبر ہو (۲) موصوف، اسم فاعل اس کی صفت واقع ہو (۳) موصول، اسم فاعل اس کا صلہ واقع ہو (۴) ذوالحال، اسم فاعل اس سے حال واقع ہو (۵) ہمزۂ استفہام (۶) حرف نفی، اسم فاعل ان میں سے کسی ایک کے بعد واقع ہو، مثالیں کتاب میں ملاحظہ ہوں (ف) (۱) حال و استقبال کی شرط مفعول بہ میں عمل کرنے کے لئے ہے فاعل میں عمل کے لئے نہیں فاعل میں عمل کے لئے اعتماد کافی ہے (۲) اسم فاعل پر الف لام بمعنی الذی داخل ہو تو اس کے عمل کے لئے زمانہ شرط نہیں ماضی کے معنی میں بھی ہو تو عمل کرے گا جیسے اَلضَّارِبُ اَبُوْهُ بَكْرًا اَمْسِ بَعُدَ ادِیبُ ۳ہ اسم فاعل کا مبتدا پر اعتماد ہو یعنی اسم فاعل خبر مبتدا ہو تو اپنے فعل والا عمل کرے گا جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ اَبُوْهُ، اسم فاعل لازم ہے متعدی کی مثال زَيْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْهُ عَمْرًا (ترکیب) (۱) زَيْدٌ، اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ مرفوع بضمہ لفظاً بسبب ابتدا، مبتدا قَائِمٌ (صیغہ؟) صیغہ صفت اَبُوْ اسم از اسماء ستہ مکبرہ موحدہ مضاف بغیر یاء متکلم، مرفوع بواؤ بسبب فاعلیت مضاف، فاعل هٗ ضمیر واحد مذکر غائب مجرور متصل، مجرور محلاً مضاف الیہ، صیغہ صفت با فاعل خود شبہ جملہ اسمیہ خبر مبتدا، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ (۲) زَيْدٌ مبتدا ضَارِبٌ صیغہ صفت اَبُوْ حسب سابق مضاف، فاعل هٗ ضمیر مضاف الیہ عَمْرًا مفعول بہ، صیغہ صفت با فاعل و مفعول بہ شبہ جملہ اسمیہ ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ (ترجمہ) زید کا باپ عمرو کو مارتا ہے یا مارے گا۔

یا موصوف[1] چوں مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ اَبُوْهُ بَكْرًا یا موصول[2] چوں جَاءَنِی الْقَائِمُ اَبُوْهُ وَجَاءَنِی الضَّارِبُ اَبُوْهُ عَمْرًا یا ذو الحال[3] چوں جَاءَنِی زَیْدٌ رَاكِبًا غُلَامُهٗ فَرَسًا یا ہمزہ[4] استفہام چوں اَضَارِبٌ زَیْدٌ عَمْرًا یا حرف نفی[5] چوں مَا قَائِمٌ زَیْدٌ ہماں عمل کہ قَامَ وضَرَبَ میکرد قَائِمٌ وضَارِبٌ میکند پنجم[6] اسم مفعول بمعنی حال واستقبال عمل فعل مجہول کند بشرط اعتماد مذکور

[1] اسم فاعل صفت واقع ہو تو اسے موصوف پر اعتماد ہوگا جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ اَبُوْهُ بَكْرًا (ترکیب) مَرَرْتُ (صیغہ؟) مضاعف ثلاثی از باب نصر، فعل تُ ضمیر مرفوع متصل بارز، اسم غیر متمکن مشابہ مبنی الاصل مبنی بر ضم مرفوع محلاً فاعل بِ حرف جار رَجُلٍ موصوف ضَارِبٍ صیغہ صفت اَبُوْهُ مضاف، مضاف الیہ فاعل، بَكْرًا مفعول بہ صیغہ صفت با فاعل ومفعول بہ شبہ جملہ اسمیہ ہو کر صفت، موصوف با صفت خود مجرور جار، مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق مَرَرْتُ، فعل با فاعل وظرف لغو جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (ترجمہ) میں ایسے مرد کے پاس سے گزرا جس کا باپ بکر کو مارنے والا ہے یا مارے گا [2] اسم فاعل صلہ واقع ہو تو اس کا موصول پر اعتماد ہوگا، مصنف نے دو مثالیں دی ہیں ایک میں اسم فاعل لازم ہے دوسری میں متعدی۔
(ترکیب) جَاءَ فعل ماضی مبنی بر فتح نون وقایہ مبنی بر کسر یا ضمیر واحد متکلم منصوب متصل منصوب محلاً مفعول بہ اَلْ بمعنی الذی اسم موصول ضَارِبُ (صیغہ؟) صیغہ صفت اَبُوْ مضاف، هٗ ضمیر واحد مذکر غائب مجرور متصل، مجرور محلاً مضاف الیہ، عَمْرًا مفعول بہ صیغہ صفت با فاعل ومفعول بہ صلہ موصول، موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔
(ترجمہ) میرے پاس وہ شخص آیا جس کے باپ نے عمرو کو مارا یا مارتا ہے یا مارے گا۔ [3] اسم فاعل حال واقع ہو تو اس کا اعتماد ذوالحال پر ہوگا (ترکیب) جَاءَ فعل، زَیْدٌ ذوالحال رَاكِبًا صیغہ صفت غُلَامُ مضاف، فاعل هٗ ضمیر مضاف الیہ فَرَسًا مفعول بہ، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (ترجمہ) میرے پاس زید اس حال میں آیا کہ اس کا غلام گھوڑے پر سوار تھا [4] اسم فاعل ہمزۂ استفہام کے بعد واقع ہو تو اس اعتماد کی وجہ سے عمل کرے گا (ترکیب) ہمزہ حرف استفہام مبنی بر فتح ضَارِبٌ صیغہ صفت مبتدا قسم دوم زَیْدٌ فاعل قائم مقام خبر عَمْرًا مفعول بہ اسم فاعل مبتدا کی دوسری قسم اپنے فاعل قائم مقام خبر اور مفعول بہ کے ساتھ مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا (ترجمہ) کیا زید، عمرو کو مارتا ہے یا مارے گا [5] اسم فاعل حرف نفی پر اعتماد کے سبب بھی عمل کرتا ہے (ترکیب) مَا حرف نفی قَائِمٌ (صیغہ) اسم فاعل، مبتدا قسم ثانی زَیْدٌ فاعل قائم مقام خبر، مبتدا قسم ثانی اپنے فاعل، قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (ترجمہ) زید کھڑا نہیں ہے یا کھڑا نہیں ہوگا۔
[6] اسماء عاملہ کی پانچویں قسم اسم مفعول ہے یعنی وہ اسم جو مصدر سے اس لئے بنایا گیا ہے تاکہ اس ذات پر دلالت کرے جس پر فاعل کا فعل واقع ہے، یہ ثلاثی مجرد سے مَفْعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے اور ثلاثی مجرد کے علاوہ فعل مضارع مجہول کے وزن پر ہوگا لیکن علامت مضارع کی جگہ میم مضموم لگا دیا جائے گا جیسے مَضْرُوْبٌ اور مُسْتَنْصَرٌ، یاد رہے کہ اسم مفعول فعل متعدی سے آئے گا لازم سے نہیں۔
(عمل) اسم مفعول دو شرطوں کے ساتھ اپنے فعل مجہول والا عمل کرے گا (۱) زمانہ حال یا استقبال پر دلالت کرے (۲) چھ چیزوں میں سے کسی ایک پر اعتماد ہو وہ چھ چیزیں یہ ہیں (۱) مبتدا (۲) موصوف (۳) موصول (۴) ذوالحال (۵) ہمزۂ استفہام (۶) حرف نفی

چوں[1] زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ اَبُوْهُ وَعَمْرٌو مُعْطًى غُلَامُهٗ دِرْهَمًا وَبَكْرٌ مَعْلُوْمٌ اِبْنُهٗ فَاضِلًا وَخَالِدٌ مُخْبَرٌ اِبْنُهٗ عَمْرًا فَاضِلًا ہماں عمل[2] کہ ضُرِبَ واُعْطِیَ وعُلِمَ واُخْبِرَ می کرد مَضْرُوْبٌ ومُعْطًى ومَعْلُوْمٌ ومُخْبَرٌ می کند ششم صفت[3] مشبہ عمل فعل خود کند بشرط اعتماد مذکور چوں زَیْدٌ[4] حَسَنٌ غُلَامُهٗ ہماں عمل کہ

[1] فعل متعدی کبھی ایک مفعول کو چاہتا ہے کبھی دو کو اور کبھی تین کو، اگر ایک مفعول کو چاہتا ہے تو اسم مفعول کیلئے وہ مفعول نائب فاعل بن جائے گا، اگر دو مفعول ہوں تو ایک نائب فاعل اور دوسرا مفعول اول اور اگر تین ہوں تو ایک نائب فاعل اور باقی دو مفعول اول اور ثانی بن جائیں گے مصنف نے چار مثالیں دی ہیں (۱) زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ اَبُوْهُ یہ وہ اسم مفعول ہے جس کا فعل متعدی بیک مفعول تھا (ترجمہ) زید کا باپ مارا جاتا ہے یا مارا جائے گا (۲) عَمْرٌو مُعْطًى غُلَامُهٗ دِرْهَمًا اس کا فعل متعدی بدو مفعول ہے جن میں سے ایک کا حذف کرنا جائز ہے۔ (ترجمہ) عمرو کے غلام کو ایک درہم دیا جاتا ہے یا دیا جائے گا۔ (۳) بَكْرٌ مَعْلُوْمٌ اِبْنُهٗ فَاضِلًا اس کا فعل متعدی بدو مفعول ہے جن میں سے ایک کا حذف کرنا جائز نہیں ہے (ترجمہ) بکر کا بیٹا فاضل جانا جاتا ہے یا جانا جائے گا (۴) خَالِدٌ مُخْبَرٌ اِبْنُهٗ عَمْرًا فَاضِلًا اس کا فعل متعدی بہ سہ مفعول ہے (ترجمہ) خالد کے بیٹے کو خبر دی جاتی ہے یا دی جائے گی کہ عمرو فاضل ہے (ترکیب) خَالِدٌ اسم مفرد منصرف صحیح مرفوع بضمہ لفظاً بسبب ابتدا، مبتدا مُخْبَرٌ صیغہ واحد مذکر اسم مفعول ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب افعال صیغہ صفت اِبْنُ نائب فاعل، مضاف هٗ ضمیر واحد مذکر غائب مجرور محلاً مضاف الیہ عَمْرًا منصوب بفتحہ لفظاً مفعول اول فَاضِلًا صیغہ صفت هُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل جو موصوف مقدر شخصاً کی طرف راجع ہے، صیغہ صفت اپنے فاعل سے مل کر مفعول ثانی مُخْبَرٌ صیغہ صفت اپنے نائب فاعل اور ہر دو مفعول سے مل کر خبر مبتدا، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (ف) باقی مثالوں میں بھی اس کے قریب قریب ترکیب کی جائے گی [2] یہ چاروں فعل نائب فاعل کو رفع دیتے ہیں۔ دوسرا اور تیسرا فعل ایک مفعول کو اور چوتھا فعل دو مفعولوں کو نصب دیتا ہے یہی عمل اسم مفعول کرے گا [3] اسماء عاملہ کی چھٹی قسم صفت مشبہ ہے حَسَنٌ صفت مشبہ ہے اس کا اشتقاق فعل لازم سے ہوتا ہے متعدی سے نہیں اس کی دلالت اس ذات پر ہے جس کے ساتھ معنی مصدری بطور ثبوت قائم ہے نہ کہ بطور حدوث، ثبوت کا مطلب یہ ہے کہ اس میں کوئی خاص زمانہ ماضی، حال یا استقبال معتبر نہیں ہے۔ اسی لئے اس کے عمل کے لئے حال واستقبال کی شرط نہیں ہے صرف اعتماد شرط ہے وہ اعتماد بھی چھ میں سے پانچ چیزوں پر ہوگا، موصول پر اعتماد اس لئے نہیں ہوتا کہ الف لام بمعنی الذی اسم فاعل اور اسم مفعول حدوثی پر آتا ہے صفت مشبہ پر نہیں آتا جیسے کہ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے اسی لئے حضرت مصنف نے اس جگہ تصریح کی ضرورت محسوس نہیں کی، اسے صفت مشبہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ واحد، تثنیہ، جمع اور مذکر و مؤنث ہونے میں اسم فاعل کے مشابہ ہے [4] یہ مبتدا پر اعتماد کی مثال ہے موصوف پر اعتماد ہو جیسے جَاءَنِی رَجُلٌ اَحْمَرُ وَجْهُهٗ ذوالحال پر جیسے جَاءَنِی زَیْدٌ اَحْمَرَ وَجْهُهٗ، ہمزۂ استفہام پر جیسے اَحَسَنٌ زَیْدٌ حرف نفی پر جیسے مَا حَسَنٌ زَیْدٌ (ترکیب) زَیْدٌ اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ مرفوع بضمہ لفظاً بسبب ابتدا، مبتدا، حَسَنٌ صفت مشبہ مرفوع بضمہ لفظاً بسبب ابتدا غُلَامُ اسم مفرد مرفوع بضمہ بسبب فاعلیت فاعل، مضاف هٗ ضمیر مجرور محلاً بسبب اضافت مضاف الیہ، صیغہ صفت با فاعل خود خبر مبتدا، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ۔
(ترجمہ) زید کا غلام خوبصورت ہے۔

لے اسماء عاملہ کی ساتویں قسم اسم تفضیل ہے زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو (زید، عمرو سے افضل ہے) میں اَفْضَلُ اسم تفضیل ہے۔ اس کی دلالت ایسی ذات پر ہے جو کسی کی نسبت سے معنی مصدری کی زیادتی سے موصوف ہے یعنی زید کو عمرو سے زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ (تعریف) اسم تفضیل وہ اسم ہے جو مصدر سے مشتق ہو اور ایسی ذات پر دلالت کرے جسے کسی کی نسبت معنی مصدری میں زیادتی حاصل ہو، اس کا صیغہ مذکر کے لئے اَفْعَلُ اور مؤنث کے لئے فُعْلٰی آتا ہے۔ اس صیغے کے لئے دو شرطیں ہیں (۱) مصدر ثلاثی مجرد ہو (۲) رنگ اور عیب کے معنی سے خالی ہو۔ ثلاثی مجرد کے علاوہ اَشَدُّ یا اَکْثَرُ کے بعد مصدر منصوب لاکر تفضیل والا معنی ادا کیا جا سکتا ہے جیسے اَشَدُّ اِسْتِخْرَاجًا، اَحْمَرُ (سرخ)

حُسْن میکرد حَسَنٌ میکند، مفتم[1] اسم تفضیل واستعمال او بر سہ وجہ[2] است بہ مِنْ چوں زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو یا بالف ولام چوں جَاءَنِیْ زَیْدُنِ الْاَفْضَلُ یا باضافت چوں زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ وعمل[3] او در فاعل باشد وآں ھُوَ است فاعل افضل کہ درو مستتر ست

اَعْوَرُ (بھینگا) وغیرہ جن میں رنگ یا عیب والا معنی ہو صفت مشبہ ہیں اسم تفضیل نہیں ہیں (ف) مثال مذکور میں زید مُفَضَّل ہے جسے فضیلت دی گئی ہے اور عَمْرو مُفَضَّل عَلَیْہِ ہے جس پر فضیلت دی گئی۔ (ف) اسم تفضیل وصف اور وزن فعل کی وجہ سے غیر منصرف ہوتا ہے لے اسم تفضیل کا استعمال تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقے پر ہوگا یہ نہیں ہوگا کہ یہ تینوں طریقے یا دو جمع ہو جائیں جیسے کہ یہ نہیں ہوگا کہ ان میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو البتہ مفضل علیہ معلوم ہو تو اسے حذف کر دیا جاتا ہے جیسے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اصل میں تھا اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ۔ تین طریقے یہ ہیں (۱) مِنْ کے ساتھ استعمال ہو جیسے زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو (زید، عمرو سے افضل ہے۔ (۲) الف لام کے ساتھ جیسے زَیْدُنِ الْاَفْضَلُ، زید افضل ہے (مثلاً عمرو سے) (۳) اضافت کے ساتھ جیسے زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ زید قوم سے زیادہ فضیلت والا ہے لے اسم تفضیل بعض شرائط کے ساتھ اسم ظاہر میں عمل کرتا ہے جن کی تفصیل کافیہ وغیرہ کتب میں مسئلۃ الکحل میں بیان کی گئی ہے ورنہ عموماً ضمیر میں عمل کرے گا جو مستتر اور فاعل ہوگی (ف) اسم تفضیل کے عمل کے لئے اعتماد شرط ہے وہ یا تو مبتدا پر ہوگا جیسے متن کی پہلی اور تیسری مثال میں ہے یا موصوف پر ہوگا جیسے دوسری مثال میں ہے یا ذوالحال پر اعتماد ہوگا جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ اَسْرَعَ مِنْ عَمْرٍو، الف لام بمعنی اَلَّذِیْ اسم تفضیل پر نہیں آتا اس لئے اس پر اعتماد بھی نہیں ہوگا اور مسئلہ کحل کے علاوہ اسم ظاہر میں عمل نہیں کرتا اس لئے یہ مبتدا کی قسم ثانی نہیں ہوگا اور اس کا اعتماد حرف استفہام یا حرف نفی پر بھی نہ ہوگا۔

(ترکیب) (۱) زَیْدٌ مرفوع بضمہ لفظاً مبتدا اَفْضَلُ اسم تفضیل ھُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل مِنْ حرف جار مبنی الاصل مبنی برسکون عَمْرٍو مجرور، مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق افضل، اسم تفضیل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر، مبتدا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ۔ (۲) زَیْدٌ مبتدا اَفْضَلُ اسم تفضیل مضاف ھُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل اَلْقَوْمِ مضاف الیہ، اسم تفضیل اپنے فاعل اور مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

لے اسماء عاملہ کی آٹھویں قسم مصدر ہے، فاعل سے جو فعل صادر ہو اسے حدث کہتے ہیں اور اس کا اسم جو مفعول مطلق بنے مصدر کہلاتا ہے مثلاً فاعل سے مارنے والا فعل سرزد ہوا یہ حدث ہے اور اس کا اسم ضَرْبٌ مصدر ہے (تعریف) مصدر، حدث کا وہ اسم ہے جو مفعول مطلق بنے۔ ابن حاجب کافیہ میں فرماتے ہیں المصدر اسمٌ للحدث الجاری علی الفعل، مصدر جب مفعول مطلق واقع ہو تو عمل نہیں کرے گا مثلاً ضَرَبْتُ ضَرْبًا زَیْدًا (میں نے حقیقۃً زید کو مارا) اس مثال میں زیداً مصدر کا معمول نہیں فعل کا معمول ہے۔ قوی عامل کے ہوتے ہوئے ضعیف کو عمل نہیں دیا جائے گا۔ اور جب مصدر مفعول مطلق نہ ہو تو اپنے فعل والا عمل کرے گا خواہ وہ فعل متعدی ہو یا لازم، فعل لازم کا مصدر فاعل کو رفع دے گا، متعدی کا مصدر مفعول بہ کو نصب بھی دے گا۔ سوال کیا مصدر کے عمل کے لئے اعتماد شرط ہے؟ جواب نہیں کیونکہ مصدر اور فعل میں اصلی حروف یکساں ہوتے ہیں اور مصدر کا معنی، فعل کے معنی کی خبر ہوتا ہے اس لفظی اور معنوی مناسبت کی بنا پر مصدر، فعل والا عمل کرتا ہے اعتماد کی حاجت نہیں ہے۔ (ترکیب) اَعْجَبَ (صیغہ؟) فعل نون وقایہ یاء ضمیر واحد متکلم منصوب متصل منصوب محلاً، مفعول بہ ضَرْبُ مصدر مرفوع بضمہ لفظاً فاعل، مضاف زَیْدٍ مجرور لفظاً و مرفوع معنیً، مضاف الیہ لفظاً و فاعل معنیً عَمْرًا مفعول بہ، مصدر اپنے مضاف الیہ اور مفعول بہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا لے اسماء عاملہ کی نویں قسم اسم مضاف ہے جو مضاف الیہ کو جر دیتا ہے جیسے جَاءَنِیْ غُلَامُ زَیْدٍ، زید کا غلام میرے پاس آیا، زید کو غلام جر دے رہا ہے جو اس کی طرف مضاف ہے۔ دراصل غلام کا زید کے ساتھ خاص تعلق ہے جو کہ لام جارہ کا معنی ہے۔ اصل عبارت یوں ہوگی غُلَامٌ لِزَیْدٍ (ف) مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان لام کا معنی اختصاص معتبر ہوتا ہے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ لام کا ذکر بھی کیا جا سکے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ علم الفقہ میں لام کی تصریح جائز نہیں ہے اگرچہ اس کا معنی معتبر ہے (ترکیب) جَاءَ فعل ماضی نون وقایہ یاء ضمیر واحد متکلم مفعول بہ غُلَامُ اسم مفرد، مرفوع بضمہ لفظاً فاعل، مضاف زَیْدٍ مجرور بالکسرہ لفظاً بسبب مضاف، مضاف الیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ سوال عام طور پر ترکیب کرتے ہوئے کہا جاتا ہے مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل کیا یہ صحیح ہے؟ جواب نہیں! کیونکہ مضاف اور مضاف الیہ کا مجموعہ مرکب ہے جب کہ فاعل اسم ہوتا ہے جیسے کہ اس کی تعریف میں گزرا اور اسم مفرد ہوتا ہے۔ لیکن ابتدائی طلبہ کی آسانی کے لئے کہہ دیا جاتا ہے کہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ غُلَامُ اسم مفرد مرفوع بضمہ لفظاً فاعل، مضاف اور زید مضاف الیہ، اسی طرح مفعول مطلق، مفعول فیہ، مفعول معہ، تمیز، مستثنیٰ، حال، نائب فاعل وغیرہ جو معمولات اسم کی قسم ہیں ان کی ترکیب بھی اسی طرح کی جائے گی۔ مثلاً ضَرَبْتُ ضَرْبًا شَدِیْدًا میں صرف ضَرْبًا کو مفعول مطلق اور یَوْمَ الْجُمُعَۃِ میں صرف یوم کو مفعول فیہ کہا جائے گا۔ ۱۲ امام نحو مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی قدس سرہ۔

ہشتم مصدر[1] بشرط آنکہ مفعول مطلق نباشد عمل فعلش کند چوں اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرًا نہم[2] اسم مضاف مضاف الیہ را بجر کند چوں جَاءَنِیْ غُلَامُ زَیْدٍ بدانکہ اینجا لام بحقیقت مقدرست زیرا کہ تقدیرش آنست کہ غُلَامٌ لِزَیْدٍ

[1] اسماءِ عاملہ کی دسویں قسم اسم تام ہے وہ اسم ہے جو اپنی موجودہ حالت میں مضاف نہ ہوسکے، اسم تام تمیز کو نصب دیتا ہے۔ اسم کے تام ہونے کی چند صورتیں ہیں (۱) تنوین ملفوظ سے کیونکہ کوئی اسم تنوین کے ہوتے ہوئے مضاف نہیں ہوسکتا جیسے عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا میرے پاس ایک رطل زیتون کا تیل ہے نحو میر میں یہ مثال دی ہے مَافِی السَّمَآءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا اس میں کتابت کا سہو ہے کیونکہ قَدْرُ اضافت کے سبب تام ہے نہ کہ تنوین سے (البشیر) (۲) تنوین مقدر سے جیسے عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا میرے پاس گیارہ مرد ہیں اَحَدَ عَشَرَ کی تنوین مبنی ہونے کے سبب حذف کردی گئی ہے نحو میر میں دوسری مثال زَیْدٌ اَکْثَرُ مِنْكَ مَالًا ہے زید تجھ سے زیادہ مال والا ہے۔ اَکْثَرُ غیر منصرف ہے

دہم اسم[1] تام تمیز را بنصب کند و تمامی اسم یا بتنوین باشد چوں[2] مَافِی السَّمَآءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا یا بتقدیر تنوین چوں عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا و زَیْدٌ اَکْثَرُ مِنْكَ مَالًا یا بنون تثنیہ

اس لئے اس میں تنوین نہیں ہے اس مثال میں بھی کتابت کا سہو ہے کیونکہ جو اسم تنوین سے تام ہو اس میں ابہام ہوتا ہے جسے تمیز رفع کر دیتی ہے اس جگہ اَکْثَرُ میں ابہام نہیں ہے بلکہ اس کی نسبت جو فاعل کی طرف ہے اس میں ابہام ہے لہٰذا مَالًا نسبت سے تمیز ہے نہ کہ اکثرُ سے (۳) نونِ تثنیہ سے جیسے عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا میرے پاس دو قفیز گندم ہے نون تثنیہ کے ہوتے ہوئے اضافت نہیں ہوسکتی اضافت سے نون حذف ہوجاتا ہے (۴) نونِ جمع سے جیسے هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا کیا ہم تمہیں بتادیں کہ تم میں سب سے ناقص عمل کس کے ہیں؟ اَخْسَرِیْنَ میں جمع کا نون ہے جو اضافت کے وقت گر جائے گا (۵) مشابہ نونِ جمع سے جیسے عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا میرے پاس بیس درہم ہیں عشرون سے تسعون تک دہائیوں میں جمع کا نون نہیں ہے لیکن جمع کے مشابہ ہے اس کے ہوتے ہوئے اضافت نہیں ہوگی (۶) اضافت سے جیسے عِنْدِیْ مِلْؤُهٗ عَسَلًا میرے پاس فلاں برتن کے بھرنے کے برابر شہد ہے۔ مِلْؤُ مضاف ہے مضاف ہونے کے باوجود دوبارہ اضافت نہیں ہوسکتی [2] (ترکیب) (۱) مَا حرف نفی مشبہ بلیس، خبر کے مقدم ہونے کے سبب لفظوں میں عمل نہیں کرتا فِیْ حرف جار اَلسَّمَآءِ مجرور، مجرور بواسطۂ جار ظرف مستقر متعلق ثَابِتٌ مقدر، ثابت اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مقدم قَدْرُ اسم مفرد مرفوع بضمہ لفظاً مبتدا مؤخر، مضاف رَاحَةٍ مضاف الیہ، سَحَابًا تمیز رافع ابہام نسبت، مبتدا مؤخر باخبر مقدم جملہ اسمیہ خبریہ (۲) عِنْدَ اسم ظرف مفعول فیہ برائے ثَابِتٌ مقدر، مضاف یا ضمیر مضاف الیہ، ثابتٌ اسم فاعل هُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم اَحَدَ عَشَرَ مرکب بنائی ممیز رَجُلًا تمیز، ممیز با تمیز خود مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر با خبر مقدم جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (۳) زَیْدٌ مبتدا، اَکْثَرُ اسم تفضیل غیر منصرف هُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل مِنْ حرف جار كَ ضمیر مجرور، مجرور بواسطۂ جار ظرف لغو متعلق اَکْثَرُ مَالًا تمیز نسبت یعنی اکثر کی نسبت بسوئے فاعل، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ (۴) هَلْ حرف استفہام نُنَبِّئُ (صیغہ جمع متکلم مہموز اللام از باب تفعیل) فعل مضارع مجرد از عوامل ناصبہ و جازمہ نَحْنُ ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل كُمْ میں کاف ضمیر منصوب متصل مفعول بہ اول، میم علامت جمع مذکر بِاْ حرف جار زائد اَلْاَخْسَرِیْنَ جمع مذکر سالم مجرور بیاء ماقبل مکسور، منصوب معنیً بنا بر مفعولیت اسم تفضیل هُمْ ضمیر اس میں پوشیدہ هَا ضمیر مرفوع متصل فاعل راجع بسوئے موصوف مقدر الاشخاص، میم علامت جمع مذکر اَعْمَالًا تمیز از نسبت یعنی نسبت اخسرین بسوئے فاعل، اسم تفضیل اپنے فاعل اور تمیز سے مل کر مفعول بہ دوم، فعل اپنے فاعل اور ہر دو مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا (۵) عِنْدِیْ اسم ظرف مفعول فیہ برائے ثَابِتٌ مقدر صیغہ صفت اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم عِشْرُوْنَ اسم عدد ملحق بہ جمع مذکر سالم مرفوع بواؤ ماقبل مضموم ممیز دِرْهَمًا تمیز، ممیز اپنی تمیز کے ساتھ مل کر مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (۶) عِنْدِیْ اسم ظرف مفعول فیہ برائے ثَابِتٌ مقدر اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم مِلْؤُ مضاف هٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف با مضاف الیہ ممیز عَسَلًا تمیز، ممیز با تمیز مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر با خبر مقدم جملہ اسمیہ خبریہ۔

[1] اسماءِ عاملہ کی گیارہویں قسم اسماء کنایہ ہیں، اسم کنایہ وہ اسم ہے جس کی دلالت کسی معین چیز پر واضح نہ ہو یہ دو لفظ ہیں کَمْ اور کَذَا۔ کَمْ دو قسم پر ہے (۱) استفہامیہ مخاطب سے کسی عدد کے پوچھنے کے لئے آتا ہے اس کا معنی ہوگا کتنے؟ اس کے بعد مخاطب کا صیغہ یا ضمیر ہوگی جیسے کَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ تیرے پاس کتنے مرد ہیں؟ کَمْ استفہامیہ اور کَذَا تمیز کو نصب دیتے ہیں کذا کی مثال عِنْدِیْ کَذَا دِرْهَمًا میرے پاس اتنے درہم ہیں مائۃ عامل کی نوع ثامن میں ہے [2] بازثانی کم جو استفہام باشد نے خبریہ ثالث الیشان کاتب رابع الیشان کَذَا۔ (۲) کَمْ خبریہ اس کا معنی ہوگا کتنے بہت، اس کے بعد عموماً متکلم کا صیغہ یا ضمیر آئے گی جیسے کَمْ دَارٍ بَنَیْتُ میں نے کتنے بہت مکان بنا ڈالے کبھی کَمْ خبریہ کی تمیز پر مِنْ جارہ بھی آجاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِی السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں بہت فرشتے ہیں (ف) کَمْ استفہامیہ اس عدد کے لئے آتا ہے جو متکلم کے نزدیک مبہم (غیر واضح) ہو اور اس کے خیال میں مخاطب کو معلوم ہو اور کَمْ خبریہ اس عدد کے لئے آتا ہے جو مخاطب کے نزدیک مبہم ہوتا ہے اور متکلم کے نزدیک عموماً معلوم ہوتا ہے (البشیر) [2] (ترکیب) (۱) کَمْ استفہامیہ مرفوع محلاً ممیز رَجُلًا تمیز، ممیز اپنی تمیز کے ساتھ مل کر مبتدا عِنْدَ اسم ظرف مفعول فیہ برائے ثَابِتٌ مقدر مضاف كَ ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ، ثَابِتٌ اسم فاعل هُوَ ضمیر اس میں مستتر فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر

چوں عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا یا بنون جمع چوں هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا یا بمشابہ نون جمع چوں عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا تا تِسْعُوْنَ یا باضافت چوں عِنْدِیْ مِلْؤُهٗ عَسَلًا[6]

یازدہم[1] اسمای کنایہ از عدد و آں دو لفظ است کَمْ و کَذَا۔ کَمْ بر دو قسم ست استفہامیہ و خبریہ۔ کم استفہامیہ تمیز را بنصب کند و کذا نیز[2] چوں کَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ و عِنْدِیْ کَذَا دِرْهَمًا و کَمْ خبریہ تمیز را بجر کند چوں کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُ و کَمْ دَارٍ بَنَیْتُ و گاہی مِن جارہ بر تمیز کم خبریہ آید چوں قولہ تعالیٰ کَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِی السَّمٰوٰتِ

قسم دوم[3] در عوامل

کے ساتھ مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ (۲) عِنْدَ اسم ظرف مفعول فیہ برائے ثَابِتٌ مقدر یا ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ ثابت اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم کَذَا اسم کنایہ از عدد ممیز دِرْهَمًا تمیز، ممیز اپنی تمیز کے ساتھ مل کر مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (۳) کَمْ خبریہ منصوب محلاً ممیز مفعول بہ مقدم مضاف دَارٍ تمیز مضاف الیہ بَنَیْتُ (صیغہ واحد متکلم ناقص یائی از باب ضرب) فعل تا ضمیر واحد متکلم فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اسی طرح کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُ کی ترکیب کی جائے (۴) کَمْ خبریہ مرفوع محلاً ممیز مِنْ حرف جار زائد مَلَكٍ موصوف فِیْ حرف جار اَلسَّمٰوٰتِ جمع مؤنث سالم مجرور لفظاً، مجرور بواسطۂ جار ظرف مستقر متعلق ثَابِتٍ مقدر، صیغہ صفت اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت کے ساتھ مل کر تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدا، خبر آیت کے باقی حصہ میں ہے [3] قسم اول میں اٹھانوے[98] عوامل لفظیہ بیان ہوئے۔ دوسری قسم میں معنوی عوامل بیان کئے جارہے ہیں، یہ وہ عوامل ہیں جن کا تلفظ نہیں کیا جاسکتا مثلاً ابتدا یعنی اسم کا عوامل لفظیہ سے خالی ہونا تاکہ وہ مسند الیہ ہو یا مسند، اسی طرح فعل مضارع کا لفظی عوامل سے خالی ہونا یہ چونکہ عدمی ہیں اس لئے تلفظ میں نہیں آتے بخلاف لفظی عامل کے کہ کبھی خود اس کا تلفظ ہوتا ہے جیسے اَنْ یَّضْرِبَ میں اور کبھی اس پر دلالت کرنے والے کا تلفظ ہوتا ہے جیسے حتّٰی کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے وہ خود تو پڑھنے میں نہیں آتا لیکن اس پر دلالت کرنے والا حتّٰی پڑھا جاتا ہے۔ معنوی عامل صرف دو ہیں۔

معنوی بدانکہ عوامل معنوی بر دو قسم ست اوّل[۱] ابتدا یعنی خلو اسم از عوامل لفظی کہ مبتدا و خبر را رفع کند چوں زَیْدٌ قَائِمٌ وا اینجا گویند کہ زَیْدٌ مبتدا ست مرفوع بابتدا و قَائِمٌ خبر مبتدا است مرفوع بابتدا و اینجا دو مذہب[۲] دیگر ست یکی آنکہ ابتدا عامل ست در مبتدا و مبتدا در خبر دیگر آنکہ ہر یکی از مبتدا و خبر عامل ست در دیگری دوم[۳] خلو فعل مضارع از ناصب و جازم فعل مضارع را رفع کند چوں یَضْرِبُ زَیْدٌ اینجا یَضْرِبُ مرفوع ست زیرا کہ خالی ست از ناصب و جازم تمام شد عوامل نحو بتوفیق اللّٰہِ تعالیٰ و عونہٖ خاتمہ[۴] در فوائد متفرقہ کہ دانستن آں واجب ست و آں سہ فصل ست فصل اوّل[۵] در توابع بدانکہ تابع لفظی ست کہ دومی از لفظ سابق باشد

[۱] مبتدا اور خبر کے عامل میں تین قول ہیں (۱) ابتدا دونوں میں عامل ہے یعنی اسم کا لفظی عوامل سے خالی ہونا تاکہ وہ مسند الیہ ہو یا مسند یہی مبتدا کو رفع دیتا ہے اور یہی خبر کو رفع دیتا ہے زَیْدٌ قَائِمٌ میں زید مبتدا ہے اور ابتدا کے سبب مرفوع ہے قَائِمٌ خبر ہے اور ابتدا کے سبب مرفوع ہے۔ باقی دو قول آئندہ حاشیہ میں مذکور ہیں۔ مسند الیہ کو مبتدا کہا جاتا ہے اس لئے کہ اس کا مقام یہ ہے کہ ابتداء کلام میں واقع ہو اگرچہ بعض اوقات لفظوں میں اسے مؤخر لایا جاتا ہے جیسے فِی الدَّارِ زَیْدٌ میں زید مبتدا مؤخر ہے اور مسند کو خبر کہتے ہیں کیونکہ یہی وہ اطلاع ہے جو دوسرے تک پہنچائی جاتی ہے (ترکیب) زَیْدٌ اسم مفرد منصرف صحیح معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ مرفوع بضمہ لفظاً بسبب ابتدا، مبتدا قَائِمٌ (صیغہ؟) اسم فاعل مرفوع بضمہ لفظاً بسبب ابتدا ھُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل کے ساتھ مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا [۲] مبتدا و خبر کے عامل کے بارے میں ایک قول اس سے پہلے بیان ہوا یہ بصریوں کا مذہب ہے اور یہی مصنف کا مختار ہے جس کے مطابق دونوں کا عامل معنوی ہے (۲) مبتدا کا عامل ابتدا ہے اور خبر کا عامل مبتدا ہے اس قول کے مطابق مبتدا کا عامل معنوی اور خبر کا عامل لفظی ہے (۳) مبتدا خبر میں عمل کرتی ہے اور خبر مبتدا میں اس لحاظ سے دونوں کا عامل لفظی ہے [۳] دوسرا عامل معنوی فعل مضارع میں عمل کرتا ہے یعنی فعل مضارع کا عامل لفظی (ناصب و جازم) سے خالی ہونا جیسے لَنْ یَضْرِبَ میں مضارع منصوب ہے کیونکہ اس پر ناصب آیا ہے لَمْ یَضْرِبْ میں مجزوم ہے کہ جازم آیا ہوا ہے اور یَضْرِبُ اس لئے مرفوع ہے کہ لفظی عوامل سے خالی ہے، یہ ابن مالک کا مختار ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ فعل مضارع کا اسم کی جگہ واقع ہونا اسے رفع دیتا ہے مثلاً زَیْدٌ ضَارِبٌ کی جگہ کہا جاتا ہے زَیْدٌ یَضْرِبُ [۴] خاتمہ تین فصلوں پر مشتمل ہے پہلی فصل میں توابع کا بیان ہے دوسری فصل میں منصرف اور غیر منصرف کی بحث ہے اور تیسری فصل میں حروف غیر عاملہ بیان کئے گئے ہیں [۵] اس سے پہلے اسم معمول کی تین حالتیں بیان ہوئی ہیں کہ وہ یا تو مرفوع ہوگا یا منصوب یا مجرور یہ اعراب اصالۃً اور براہ راست آرہا ہے اس فصل میں ان معمولات کا بیان ہوگا جن پر بالتبع اعراب آتا ہے مثلاً جَاءَنِیْ زَیْدُنِ الْعَالِمُ میں زید مرفوع ہے اس لئے کہ وہ فاعل ہے اور اَلْعَالِمُ اس کا تابع ہونے کے سبب مرفوع ہے (تعریف) تابع وہ دوسرا لفظ ہے جس پر وہی اعراب آتا ہے جو پہلے لفظ پر آیا ہے اور جہت بھی ایک ہی ہو، یعنی اگر پہلے لفظ پر فاعل ہونے کے سبب رفع آیا ہے تو دوسرے لفظ پر بھی اسی سبب سے رفع ہو پہلے لفظ کو متبوع اور دوسرے کو تابع کہتے ہیں۔ اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْهَمًا میں اگرچہ زید اور درہم دونوں منصوب ہیں لیکن جہت ایک نہیں ہے زید اس لئے منصوب ہے کہ اسے کوئی چیز دی گئی ہے اور درہم اس لئے منصوب ہے کہ یہ وہ چیز ہے جو دی گئی ہے (حکم) تابع، اعراب میں متبوع کے موافق ہوگا، رفع، نصب اور جر میں۔

باعراب سابق از یک جہت و لفظ سابق را متبوع گویند و حکم تابع آنست کہ ہمیشہ در اعراب موافق متبوع باشد و تابع پنج نوع ست اوّل[۱] صفت و او تابعیست کہ دلالت کند بر معنی کہ در متبوع باشد چوں جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ یا بر معنی کہ در متعلق متبوع باشد جَاءَنِیْ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ[۲] یا اَبُوْہُ مثلاً قسم اوّل[۳] در دہ چیز موافق متبوع باشد در تعریف و تنکیر و تذکیر و تانیث و افراد و تثنیہ و جمع و رفع و نصب و جر چوں عِنْدِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ وَرَجُلَانِ عَالِمَانِ وَرِجَالٌ عَالِمُوْنَ وَامْرَأَۃٌ عَالِمَۃٌ وَامْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ وَنِسْوَۃٌ عَالِمَاتٌ اما قسم دوم[۴] موافق

[۱] پہلا تابع صفت ہے اسے نعت بھی کہتے ہیں ایک مثال دیکھئے جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ اس میں عَالِمٌ صفت ہے اس کی دلالت وصفِ علم پر ہے جو متبوع یعنی رَجُلٌ میں پایا جاتا ہے ایک دوسری مثال دیکھئے جَاءَنِیْ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ میرے پاس ایک خوبصورت غلام والا مرد آیا اس مثال میں حَسَنٌ صفت ہے حسن کی دلالت وصفت حُسن پر ہے لیکن یہ وصف اس کے متبوع رَجُلٌ میں نہیں بلکہ اسکے متعلق یعنی غلام میں پایا جاتا ہے (تعریف) صفت وہ تابع ہے جو متبوع یا اس کے متعلق میں پائے جانے والے معنی (وصف) پر دلالت کرے۔ پہلی قسم کو صفت بحالہٖ کہتے ہیں جیسے رَجُلٌ عَالِمٌ کہ اس صفت نے خود موصوف کا حال بیان کیا ہے دوسری قسم کو صفت بحال متعلقہٖ کہتے ہیں جیسے رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ کہ اس نے موصوف کے متعلق کا حال بیان کیا ہے (ف) موصوف اگر نکرہ ہو جیسے رَجُلٌ عَالِمٌ تو صفت تخصیص کا فائدہ دے گی رَجُلٌ مرد کو کہتے ہیں خواہ عالم ہو یا جاہل، عَالِمٌ کی صفت نے جاہل کو خارج کر دیا اور رَجُلٌ کے عموم اور اشتراک کو کم کر دیا اور اگر موصوف معرفہ ہو جیسے زَیْدُنِ الْعَالِمُ تو صفت توضیح کا فائدہ دے گی کیونکہ زید اگرچہ ایک معین شخص کا نام ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ اس نام کے متعدد افراد ہوں صفت نے آکر وضاحت کر دی کہ کونسا زید مراد ہے۔ [۲] حَسَنٌ غُلَامُہٗ یا اَبُوْہُ یہ دو مثالیں ہیں پہلی مثال میں حَسَنٌ کا فاعل اسم مفرد منصرف صحیح ہے اور اس کا اعراب بالحرکت ہے دوسری مثال میں فاعل اسماء ستہ مکبرہ میں سے ہے اور اسکا اعراب بالحرف ہے [۳] صفت کی پہلی قسم یعنی صفت بحالہٖ دس چیزوں میں موصوف کے مطابق ہوگی، موصوف معرفہ[۱] ہو تو صفت بھی معرفہ، موصوف نکرہ ہو تو صفت بھی نکرہ ہوگی اسی طرح تذکیر[۳] و تانیث[۴] افراد[۵] تثنیہ[۶] جمع[۷] رفع[۸] نصب[۹] اور جر[۱۰] میں صفت موصوف کے موافق ہوگی۔ بیک وقت چار چیزوں میں موافقت ہوگی تعریف[۱] و تنکیر میں سے ایک، تذکیر[۲] و تانیث میں سے ایک، افراد[۳] تثنیہ، جمع میں سے ایک، رفع، نصب، جر میں سے ایک میں موافقت ہوگی عِنْدِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ میں موصوف نکرہ، مذکر، واحد اور مرفوع ہے صفت میں بھی یہ چاروں چیزیں جمع ہیں اسی طرح باقی مثالوں میں [۴] صفت بحال متعلقہ پانچ چیزوں میں موصوف کے مطابق ہوگی تعریف[۱] و تنکیر[۲] اور رفع[۳] نصب[۴] جر[۵]۔ بیک وقت دو چیزوں میں موافقت ہوگی رَجُلٌ عَالِمٌ، اَبُوْہُ میں موصوف نکرہ اور مرفوع ہے اور صفت اسکے موافق (ترکیب) (۱) جَاءَ فعل نون وقایہ یا ضمیر متکلم مفعول بہ رَجُلٌ اسم مفرد منصرف صحیح مرفوع بضمہ لفظاً موصوف حَسَنٌ صفت مشبہ اَبُوْ اسم از اسماء ستہ مکبرہ مرفوع بواؤ فاعل، مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مجرور محلاً مضاف الیہ، صیغہ صفت با فاعل خود صفت موصوف اپنی صفت کے ساتھ مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (ترجمہ) میرے پاس ایک حسین باپ والا مرد آیا (۲) عِنْدَ اسم ظرف مضاف یاء ضمیر واحد متکلم مجرور محلاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ برائے ثَابِتٌ مقدر ثَابِتٌ صیغہ صفت اپنے فاعل مستتر ھُوَ اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم رَجُلٌ موصوف عَالِمٌ اسم فاعل ھُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، صیغہ صفت اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر، خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (ترجمہ) میرے پاس ایک عالم مرد ہے۔ (ف) باقی پانچ مثالوں میں سے ہر ایک سے پہلے عِنْدِیْ مقدر ہوگا اور اس کا متعلق ثَابِتَانِ، ثَابِتُوْنَ، ثَابِتَۃٌ، ثَابِتَتَانِ، ثَابِتَاتٌ علی الترتیب مقدر ہوگا۔ نیز واضح ہو کہ عَالِمَانِ میں الف ضمیر تثنیہ نہیں ہے بلکہ الف علامت تثنیہ اور ضمیر ھُمَا مستتر ہے جس میں ھَا ضمیر، میم حرف عماد اور الف علامت تثنیہ ہے باقی صیغوں میں ھُمْ، ھِیَ، ھُمَا، ھُنَّ ضمیر پوشیدہ ہے، اسم فاعل اور اسم مفعول وغیرہ کے تمام صیغوں میں ضمیر مستتر ہوتی ہے بارز کسی میں نہیں ہوتی۔

لہ جس طرح مفرد صفت واقع ہوتا ہے اسی طرح بعض اوقات جملہ بھی صفت بن جاتا ہے کیونکہ وہ بھی متبوع میں پائے جانے والے معنی پر دلالت کرتا ہے جیسے جَاءَنِی رَجُلٌ اَبُوْہُ عَالِمٌ میرے پاس عالم باپ والا مرد آیا اس کے لئے چند شرطیں ہیں (۱) موصوف نکرہ ہو کیونکہ جملہ حکم نکرہ میں ہوتا ہے، موصوف اور صفت آپس میں موافق ہوں گے (۲) جملہ خبریہ ہو انشائیہ نہ ہو (۳) جملہ میں ایک ضمیر ہو جو موصوف کی طرف راجع ہو کیونکہ جملہ اپنے معنی میں مستقل ہوتا ہے ضمیر کی وجہ سے وہ موصوف سے متعلق ہو جائے گا ٢ؔہ تابع کی دوسری قسم تاکید ہے۔ اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں (۱) زَیْدٌ زَیْدٌ قَائِمٌ پہلا زید مسند الیہ ہے ممکن ہے کہ سننے والے کی اس طرف توجہ ہی نہ ہو یا وہ یہ سمجھے کہ متکلم نے غلطی سے زید کا نام لیا ہے یا یہ سمجھے کہ متکلم نے مجازی معنی مراد لیا ہے۔ دوسری دفعہ زید کہا تو اس نے پہلے زید کے مسند الیہ ہونے کو پختہ کر دیا (۲) زَیْدٌ قَائِمٌ قَائِمٌ میں مسند کو دوبارہ لانے سے قائم کا مسند ہونا پختہ ہو گیا اور سننے والے کو شک نہ رہا ایک اور مثال (۳) فَسَجَدَ الْمَلٰئِکَۃُ کُلُّھُمْ صرف ملائکہ کا ذکر ہوتا تو ممکن تھا کہ سننے والا یہ سمجھتا کہ کچھ فرشتوں نے سجدہ کیا ہوگا کُلُّھُمْ کہا گیا تو شمولِ افراد حاصل ہو گیا اور معلوم ہوا کہ فرشتوں کے ہر ہر فرد نے سجدہ کیا اسی طرح اَلْاِنْسَانُ کُلُّہٗ حَیَوَانٌ۔ بعض اوقات متبوع کے متعدد اجزاء ہوتے ہیں جیسے (۴) اِشْتَرَیْتُ الْعَبْدَ کُلَّہٗ میں نے تمام غلام خریدا، صرف غلام کا ذکر ہوتا تو سننے والا سمجھتا کہ غلام کا ایک حصہ خریدا ہوگا کُلَّہٗ کہنے سے شمولِ اجزاء حاصل ہو گیا اور واضح ہو گیا کہ غلام کی ہر ہر جز خریدی گئی ہے۔ (تعریف) تاکید وہ تابع ہے جو متبوع کے حال کو نسبت (مسند الیہ یا مسند ہونے) یا (تمام اجزاء یا تمام افراد کو) شامل ہونے میں پختہ کرتا ہے تاکہ سننے والے کو شک نہ رہے ٣ؔہ تاکید کی دو قسمیں ہیں (۱) لفظی (۲) معنوی، پہلی قسم میں ایک لفظ کو دوبارہ ذکر کیا جاتا ہے یہ چونکہ لفظ کی تکرار سے حاصل ہوتی ہے اس لئے اسے لفظی کہتے ہیں یعنی لفظ والی، جیسے جَاءَنِی زَیْدٌ زَیْدٌ دوسری قسم کی مثال جَاءَنِی زَیْدٌ نَفْسُہٗ اس میں لفظ کی تکرار نہیں ہے معنی کی تکرار ہے کیونکہ نَفْسُہٗ کا معنی ہے خود زید، اس لئے اسے تاکید معنوی کہتے ہیں یعنی معنی والی۔ اس کے لئے خاص طور پر آٹھ لفظ استعمال کئے جاتے ہیں جن کی تفصیل آئندہ آئے گی۔ **سوال** تاکید کی تعریف کے بعد مصنف نے فرمایا "و تاکید بر دو قسم است"، حالانکہ کہنا چاہیے تھا "و او بر دو قسم است"، کیونکہ ایک دفعہ ذکر کرنے کے بعد کسی شے کا ذکر کرنا ہو تو اس کے لئے ضمیر لاتے ہیں۔ **جواب** اصطلاحی طور پر تاکید، صرف اسم واقع ہوتا ہے اِنَّ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ میں اِنَّ اصطلاحی تاکید نہیں کیونکہ پہلا اِنَّ مسند الیہ یا مسند نہیں کہ نسبت میں اسے پختہ کیا جائے اور نہ ہی اس کے افراد یا اجزاء ہیں کہ شمول میں پختہ کیا جائے، مصنف نے تاکید کا لفظ ذکر کر کے اشارہ کیا ہے کہ یہ وہ تاکید نہیں جس کا پہلے ذکر ہوا ہے یہ لغوی تاکید ہے جو اسم، فعل اور حرف میں جاری ہوتی ہے اسی لئے تینوں قسموں کی مثال بیان کی ہے۔

> تبوع باشد در پنج چیز تعریف و تنکیر و رفع و نصب و جر چوں جَاءَنِی رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوْہُ بدانکہ نکرہ را[١] جملہ خبریہ صفت تواں کرد چوں جَاءَنِی رَجُلٌ اَبُوْہُ عَالِمٌ و در جملہ ضمیرے عائد بنکرہ لازم باشد دوم[٢] تاکید و او تابعیست کہ حال متبوع را مقرر گرداند در نسبت یا شمول تا سامع را شک نماند و تاکید[٣] بر دو قسم ست لفظی و معنوی تاکید لفظی بتکرار لفظ است چوں زَیْدٌ زَیْدٌ قَائِمٌ و ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ و اِنَّ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ و تاکید معنوی بهشت لفظ ست

لہ نَفْسٌ عَیْنٌ دونوں واحد، تثنیہ اور جمع کی تاکید کے لئے آتے ہیں واحد کی مثال جَاءَنِی زَیْدٌ نَفْسُہٗ اس میں لفظ نفس مفرد ہے اور ضمیر واحد کی طرف مضاف ہے یہ ضمیر، متبوع یعنی زید کی طرف راجع ہے (ترجمہ) میرے پاس زید خود آیا جَاءَتْنِی هِنْدٌ نَفْسُهَا اس میں ضمیر واحد مؤنث هِنْدٌ کی طرف راجع ہے، تثنیہ کی مثال جَاءَنِی الزَّیْدَانِ اَنْفُسُهُمَا (میرے پاس دو زید خود آئے) اس میں ضمیر تثنیہ ہے متبوع کے مطابق لیکن لفظ نفس جمع کا صیغہ ہے اگر نَفْسَاهُمَا کہا جاتا تو چونکہ مضاف اور مضاف الیہ دونوں سے مراد وہی دو زید ہیں پھر اضافت کی وجہ سے آپس میں متصل بھی ہیں ایسی صورت میں دو تثنیہ کا اجتماع قبیح جانا گیا اور نفس کی جمع کا صیغہ اَنْفُسٌ استعمال کیا گیا کیونکہ بعض اوقات ایک سے زائد کے لئے بھی جمع کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے اسی طرح جَاءَتْنِی الْهِنْدَانِ اَنْفُسُهُمَا کہا جائے گا۔ جمع کی مثال جَاءَنِی الزَّیْدُوْنَ اَنْفُسُهُمْ اور جَاءَتْنِی الْهِنْدَاتُ اَنْفُسُهُنَّ، متبوع بھی جمع ہے اَنْفُسٌ بھی جمع اور اس کی اضافت بھی جمع کی ضمیر کی طرف ہے جو متبوع کے مطابق ہے، اسی طرح عَیْنٌ کا لفظ بھی استعمال کیا جائے گا۔ جَاءَنِی زَیْدٌ عَیْنُہٗ وَ الزَّیْدَانِ اَعْیُنُهُمَا وَ الزَّیْدُوْنَ اَعْیُنُهُمْ وَ جَاءَتْنِی هِنْدٌ عَیْنُهَا وَ الْهِنْدَانِ اَعْیُنُهُمَا وَ الْهِنْدَاتُ اَعْیُنُهُنَّ۔ ٢ؔہ کِلَا صرف تثنیہ مذکر اور کِلْتَا تثنیہ مؤنث کی تاکید کے لئے آتا ہے۔ یہ دونوں تثنیہ کی ضمیر کی طرف مضاف ہوں گے جو متبوع کی طرف راجع ہوگی جیسے جَاءَنِی الزَّیْدَانِ کِلَاهُمَا میرے پاس دونوں زید آئے جَاءَتْنِی الْهِنْدَانِ کِلْتَاهُمَا میرے پاس دونوں ہند آئیں ٣ؔہ لفظ کل، واحد اور جمع کی تاکید کے لئے آتا ہے تثنیہ کے لئے نہیں آتا یہ متبوع کے مطابق ضمیر کی طرف مضاف ہوگا جیسے قَرَأْتُ الْکِتَابَ کُلَّہٗ میں نے تمام کتاب پڑھی۔ اِشْتَرَیْتُ الدَّارَ کُلَّهَا میں نے تمام حویلی خریدی عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّهَا آدم (علیہ السلام) کو تمام اسماء سکھائے، اسماء اگرچہ جمع ہے لیکن بتاویل جماعت واحد مؤنث کی ضمیر اس کی طرف لوٹائی گئی ہے سَجَدَ الْمَلٰئِکَۃُ کُلُّهُمْ سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ ٤ؔہ اجمع کے مختلف صیغے تاکید کے لئے آتے ہیں۔ عموماً اس کا استعمال لفظ کُل کے بعد ہوتا ہے اور کل کی طرح غیر تثنیہ کے لئے آتا ہے جیسے جَاءَ الرَّکْبُ کُلُّہٗ اَجْمَعُ سواروں کا تمام گروہ، سارے کا سارا آگیا جَاءَتِ الْقَبِیْلَۃُ کُلُّهَا جَمْعَاءُ، سَجَدَ الْمَلٰئِکَۃُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ تمام، سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا جَاءَتِ الْهِنْدَاتُ کُلُّهُنَّ جُمَعُ بعض اوقات لفظ کل کے بغیر بھی استعمال ہوتا ہے جیسے جَاءَ الْجَیْشُ اَجْمَعُ تمام لشکر آگیا (ف) کل اور اجمع سے ایسی چیز کی تاکید کی جائے گی جس کے اجزاء حسی طور پر جدا ہو سکیں یا حکمی طور پر جیسے جَاءَ الْقَوْمُ کُلُّهُمْ ممکن ہے کہ قوم کے بعض افراد آئیں اور بعض نہ آئیں اِشْتَرَیْتُ الْعَبْدَ کُلَّہٗ ہو سکتا ہے کہ غلام کا صرف ایک حصہ خریدا جائے دوسرا نہ خریدا جائے۔ جَاءَ زَیْدٌ کُلُّہٗ نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ زید کا ایک حصہ آئے اور دوسرا نہ آئے اس لئے تاکید لغو ہوگی۔

> نَفْسٌ[١] و عَیْنٌ و کِلَا و کِلْتَا و کُلٌّ[٢] و اَجْمَعُ و اَکْتَعُ و اَبْتَعُ و اَبْصَعُ چوں جَاءَنِی زَیْدٌ نَفْسُہٗ و جَاءَنِی الزَّیْدَانِ اَنْفُسُهُمَا و جَاءَنِی الزَّیْدُوْنَ اَنْفُسُهُمْ و عَیْنٌ را بریں قیاس کن و جَاءَنِی الزَّیْدَانِ کِلَاهُمَا و الْهِنْدَانِ کِلْتَاهُمَا خاص بمثنی و جَاءَنِی[٣] الْقَوْمُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ[٤] و اَکْتَعُوْنَ و اَبْتَعُوْنَ و اَبْصَعُوْنَ

لہ اَکْتَعُ، اَبْتَعُ اور اَبْصَعُ، اَجْمَعُ کے تابع ہیں نہ تو اس کے بغیر استعمال ہوتے ہیں اور نہ اس سے پہلے، کیونکہ تابع کا ذکر متبوع سے پہلے یا اس کے بغیر ضعیف ہے (ترکیب) (۱) زَیْدٌ مبتدا زَیْدٌ تاکید قَائِمٌ صیغہ صفت ھُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل صیغہ صفت اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (ترجمہ) زید، زید کھڑا ہے (۲) ضَرَبَ فعل دوسرا ضَرَبَ اس کی تاکید زَیْدٌ فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ (ترجمہ) زید نے مارا، مارا (۳) اِنَّ حرف مشبہ بفعل اِنَّ تاکید زَیْدًا اسم قَائِمٌ صیغہ صفت اپنے فاعل ضمیر مستتر کے ساتھ مل کر خبر، اسم اِنَّ با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ بے شک، بے شک زید کھڑا ہے (۴) جَاءَ فعل نون وقایہ یا ضمیر متکلم مفعول بہ زَیْدٌ مؤکد نَفْسُہٗ اسم مفرد تاکید، مضاف ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مؤکد با تاکید خود فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (ترجمہ) میرے پاس خود زید آیا (۵) جَاءَ فعل نون وقایہ یا ضمیر متکلم مفعول بہ اَلزَّیْدَانِ اسم مثنیٰ معرب بحرفین، رفعش بالف و نصبش جرش بیا ماقبل مفتوح، مرفوع بالف، مؤکد کِلَا اسم ملحق بتثنیہ مرفوع بالف تاکید مضاف ھُمَا میں ھا ضمیر، زیدان کی طرف راجع مضاف الیہ میم حرف عماد الف علامت تثنیہ، مؤکد اپنی تاکید سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (ترجمہ) میرے پاس دونوں زید آئے (۶) جَاءَ فعل نون وقایہ یا ضمیر متکلم مفعول بہ اَلْقَوْمُ مؤکد کُلُّھُمْ مضاف مضاف الیہ تاکید اول اَجْمَعُوْنَ جمع مذکر سالم مرفوع بواؤ معطوف علیہ واؤ حرف عطف اَکْتَعُوْنَ پہلا معطوف واؤ حرف عطف اَبْتَعُوْنَ دوسرا معطوف واؤ حرف عطف اَبْصَعُوْنَ تیسرا معطوف، معطوف علیہ اپنے تینوں معطوفوں سے مل کر دوسری تاکید، مؤکد اپنی دونوں تاکیدوں سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (ترجمہ) میرے پاس کل، سب کی سب، ساری کی ساری، تمام کی تمام قوم آئی لہ تابع کی تیسری قسم بدل ہے جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ اَخُوْکَ میرے پاس زید تیرا بھائی آیا۔ جَاءَ کی نسبت دراصل اَخُوْکَ کی طرف کرنا مقصود ہے زَیْدٌ متبوع کو بطور تمہید ذکر کیا گیا ہے (تعریف) بدل وہ تابع ہے کہ جس چیز کی نسبت متبوع کی طرف کی گئی ہے اس نسبت سے دراصل وہ مقصود ہوتا ہے سہ بدل کی چار قسمیں ہیں مثالیں ملاحظہ ہوں (۱) جَاءَنِیْ زَیْدٌ اَخُوْکَ، اَخُوْکَ اور زیدٌ کا مدلول ایک ہی ہے اسے بدل کل کہتے ہیں یعنی وہ تابع جس کا مدلول وہی ہو جو متبوع کا مدلول ہے (۲) ضُرِبَ زَیْدٌ رَاْسُہٗ زید، اس کے سر کو مارا گیا رَاْسُہٗ بدل بعض ہے کہ اس کا مدلول (سر) زید کی جزء ہے۔ (۳) سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُہٗ زید چھینا گیا اس کا کپڑا، ثَوْبُہٗ بدل اشتمال ہے اس کا متبوع کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے جب فعل کی نسبت زید کی طرف کی گئی تو انتظار رہے گا کہ وہ کونسی چیز ہے جو چھینی گئی اس مثال میں تابع متبوع پر مشتمل ہے کیونکہ کپڑے نے زید کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ کبھی متبوع تابع پر مشتمل ہوتا ہے جیسے یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّھْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْہِ وہ تم سے شہر حرام کے بارے میں سوال کرتے ہیں اس میں جنگ کے بارے میں، قِتَالٍ فِیْہِ بدل اشتمال ہے جس پر شہر حرام مشتمل ہے کیونکہ وہ ظرف ہے (۴) مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ میں حِمَارٍ بدل غلط ہے، اصل میں کہنا یہ تھا کہ مَرَرْتُ بِحِمَارٍ میں گدھے کے پاس سے گزرا کہہ دیا مَرَرْتُ بِرَجُلٍ پھر حِمَارٍ کہہ کر اس غلطی کا ازالہ کر دیا میں ایک مرد (بلکہ) گدھے کے پاس سے گزرا (تعریف) (۱) بدل کل وہ تابع ہے جس کا مدلول وہی ہو جو متبوع کا مدلول ہے (۲) بدل بعض وہ تابع ہے جس کا مدلول، متبوع کے مدلول کی جزء ہو (۳) بدل اشتمال وہ تابع ہے جس کا مدلول متبوع کا ایسا متعلق ہو کہ متبوع کے ذکر کے باوجود اس کا انتظار رہے خواہ تابع، متبوع پر مشتمل ہو یا متبوع تابع پر (۴) بدل غلط وہ تابع ہے جس کا متبوع غلطی سے ذکر کر دیا گیا ہو اسے غلطی کا ازالہ کرنے کے لئے لایا جائے (ف) بدل کے متبوع کو مبدل منہ کہتے ہیں۔

بدانکہ اَکْتَعُ لہ و اَبْتَعُ و اَبْصَعُ اتباع اند بہ اَجْمَعُ پس بدون اَجْمَعُ نیایند و مقدم بر اَجْمَعُ نباشند سوم لہ بدل و اُو تابعیست کہ مقصود بہ نسبت او باشد و بدل بر چہار قسم سہ است بدل الکل و بدل الاشتمال و بدل الغلط و بدل البعض بدل الکل

(ترکیب) (۱) جَاءَنِیْ فعل و مفعول بہ زَیْدٌ مبدل منہ اَخُوْ اسم از اسماء ستہ مکبرہ مرفوع بواؤ، بدل کل، مضاف کَ ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (۲) ضُرِبَ فعل ماضی مجہول زَیْدٌ مبدل منہ رَاْسُ بدل بعض، مضاف ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مبدل منہ اپنے بدل بعض سے مل کر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ (۳) سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُہٗ کی ترکیب بھی اسی طرح کی جائے ثَوْبُہٗ بدل اشتمال ہے (۴) مَرَرْتُ صیغہ؟ مضاعف ثلاثی از باب نصر، فعل تاء ضمیر متکلم مرفوع متصل بارز فاعل با حرف جار رَجُلٍ مبدل منہ حِمَارٍ بدل غلط، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر مجرور، مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق مَرَرْتُ، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا لہ چوتھا تابع عطف بحرف ہے عطف اصل میں مصدر ہے جس کا معنی ہے مائل کرنا لیکن اس جگہ اسم مفعول (معطوف) کے معنی میں ہے کیونکہ مصنف نے اس کی تعریف کی ہے واو تابعیست الخ یہ معنی مصدری کی تعریف نہیں بلکہ معطوف کی تعریف ہے اس کا دوسرا نام عطف نسق ہے اس جگہ بھی عطف بمعنی معطوف ہے اور نسق بمعنی منسوق یعنی مرتب، چونکہ بعض اوقات حرف عطف سے ترتیب معلوم ہوتی ہے جب کہ فاء، ثم اور حتّٰی سے عطف ہو اس لئے اسے عطف نسق کہتے ہیں، امام نحو مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اسے عطف نسق اس لئے کہتے ہیں کہ معطوف اپنے مرتبہ پر واقع ہوتا ہے یعنی متبوع کے بعد سوال باقی توابع بھی متبوع کے بعد ہوتے ہیں انہیں نسق کیوں نہیں کہا جاتا جواب یہ وجہ تسمیہ ہے اس میں جامع اور مانع ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ یہ تعریف نہیں ہے لہ معطوف بحرف کی مثال دیکھئے جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَّعَمْرٌو، جَاءَ کی نسبت زید کی طرف کی گئی ہے حرف عطف واؤ کے واسطے سے عمر کی طرف نسبت بھی مقصود ہے (ترجمہ) زید میرے پاس آیا اور عمر (تعریف) معطوف بحرف وہ تابع ہے جو حرف عطف کے بعد واقع ہو اور جس چیز کی نسبت اس کے متبوع کی طرف کی گئی ہے اس سے تابع اور متبوع دونوں مقصود ہوتے ہیں متبوع کو معطوف علیہ کہتے ہیں۔ (ف) تابع اور متبوع کی طرف نسبت ضروری نہیں کہ ایک جیسی ہو جَاءَنِیْ زَیْدٌ لَا عَمْرٌو میرے پاس زید آیا نہ عمر، نسبت سے دونوں مقصود ہیں زید کی طرف آنے کی نسبت ہے اور عمر کی طرف نہ آنے کی سہ حروف عطف دس ہیں، مولانا عبد الرسول قدس سرہٗ، شرح مائۃ عامل کے آخر تذییل میں فرماتے ہیں سے دہ حروف عطف مشہور اند یعنی واؤ فاء ثُمَّ حَتّٰی اَوْ وَاِمَّا اَمْ وَبَلْ لٰکِنْ وَلَا لہ پانچواں تابع عطف بیان ہے مثال دیکھئے اَقْسَمَ بِاللہِ اَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ، اس میں عمر، عطف بیان ہے اس کی دلالت ابو حفص کی ذات پر ہے کیونکہ ابو حفص حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے لیکن زیادہ مشہور نہیں جتنا نام مشہور ہے اس لئے عُمَرُ نے اپنے متبوع کو واضح کر دیا عطف بیان اور صفت میں فرق یہ ہے کہ صفت اپنے متبوع میں پائے جانے والے معنیٰ (وصف) پر دلالت کرتی ہے اور عطف بیان، ذات متبوع پر دلالت کرتا ہے۔ بدل سے یہ فرق ہے کہ بدل میں تابع مقصود ہوتا ہے اور عطف بیان میں متبوع (تعریف) عطف بیان، صفت کے علاوہ وہ تابع ہے جو متبوع کو واضح کرے (صفت کی دلالت متبوع میں پائے جانے والے معنی پر ہے اور عطف بیان کی دلالت [illegible])

آنست کہ مدلولش مدلول مبدل منہ باشد چوں جَاءَنِیْ زَیْدٌ اَخُوْکَ و بدل البعض آنست کہ مدلولش جزو مبدل منہ باشد چوں ضُرِبَ زَیْدٌ رَاْسُہٗ و بدل الاشتمال آنست کہ مدلولش متعلق بمبدل منہ باشد چوں سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُہٗ و بدل الغلط آنست کہ بعد از غلط بلفظے دیگر یاد کنند چوں مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ چہارم عطف بحرف لہ و اُو تابعیست کہ مقصود باشد بہ نسبت با متبوعش بعد از حرف عطف لہ چوں جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَّعَمْرٌو و حروف عطف دہ است سہ در فصل سوم یاد کنیم ان شاء اللہ تعالیٰ و اورا عطف نسق نیز گویند پنجم عطف لہ

لہ عَلَم وہ اسم ہے جو شئے معین کے لئے وضع کیا گیا ہو اور اس وضع کے لحاظ سے دوسری شئے کے لئے استعمال نہ کیا جا سکے اس کی تین قسمیں ہیں (۱) اس کی ابتدا میں اب. ابن، اُم یا بنت ہو جیسے ابوبکرؓ ابوحفصؓ (حفص شیر کے بچے کو کہتے ہیں) ابنُ عباسؓ، اُمِّ سَلَمَہؓ، بنتُ صِدّیقؓ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اسے کنیت کہتے ہیں (۲) اس سے مدح یا ذم مقصود ہو جیسے شیخ الاسلام، محدث اعظم پاکستان، مفتیٔ اعظم پاکستان (خواجہ قمرالدین سیالوی، مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد، علامہ ابوالبرکات سید احمد کا لقب) یا جیسے اعمش (چندھی آنکھوں والا) جاحظ (ابھری آنکھوں والا، اسے لقب کہتے ہیں (۳) یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو اسے اسم کہتے ہیں جیسے احمد رضا خاں بریلوی، محمد نعیم الدین مراد آبادی. امجد علی اعظمی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) عَلَم جب کنیت اور لقب کے مقابل واقع ہو جیسے اس جگہ نحو میر میں ہے تو اس کا تیسرا معنی مراد ہوتا ہے۔ کنیت اور عَلَم میں سے جو مشہور ہو اسے عطف بیان بنایا جائیگا عَلَم کی مثال گزر چکی ہے کنیت کی مثال جَاءَنِیْ زَیْدٌ اَبُوْ عَمْرٍو، حضرت زید ابن ارقم مشہور صحابی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ کنیت کے ساتھ زیادہ مشہور تھے۔ (ترکیب) اَقْسَمَ (صیغہ ؟ از باب افعال) فعل ماضی با حرف جار اسم جلالت مجرور، مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق اَقْسَمَ اَبُوْحَفْصٍ کنیت پہلی جز مرفوع بواؤ دوسری جز مجرور بالکسرہ لفظا معطوف علیہ (مُبَیَّن) عُمَرُ، اسم غیر منصرف مرفوع بضمہ لفظا بسبب اتباع، عطف بیان، معطوف علیہ اپنے عطف بیان سے مل کر فاعل فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (ترجمہ) ابوحفص، عمر نے قسم کھائی ٹلہ خاتمہ کی دوسری فصل ہیں منصرف اور غیر منصرف کی تعریف اور منع صرف کے اسباب کی کسی قدر تفصیل بیان کی جائے گی۔ زیادہ تفصیل کے لئے بڑی کتابوں کی طرف رجوع کیا جائے سلہ (تمہید) منع صرف کے اسباب نو ہیں جیسے ایک شاعر نے چند شعروں میں جمع کر دیا ہے سہ

مَوَانِعُ الصَّرْفِ تِسْعٌ كُلَّمَا اجْتَمَعَتْ + ثِنْتَانِ مِنْهَا فَمَا لِلصَّرْفِ تَصْوِيْبُ
عَدْلٌ وَّ وَصْفٌ وَّ تَانِيْثٌ وَّ مَعْرِفَةٌ + وَّعُجْمَةٌ ثُمَّ جَمْعٌ ثُمَّ تَرْكِيْبُ
وَالنُّوْنُ زَائِدَةٌ مِّنْ قَبْلِهَا اَلِفٌ + وَوَزْنُ فِعْلٍ وَّ هٰذَا الْقَوْلُ تَقْرِيْبُ

تانیث بالالف ایک سبب دو کے قائم مقام ہے اسی طرح جمع منتہی الجموع بھی دو کے قائم مقام ہے۔ (تعریف) (۱) منصرف وہ اسم ہے جس میں منع صرف کے دو سبب یا دو کے قائم مقام ایک سبب نہ پایا جائے (۲) غیر منصرف وہ اسم ہے جس میں منع صرف کے دو سبب یا دو کے قائم مقام ایک سبب پایا جائے (حکم) منصرف پر کسرہ اور تنوین آسکتی ہے، غیر منصرف پر کسرہ اور تنوین نہیں آئے گی۔ ہاں اگر غیر منصرف مضاف یا معرف باللام ہو تو اس پر کسرہ آجائے گا جیسے مَرَرْتُ بِالْاَحْمَدِ وَ اَحْمَدِكُمْ تنوین نہیں آئے گی کلہ عدل کا معنی ہے اسم کے مادہ کا صرف کے قاعدہ کے بغیر اصلی صورت سے نکالا جانا جیسے عَامِرٌ سے عُمَرُ بنا اس میں عدل ہے اور علم۔ ثَلَاثَۃٌ، ثَلَاثَۃٌ سے ثُلٰثُ اور مَثْلَثُ بنا اس میں عدل اور وصف پایا گیا ہے۔

بیان واُو تابعیست غیر صفت کہ متبوع را روشن گرداند چوں اَقْسَمَ بِاللّٰہِ اَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ وقتیکہ[1] بعلم مشہور تر باشد وجَاءَنِیْ زَیْدٌ اَبُوْ عَمْرٍو وقتیکہ کنیت مشہور تر باشد

فصل دوم[2] در بیان منصرف وغیر منصرف

منصرف[3] آن ست کہ ہیچ سبب از اسباب منع صرف درو نباشد وغیر منصرف آنست کہ دو سبب از اسباب منع صرف درو باشد واسباب منع صرف نہ است عدل و وصف وتانیث ومعرفہ وعجمہ وجمع وترکیب و وزن فعل والف ونون مزیدتان چنانچہ در عُمَرُ[4] عدلست وعلم

لہ وصف کا معنی ہے اسم کا ایسی ذات پر دلالت کرنا جو کسی صفت سے متصف ہو جیسے اَحْمَرُ سرخ عورت اس میں وصف اور وزن فعل ہے، وصف کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ وضع کے لحاظ سے ہو اگر استعمال میں وصف بن جائے جیسے مَرَرْتُ بِنِسْوَۃٍ اَرْبَعٍ میں چار عورتوں کے پاس سے گزرا، اَرْبَعٌ، اصل میں عدد کا ایک مرتبہ ہے لیکن مثال مذکور میں اس ذات پر دلالت کر رہا ہے جو چار ہونے سے موصوف ہے چونکہ یہ وضع کے لحاظ سے وصف نہیں بلکہ عدد ہے اس لئے منع صرف کا سبب نہیں ہوگا۔ ثَلَاثَۃٌ، ثَلَاثَۃٌ میں بھی وصف اصلی (وضعی) نہیں ہے لیکن ثُلَاثُ اور مَثْلَثُ کی وضع میں معتبر ہے اس لئے منع صرف کا سبب بنے گا۔ دوسرا سبب عدل ہے۔ اَحْمَرُ کسی شخص کا نام رکھ دیا جائے تو یہ اگرچہ وصف نہیں رہا لیکن وضع کے لحاظ سے تو وصف ہے اس لئے منع صرف کا سبب بنے گا ٹلہ تانیث اسم کا مؤنث کی علامت پر مشتمل ہونا۔ مؤنث کی چار علامتیں ہیں (۱) تاء لفظوں میں ہو وقف کی حالت میں ھا پڑھی جائے جیسے طَلْحَۃُ اس میں تانیث ہے اور علم (۲) تاء مقدرہ ہو جیسے اَرْضٌ کہ اصل میں اَرْضَۃٌ تھا اس میں ایک سبب ہے، زَیْنَبُ مادہ کا علم ہے اس کا چوتھا حرف تاء کے قائم مقام تاء ہے اس میں تانیث معنوی ہے اور علم (۳) آخر میں الف مقصورہ ہو وہ الف جس کے بعد ہمزہ نہ ہو جیسے حُبْلٰی (حاملہ عورت) (۴) آخر میں الف ممدودہ ہو وہ الف جس کے بعد ہمزہ ہو جیسے حَمْرَاءُ سرخ عورت۔ تیسری اور چوتھی مثال میں تانیث بالالف ہے یہ ایک سبب دو کے قائم مقام ہے۔ (ف) حضرت طلحہ عشرہ مبشرہ میں سے مشہور صحابی ہیں ۳۶ھ میں جنگ جمل میں شہید ہوئے، مزار بصرہ میں ہے حضرت زینب وہ اُمُّ المؤمنین جن کا نکاح نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خود اللہ تعالیٰ نے آسمان پر پڑھایا ۲۰ھ میں وصال ہوا سلہ یعنی وہ مؤنث جس میں الف مقصورہ یا ممدودہ ہو سلہ عجمہ کا مطلب ہے اسم کا عربی کے علاوہ کسی زبان میں کسی معنی کے لئے موضوع ہونا اس کے سبب منع صرف ہونے کے لئے شرط ہے کہ وہ جیسے ہی عربی میں استعمال ہو علم ہو خواہ پہلے علم ہو یا نہ جیسے ابراہیم، جد الانبیاء سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام کا نام ہے اس میں عجمہ اور علم ہے ھہ جمع اسم کا دو سے زائد پر دال ہونا اس کے لئے منتہی الجموع کا صیغہ شرط ہے اس صیغہ میں پہلے دو حرف مفتوح تیسری جگہ الف علامت جمع اقصیٰ اور اس کے بعد یا تو ایک حرف مشدد ہو گا جیسے دَوَابُّ یا دو حرف اور پہلا مکسور جیسے مَسَاجِدُ یا تین حرف ہوں گے پہلا مکسور اور دوسرا حرف یا ہو گی جیسے مَصَابِیْحُ۔ جمع ایسا سبب ہے جو دو کے قائم مقام ہے۔ ٹلہ ترکیب کہتے ہیں دو یا دو سے زیادہ کلمات کا اس طرح ایک ہو جانا کہ کوئی جز حرف نہ ہو اور نہ ہی حرف کو متضمن جیسے مَعْدِیْ کَرِبُ دو اسموں کو ایک اسم بنا دیا گیا۔ یہ ایک جلیل القدر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ہے جو ہمدانی تھے، مَعْدِیْ مصدر میمی ہے بمعنی تجاوز یا اسم ظرف ہے ان دونوں صورتوں میں دال کا کسرہ خلاف قیاس ہے قیاس کے مطابق دال مفتوح ہونا چاہیے ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ مَعْدِیٌّ اسم مفعول کا مخفف ہو اب دال کا کسرہ موافق قیاس ہو گا۔ کَرِبُ کا معنی غم ہے (البشیر شرح نحو میر) بَعْلَبَکُّ میں بھی ترکیب ہے بَعْل بت کا نام اور بَکّ بادشاہ کا نام دونوں کو ملا کر شہر کا نام رکھ دیا گیا۔ اس میں ترکیب اور علم ہے۔ ےہ وزن فعل اسم کا ایسے وزن پر ہونا جو فعل کے اوزان میں شمار کیا جاتا ہو اَحْمَدُ بروزن اَفْعَلُ ہے اس کی ابتدا میں حروف اتین میں سے ہمزہ ہے اس میں وزن فعل اور علم ہے ۸ہ الف نون زائدتان سے مراد ہے اسم کے آخر میں الف اور نون کا زائد ہونا سَکْرَانُ میں الف نون زائدتان اور وصف اور عثمان میں دوسرا سبب علم ہے۔ یہ خلیفہ سوم حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ہے۔

ودر ثُلٰثُ[1] ومَثْلَثُ صفت است وعدل ودر طَلْحَۃُ[2] تانیث ست وعلم ودر زَیْنَبُ تانیث معنوی است وعلم ودر حُبْلٰی تانیث ست بالف مقصورہ ودر حَمْرَاءُ تانیث ست بالف ممدودہ واین[3] مؤنث بجائے دو سبب است ودر اِبْرَاھِیْمُ[4] عجمہ است وعلم ودر مَسَاجِدُ[5] ومَصَابِیْحُ جمع منتہی الجموع بجائی دو سبب ست ودر بَعْلَبَکُّ[6] ترکیب ست وعلم ودر اَحْمَدُ[7] وزن فعل ست وعلم ودر سَکْرَانُ[8]

لہ خاتمہ کی تیسری فصل میں حروف غیر عاملہ کا بیان ہے جو لفظوں میں عمل نہیں کرتے۔ یہ سولہ قسم ہیں پہلی قسم حروف تنبیہ ہیں۔ تنبیہ کا معنی ہے بیدار کرنا متکلم ان کو اس لئے ذکر کرتا ہے کہ مخاطب اس چیز سے غافل نہ رہے جو بیان کی جاتی ہے خواہ وہ چیز مفرد ہو یا جملہ پھر جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ، خبریہ ہو یا انشائیہ۔ مفرد کی مثال ہَا زَیْدٌ هٰذَا یہ زید، جملہ اسمیہ خبریہ کی مثال اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ خبردار! بے شک اللہ کے اولیاء پر نہ تو خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ جملہ فعلیہ انشائیہ کی مثال اَلَا قُمْ عِنْدَ ذِکْرِ الْوِلَادَۃِ تَعْظِیْمًا خبردار! ولادت باسعادت کے ذکر کے وقت ازراہ تعظیم کھڑا ہو۔ حروف تنبیہ تین ہیں ان میں سے اَلَا اور اَمَا صرف جملہ کے شروع میں آتے ہیں ھَا جملہ اور مفرد دونوں کی ابتدا میں آتی ہے۔ البتہ ہر مفرد نہیں بلکہ اسم اشارہ کی ابتدا میں جیسے ھٰذَا (ھَا ذَا) منادی معرف باللام کی ابتدا میں جو آئے گی تو اس میں تنبیہ والا معنی نہیں ہوگا ۱۲ البشیر

الف ونون زائدتان ست وصف ودر عُثْمَانُ الف ونون زائدتان ست وعلم وتحقیق غیر منصرف از کتب دیگر معلوم شود

فصل[1] سوم در حروف غیر عاملہ وآں شانزدہ قسم ست اول حروف تنبیہ وآں سہ است اَلَا واَمَا وھَا دوم[2] حروف ایجاب وآں شش ست نَعَمْ وبَلٰی واَجَلْ واِیْ وجَیْرِ واِنَّ

لہ حروف غیر عاملہ کی دوسری قسم حروف ایجاب ہیں، ایجاب کا معنی ہے جواب دینا، یہ حروف کسی نہ کسی بات کا جواب واقع ہوتے ہیں اس لئے حروف ایجاب کہلاتے ہیں۔ یہ چھ حرف ہیں (۱) نَعَمْ یہ کلام سابق کی تائید کے لئے آتا ہے خواہ وہ کلام مثبت ہو یا منفی، خبر ہو یا انشاء کسی نے خبر دی ذَھَبَ زَیْدٌ اِلَی الْمَسْجِدِ زید مسجد گیا اس کے جواب میں کہا گیا نَعَمْ ہاں گیا اور اگر لَمْ یَذْھَبْ کے جواب میں نَعَمْ کہا تو معنی ہوگا ہاں نہیں گیا، جملہ انشائیہ اَجَاءَ زَیْدٌ کیا زید آیا ہے؟ کے جواب میں نعم کا معنی ہوگا ہاں زید آیا ہے اَلَمْ یَقُمْ زَیْدٌ کیا زید کھڑا نہیں ہوا؟ کے جواب میں نَعَمْ کا معنی ہوگا ہاں زید کھڑا نہیں ہوا (۲) بَلٰی جملہ منفیہ کے بعد اس کی نفی کو ختم کرنے کے لئے آتا ہے خبریہ کی مثال مَا صُمْتَ اَمْسِ تو نے کل روزہ نہیں رکھا تھا جواب میں کہا بَلٰی کیوں نہیں، یعنی رکھا تھا۔ انشائیہ کی مثال اَمَا حَجَجْتَ کیا تو نے حج نہیں کیا؟ کہا بَلٰی کیوں نہیں، یعنی حج کیا تھا۔ (۳-۴-۵) اَجَلْ، جَیْرِ اور اِنَّ اکثر خبر کی تصدیق کے لئے آتے ہیں کسی نے خبر دی قَدْ فَازَ اَخُوْكَ فِی الْاِمْتِحَانِ بے شک تیرا بھائی امتحان میں پاس ہو گیا اس کے جواب میں کہا اَجَلْ یا جَیْرِ یا اِنَّ اس کا معنی ہے ہاں پاس ہو گیا۔ بعض اوقات اِنَّ استفہام اور دعا کے بعد بھی آجاتا ہے۔ ایک اعرابی نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ مانگا آپ نے نہیں دیا تو اس نے دعا کی لَعَنَ اللّٰہُ نَاقَۃً حَمَلَتْنِیْ اِلَیْكَ اللہ تعالیٰ اس اونٹنی پر لعنت کرے جو مجھے تمہارے پاس لائی ہے آپ نے فرمایا: اِنَّ وَرَاکِبَھَا ہاں اس پر اور اس کے سوار پر (۶) اِیْ استفہام کے بعد اس چیز کو ثابت کرنے کے لئے آتا ہے جس کے بارے میں پوچھا گیا ہو۔ اس کا استعمال قسم ہی کے ساتھ ہوتا ہے جیسے پوچھا جائے ھَلْ قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ کیا نماز ہو گئی؟ جواب میں کہا جائے گا اِیْ وَاللّٰہِ یا اِیْ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ یا اِیْ وَلَعَمْرِیْ. ہاں اللہ کی قسم! (ف) روز ازل اللہ تعالیٰ نے روحوں سے پوچھا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا بَلٰی کیوں نہیں، تو ہمارا رب ہے۔ بَلٰی نے ماقبل کی نفی کو توڑا تو جواب اثبات میں ہوا کیونکہ نفی کی نفی اثبات کا فائدہ دیتی ہے اگر کوئی شخص جواب میں نَعَمْ کہتا تو معنی یہ ہوتا کہ ہاں تو ہمارا رب نہیں ہے اور یہ کفر ہوتا۔ نَعَمْ کا معنی ہاں اور بَلٰی کا معنی کیوں نہیں یا صرف نہیں ہے۔ ۱۲ البشیر وبدایۃ النحو۔

لہ حروف غیر عاملہ کی تیسری قسم حروف تفسیر ہیں اور وہ دو ہیں (۱) اَیْ (۲) اَنْ۔ فرق یہ کہ اَیْ مفرد اور جملہ دونوں کی تفسیر کرتا ہے جیسے قُطِعَ رِزْقُہٗ اَیْ مَاتَ زید کا رزق ختم کر دیا گیا یعنی وہ مرگیا اَیْ نے جملہ سابقہ کی تفسیر مَاتَ سے کر دی مفرد کی تفسیر جیسے جَاءَنِیْ اَبُوْ عَمْرٍو اَیْ زَیْدٌ اَیْ نے اَبُوْ عَمْرٍو کی تفسیر زَیْدٌ سے کر دی۔ اَنْ مفرد کی تفسیر کرتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ مفرد قول کے ہم معنی فعل کا مفعول بہ ہو، لفظ قول کا مفعول بہ نہ ہو جیسے نَادَیْنٰہُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰھِیْمُ ۝ اصل عبارت یوں ہوگی نَادَیْنٰہُ بِلَفْظٍ اَنْ یّٰۤاِبْرٰھِیْمُ بِلَفْظٍ میں لفظ مفعول بہ مقدر غیر صریح ہے اَنْ نے یا ابراہیم کو اس کی تفسیر بنا دیا نَادَیْنٰہُ، قول کا ہم معنی فعل ہے (ترجمہ) ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم اس کی جگہ خود لفظ قول لا کر قُلْنَا لَہٗ اَنْ یّٰۤاِبْرٰھِیْمُ نہیں کہہ سکتے کبھی اَنْ مفعول بہ مذکور کی تفسیر کے لئے آتا ہے جیسے اِذْ اَوْحَیْنَآ اِلٰۤی اُمِّكَ مَا یُوْحٰۤی ۝ اَنِ اقْذِفِیْهِ اَنْ کا مابعد مَا یُوْحٰی کی تفسیر ہے اور وہ فعل سابق کا مفعول بہ ہے ۱۲ البشیر (ترکیب) نَادَیْنَا صیغہ واحد متکلم معظم فعل ماضی مثبت معروف، مبنی بر فتح

سوم[1] حروف تفسیر وآں دو است اَیْ واَنْ کَقَوْلِہٖ تعالیٰ نَادَیْنٰہُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰھِیْمُ چہارم[2] حروف مصدریہ وآں سہ است مَا واَنْ واَنَّ مَا واَنْ در فعل روند تا فعل بمعنی مصدر باشد۔

لیکن اس جگہ ضمیر متصل کے سبب مبنی بر سکون نَا ضمیر برائے واحد متکلم معظم مرفوع محلاً فاعل ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب منصوب منفصل منصوب محلاً مفعول بہ راجع بسوئے اسم رسالت (سیدنا ابراہیم علیہ السلام) بِلَفْظٍ با حرف جار لفظ معطوف علیہ یا مبدل منہ اَنْ حرف تفسیر یَآ اِبْرٰھِیْمُ بتاویل ھذا اللفظ عطف بیان یا بدل الکل، معطوف علیہ اپنے عطف بیان سے یا کہا جائے مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر مجرور جار، مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق نَادَیْنَا، فعل اپنے فاعل، مفعول اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا ۱۲ البشیر[2] حروف عاملہ کی چوتھی قسم حروف مصدریہ ہیں اور وہ تین ہیں (۱) مَا (۲) اَنْ (۳) اَنَّ انہیں مصدریہ اس لئے کہتے ہیں کہ مصدریہ کا معنی ہے مصدر والے چونکہ یہ حروف مابعد کے ساتھ مل کر مصدر کے معنی میں ہو جاتے ہیں اس لئے مصدریہ کہلاتے ہیں مَا اور اَنْ فعل پر داخل ہوتے ہیں اور دونوں کا مجموع مصدر کے معنی میں ہو جاتا ہے جیسے ضَاقَتْ عَلَیْھِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ مَا اور فعل کا مجموع مصدر کے معنی میں ہے یعنی بِرُحْبِھَا زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی اَعْجَبَنِیْ اَنْ ضَرَبْتَ اَیْ ضَرْبُكَ تیرے مارنے نے مجھے تعجب میں ڈالا اَنَّ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور دونوں کا مجموع مصدر کے معنی میں ہو جاتا ہے جیسے بَلَغَنِیْ اَنَّكَ قَائِمٌ اَیْ قِیَامُكَ تیرے کھڑے ہونے کی خبر مجھے پہنچی (ف) جملہ کی جزء مشتق کے مصدر کو دوسری جز کی طرف مضاف کر دینے سے مضمون جملہ حاصل ہو جاتا ہے اَنَّكَ قَائِمٌ کا مضمون جملہ قِیَامُكَ ہے۔ سوال مصنف کی عبارت "تا فعل بمعنی مصدر باشد" سے صاف پتا چلتا ہے کہ صرف فعل مصدر کے معنی میں ہوتا ہے نہ کہ اَنْ اور فعل کا مجموع جواب صحیح یہ ہے کہ اَنْ اور فعل کا مجموع، مصدر کے معنی میں ہوتا ہے جیسے کہ خود مصنف حروف ناصبہ کے بیان میں فرما چکے ہیں۔ "اَنْ با فعل بمعنی مصدر باشد"، نیز اگر صرف فعل مصدر کے معنی میں ہو تو لازم آئے گا کہ اَنْ اسم پر داخل ہو جائے حالانکہ وہ فعل کا خاصہ ہے اور مضارع کو نصب دیتا ہے۔ پیش نظر عبارت اصل میں یوں تھی "وبا فعل بمعنی مصدر باشد"، کاتب کی غلطی سے واؤ حذف ہو گئی اور با کی جگہ تا لکھ دیا گیا۔

لـه حروفِ غیر عاملہ کی پانچویں قسم حروفِ تحضیض ہیں۔ تحضیض کا معنی ہے ابھارنا، چونکہ ان حروف سے مخاطب کو کسی کام پر ابھارنا مقصود ہوتا ہے اس لئے ان کو حروفِ تحضیض کہا جاتا ہے جیسے اَلَّا تَحْفَظُ الدَّرْسَ تو اپنا سبق، زبانی یاد کیوں نہیں کرتا؟ اور جب یہ حروف فعلِ ماضی پر داخل ہوں تو تندیم (مخاطب کو شرمندہ کرنے) کے لئے آتے ہیں جیسے لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ خَيْرًا جب تم نے اس خبر کو سنا تو ایمان والوں نے اچھا گمان کیوں نہیں کیا؟ یہ چار حرف ہیں (۱) اَلَّا (۲) هَلَّا (۳) لَوْلَا (۴) لَوْمَا۔ مولانا عبدالرسول فرماتے ہیں ؎ پس بداں هَلَّا دگر اَلَّا و لَوْلَا بعد ازاں + نیز لَوْمَا چار ہیں، پس ہر یکے زیں چار ہا

پنجم[1] حروفِ تحضیض و آں چہار ست اَلَّا و هَلَّا و لَوْلَا و لَوْمَا ششم[2] حرفِ توقع و آں قَدْ است برائے تحقیق در ماضی و برائے تقریبِ ماضی بحال و در مضارع برائے تقلیل

در مضارع بہر تحضیض‌اند چوں هَلَّا تَقُوْلُ
بہر تندیم‌اند در ماضی چوں هَلَّا قُلْتَهَا

(ترکیب) اَلَّا حرفِ تحضیض تَحْفَظُ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل مضارع اَنْتَ اس میں پوشیدہ اَنْتَ ضمیر مرفوع متصل فاعل تَ علامتِ خطاب اَلدَّرْسَ مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (ف) یہ فعلیہ خبریہ ہے انشائیہ نہیں ہے کیونکہ یہ حروف انشاءِ تحضیض کا فائدہ نہیں دیتے بلکہ یہ فعل کے نہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور عدمِ فعل سے انشاءِ تحضیض یا تندیم کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ اس لئے یہ جملہ فعلیہ ہی رہے گا، تفصیل کے لئے البشیر شرح نحو میر ملاحظہ ہو۔ لـه حروفِ غیر عاملہ کی چھٹی قسم حرفِ توقع ہے اور وہ قَدْ ہے قَدْ ہمیشہ تحقیق کے لئے آتا ہے خواہ ماضی پر آئے یا مضارع پر البتہ ماضی پر داخل ہو تو اس میں تین صورتیں ہیں (۱) قَدْ رَكِبَ الْاَمِيْرُ بے شک امیر ابھی سوار ہو گیا۔ اگر مخاطب پہلے سے منتظر تھا تو اس مثال میں تحقیق ہے یعنی ایک بات کو ثابت کیا گیا ہے یہ توقع ہے یعنی جس چیز کا تمہیں انتظار تھا وہ واقع ہو گئی نیز تقریب ہے یعنی ابھی ابھی واقع ہوئی ہے (۲) اگر مخاطب منتظر نہیں تھا اور اسے کہا گیا قَدْ رَكِبَ الْاَمِيْرُ تو اس میں تحقیق اور تقریب کے لئے ہے (۳) کسی نے پوچھا هَلْ قَامَ زَيْدٌ کیا زید کھڑا ہوا؟ اس کے جواب میں کہا گیا قَدْ قَامَ زَيْدٌ بے شک زید کھڑا ہوا اس میں صرف تحقیق ہے اور اگر قَدْ فعل مضارع پر داخل ہو تو بھی اس میں تین صورتیں ہیں (۱) قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا بے شک اللہ جانتا ہے ان لوگوں کو جو تم میں سے چپکے چپکے آڑ لے کر نکل جاتے ہیں۔ یہ آیت منافقین کے بارے میں ہے اس میں قَدْ صرف تحقیق کے لئے ہے (۲) قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ بے شک ہم دیکھتے ہیں تمہارے چہرے کا آسمان کی طرف بار بار اٹھنا۔ اس میں قَدْ تحقیق کے ساتھ تکثیر (زیادتی بیان کرنے کے لئے ہے (۳) اَلْكَذُوْبُ قَدْ يَصْدُقُ بے شک بہت جھوٹا کبھی تحقیقاً سچ بول جاتا ہے اس میں قَدْ تحقیق کے علاوہ تقلیل (کمی بیان کرنے) کے لئے ہے۔ اس تفصیل سے واضح ہوا کہ قَدْ بہر حال تحقیق کا معنی دیتا ہے خواہ ماضی پر ہو یا مضارع پر۔ فرق یہ ہے کہ ماضی پر تحقیق کے علاوہ کبھی توقع یا تقریب کے لئے آتا ہے اور مضارع پر تحقیق کے علاوہ کبھی تکثیر یا تقلیل کے لئے آتا ہے۔ امامِ نحو مولانا سید غلام جیلانی اس تفصیل کے بعد فرماتے ہیں: کاتب الحروف کی نظر قاصر بتاتی ہے کہ عبارتِ کتاب میں ناسخین سے تقدم اور تاخر ہو گیا ہے اصل عبارت یوں تھی "برائے تحقیق و در ماضی برائے تقریبِ ماضی بحال و در مضارع برائے تقلیل"، نحو میر کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ قَدْ ماضی میں تحقیق کے لئے اور مضارع میں تقلیل کے لئے آتا ہے اس مقابلے سے معلوم ہوتا ہے کہ مضارع میں تحقیق کے لئے نہیں آتا حالانکہ ایسا نہیں ہے فرق یہ ہے کہ ماضی میں تحقیق کے علاوہ توقع یا تقریب کے لئے اور مضارع میں تکثیر یا تقلیل کے لئے آتا ہے۔

لـه حروفِ غیر عاملہ کی ساتویں قسم حروفِ استفہام ہیں جو طلبِ فہم کے لئے آتے ہیں نحو میر کی عبارت میں وہ تین ہیں (۱) مَا جیسے مَا اسْمُكَ؟ تیرا نام کیا ہے؟ یہ مَا اسمیہ استفہامیہ ہے حرفیہ نہیں۔ (۲) ہمزہ جیسے اَزَيْدٌ قَائِمٌ کیا زید کھڑا ہے؟ (۳) هَلْ جیسے هَلْ ذَهَبَ عَمْرٌو کیا عمر گیا ہے؟ سوال نحو کی کتابوں میں حروفِ استفہام صرف دو ذکر کئے گئے ہیں ہمزہ اور هَلْ، نحو میر میں مَا بھی مذکور ہے کیا مَا حرفیہ بھی استفہام کے لئے آتا ہے؟ جواب مَا حرفیہ استفہام کے لئے نہیں آتا (مَا اسمیہ آتا ہے) ممکن ہے مصنف نے تیسرا حرفِ استفہام اَلْ بیان کیا ہو امام قطرب نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا اَلْ فَعَلْتَ یعنی هَلْ فَعَلْتَ، لیکن کاتب نے اَلْ کی جگہ مَا لکھ دیا، جن نحویوں نے صرف دو حرفِ استفہام نقل کئے ہیں ان کا خیال ہو گا کہ اَلْ اصل میں هَلْ تھا ہاء کو ہمزہ سے تبدیل کر دیا گیا ہے لہٰذا حروفِ استفہام دو ہی ہوئے۔ (ف) حاشیہ الصبان میں مَا حرفیہ کی چار قسمیں بیان کی ہیں (۱) نافیہ (۲) کافہ (۳) مصدریہ (۴) زائدہ ان میں استفہامیہ نہیں ہے (البشیر شرح نحو میر) (ف) مَا اور هَلْ دونوں استفہام کے لئے آتے ہیں،

ہفتم[1] حروفِ استفہام و آں سہ است ما و ہمزہ و هَلْ ہشتم[2] حرفِ ردع و آں کَلَّا ست بمعنی باز گردانیدن و بمعنی حقا نیز آمدہ ست چوں کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ نہم[3] تنوین و آں

دونوں ابتداءِ کلام میں آتے ہیں دونوں جملہ اسمیہ پر بھی آتے ہیں اور فعلیہ پر بھی، فرق یہ ہے کہ هَلْ ایسے جملہ اسمیہ پر نہیں آتا جس کی خبر فعلیہ ہو اَزَيْدٌ قَامَ کہہ سکتے ہیں نہ کہ هَلْ زَيْدٌ قَامَ نیز ہمزہ انکار کے لئے آ جاتا ہے جیسے اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولا یعنی کھول دیا کیونکہ نفی کی نفی اثبات کا فائدہ دیتی ہے هَلْ انکار کے لئے نہیں آتا ۱۲ ہدایۃ النحو لـه حروفِ غیر عاملہ کی آٹھویں قسم حرفِ رَدْع ہے اور وہ ایک ہے کَلَّا، رَدْع کا معنی ہے روکنا چونکہ اس حرف سے کلام کرنے والے کو اس کے کلام سے روکنا مقصود ہوتا ہے اس لئے اسے حرفِ رَدْع کہتے ہیں مثلاً کسی نے کہا فُلَانٌ يُبْغِضُكَ فلاں تجھ سے بغض رکھتا ہے اسے کہا جائے کَلَّا ہرگز نہیں یعنی ایسا نہ کہو، بعض اوقات کَلَّا جملہ کی تحقیق کے لئے حَقًّا کے معنی میں آتا ہے جیسے کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ بے شک عنقریب جان لو گے (نزع کے وقت اپنے حالِ بد کا نتیجہ) ۱۲ البشیر شرح نحو میر۔ (ترکیب) کَلَّا بمعنی حَقًّا سَوْفَ حرفِ استقبال مبنی بر فتح تَعْلَمُوْنَ فعل مضارع مرفوع باثباتِ نون واؤ ضمیر جمع مذکر حاضر مرفوع متصل بارز فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا لـه حروفِ غیر عاملہ کی نویں قسم تنوین ہے زَيْدٌ کا آخری حرف دال ہے اس پر حرکت ضمہ ہے اور ضمہ کے بعد جو نون ساکن پڑھا جاتا ہے (زَيْدُنْ) یہ نونِ تنوین ہے۔ کلامِ عرب میں لفظ تنوین کا استعمال نہیں ہوا علماءِ عربیت (صرف و نحو کے علماء) نے یہ لفظ استعمال کیا ہے، نون سے تنوین بنایا جس کا مطلب ہوا نون کا داخل کرنا خواہ کیسا بھی نون ہو پھر اس کا خاص مفہوم متعین ہو گیا (تعریف) تنوین وہ نون ہے جو وضع کے اعتبار سے ساکن اور کلمہ کے آخری حرف کی حرکت کے بعد واقع ہو اور فعل کی تاکید کا فائدہ نہ دے جیسے زَيْدٌ، قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدُنِ اللّٰهُ الصَّمَدُ میں اَحَدٌ کا نون، تنوین ہے اگرچہ اس پر عارضی طور پر کسرہ آ گیا ہے لیکن وضع کے لحاظ سے وہ ساکن ہے۔ مِنْ اور لَدُنْ کا نون، تنوین نہیں کیونکہ وہ تو خود آخری حرف ہے اِضْرِبَنْ کا نون، تنوین نہیں کیونکہ وہ تاکیدِ فعل کا فائدہ دے رہا ہے۔

۱۲۔ البشیر شرح نحو میر ملخصاً۔

پنج¹ است تمکن چوں زیدٌ وتنکیر چوں

¹ تنوین کی مشہور قسمیں پانچ ہیں (۱) تنوین تمکن وہ تنوین جو اسم کے معرب ہونے پر دلالت کرے جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ میں (۲) تنوین تنکیر، صَہٍ اسم فعل ہے اور مبنی، اس پر آنے والی تنوین نکرہ ہونے کی علامت ہے صَہٍ کا معنی ہے اُسْکُتْ سُکُوْتًا مَّا فِیْ وَقْتٍ مَّا کسی وقت تو چپ رہا کر اور تنوین نہ ہو تو یہ اسم معرفہ ہوگا صَہْ کا معنی ہے اُسْکُتِ السُّکُوْتَ الْاٰنَ تو اس وقت چپ رہ پہلی صورت میں وقت معین نہ تھا دوسری صورت میں معین ہے (تعریف) تنوین تنکیر وہ تنوین ہے جو اسم مبنی کے نکرہ ہونے پر دلالت کرے (۳) تنوین عوض، حِیْنَئِذٍ اصل میں حِیْنَ اِذْ کَانَ کَذَا تھا اِذْ کا مضاف الیہ حذف کر دیا جو جملہ تھا اس کے عوض مضاف کو تنوین دے دی۔ اسی طرح تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ میں بَعْضٍ دراصل بَعْضِهِمْ تھا مضاف الیہ جو جملہ نہ تھا حذف کر کے اس کے بدلے مضاف کو تنوین دے دی (تعریف) تنوین عوض وہ تنوین ہے جو مضاف الیہ کو حذف کر کے اس کے بدلے میں مضاف کو دی جاتی ہے (۴) تنوین مقابلہ، مُسْلِمُوْنَ جمع مذکر سالم ہے اس میں جمع کی علامت واؤ ہے اور آخر میں نون ہے۔ مُسْلِمَاتٌ جمع مؤنث سالم ہے اس میں جمع کی علامت الف ہے نون جمع کے مقابلے میں اسے نون تنوین دے دیا گیا۔ (تعریف) تنوین مقابلہ وہ تنوین ہے جو جمع مؤنث سالم پر، جمع مذکر سالم کے نون کے مقابلے میں آتی ہے (۵) تنوین ترنم، ابن جریر ابن عطیہ تمیمی کہتا ہے اَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ + وَقُوْلِیْ اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ پہلے مصرع میں اَلْعِتَابَ کے آخر اور دوسرے مصرع میں اَصَابَ کے آخر میں خوش آوازی کے لئے نون تنوین لایا گیا ہے (ترجمہ) اے محبوبہ! مجھے ملامت نہ کر اور ناراض نہ ہو اور اگر میں تیری محبت میں سچا ہوں تو کہہ دے کہ وہ میری محبت میں سچا ہے۔ (تعریف) تنوین ترنم وہ تنوین ہے جو آواز کی خوبصورتی کے لئے مصرعوں کے آخر میں آتی ہے (ف) تنوین کی پہلی چار قسمیں صرف اسم پر آتی ہیں تنوین ترنم اسم، فعل اور حرف میں سے ہر ایک پر آجاتی ہے۔ شعر مذکور میں اَلْعِتَابَ اسم پر اور دوسرے مصرعے میں اَصَابَ فعل پر تنوین ترنم آگئی ہے حرف کی مثال ؎ اَفِدَ التَّرَحُّلُ غَیْرَ اَنَّ رِکَابَنَا ؛ لَمَّا تَزُلْ بِرِحَالِنَا وَکَاَنْ قَدِنْ۔ دوسرے مصرع کے آخر میں قَدْ حرف ہے اس پر تنوین ترنم آگئی ہے (ترجمہ) کوچ قریب ہے مگر ہماری سواریاں ابھی چلی نہیں اور گویا کہ چل پڑی ہیں۔

صَہٍ اَیْ اُسْکُتْ سُکُوْتًا مَّا فِیْ وَقْتٍ مَّا اَمَّا صَہْ بغیر تنوین فمعناہ اُسْکُتِ السُّکُوْتَ الْاٰنَ وعوض چوں یَوْمَئِذٍ ومقابلہ چوں مُسْلِمَاتٍ وترنم کہ در آخر ابیات باشد شعر ؎

اَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ ؛ وَقُوْلِیْ اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ

وتنوین ترنم در اسم وفعل وحرف رود اما چہار اوّلین خاص ست باسم

(ترکیب) (۱) صَہٍ اسم فعل مبنی بر کسر مرفوع محلاً مبتدا، اس میں اَنْتَ پوشیدہ اَنْ ضمیر مرفوع محلاً فاعل قائم مقام خبر تاء علامت خطاب، مبتدا اپنے فاعل قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا (۲) اُسْکُتْ (صیغہ؟) فعل امر، اَنْتَ اس میں مستتر، اَنْ ضمیر فاعل تاء علامت خطاب سُکُوْتًا مصدر موصوف مَا مبنی بر سکون صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول نوعی، فِیْ حرف جار وَقْتٍ موصوف مَا صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور، مجرور بواسطۂ جار ظرف لغو متعلق اُسْکُتْ فعل اپنے فاعل، مفعول مطلق اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ اُسْکُتِ السُّکُوْتَ الْاٰنَ میں السُّکُوْتَ مفعول مطلق اور اَلْاٰنَ ظرف زمان مفعول فیہ (۳) اَقِلِّیْ صیغہ واحد مؤنث حاضر فعل امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ مضاعف ثلاثی از باب افعال یاء ضمیر مرفوع متصل، مرفوع محلاً فاعل، اَللَّوْمَ معطوف علیہ واؤ حرف عطف اَلْعِتَابَنْ اسم مفرد با تنوین ترنم معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ جواب ندا مقدم عَاذِلَ دراصل یَا عَاذِلَۃُ تھا یَا حرف ندا قائم مقام اَدْعُوْ، اَدْعُوْ فعل مضارع معتل واوی مفرد مجرد از ضمائر بارزہ مرفوع بضمہ تقدیراً، اَنَا ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار فاعل۔ عَاذِلَ منادی مفرد معرفہ مرخم، مبنی بضمہ تقدیری مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جملہ ندا۔ وَ حرف عطف قُوْلِیْ (صیغہ؟ اجوف واوی از باب نصر) فعل امر یاء ضمیر واحد مؤنث مرفوع محلاً فاعل لام حرف تاکید قَدْ حرف تحقیق اَصَابَنْ (صیغہ؟ اجوف واوی از باب افعال) فعل با تنوین ترنم هُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ منصوب محلاً مقولہ، فعل اپنے فاعل اور مقولہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ ہوا اِنْ حرف شرط اَصَبْتُ (صیغہ؟) فعل تاء ضمیر متکلم فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، اس کی جزا محذوف ہے، شرط اپنی جزاء کے ساتھ مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ جزائے محذوف پر قرینہ جملہ قُوْلِیْ لَقَدْ اَصَابَنْ ہے جس کے درمیان شرط واقع ہے۔

لے حروف غیر عاملہ کی دسویں قسم نونِ تاکید ہے جو فعل مضارع کے آخر میں آتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں (۱) ثقیلہ یہ مشدد ہوتا ہے۔ (۲) خفیفہ یہ ساکن ہوتا ہے جیسے اِضْرِبَنَّ اور اِضْرِبَنْ سوال مصنف نے فرمایا کہ نون تاکید فعل مضارع کے آخر میں آتا ہے اور مثالیں فعل امر کی پیش کی ہیں حالانکہ نحویوں کے نزدیک فعل کی تین قسمیں ہیں (۱) ماضی (۲) مضارع (۳) امر لہٰذا یہ مثال ممثل لہ کے مطابق نہیں جواب اس جگہ فعل مضارع سے مراد فعل مستقبل ہے جو آنے والے زمانہ پر دلالت کرتا ہے خواہ طلب پر دلالت کرے جیسے امر اس کی مثال متن میں ہے یا نہی جیسے لَا تَضْرِبَنَّ یا طلب پر دلالت نہ کرے جیسے لَيَضْرِبَنَّ (ف) فعل مضارع خبری کے آخر میں نون تاکید کے داخل ہونے کے لئے شرط ہے کہ ابتدا میں لام تاکید آیا ہو ۱۲ البشیر ملخصاً (ترکیب) اِضْرِبَنَّ اِضْرِبْ فعل امر مبنی بر سکون، اس جگہ التقائے ساکنین سے بچنے کے لئے فتحہ آگیا ہے نون ثقیلہ مبنی بر فتح اَنْتَ پوشیدہ میں اَنْ ضمیر، فاعل تاء علامت خطاب۔ فعل اپنے

دہم[1] نونِ تاکید در آخر فعل مضارع ثقیلہ و خفیفہ چوں اِضْرِبَنَّ و اِضْرِبَنْ یازدہم[2] حروفِ زیادت و آں ہشت حرف ست اِنْ و مَا و اَنْ و لَا و مِنْ و کاف و با و لام چہار آخر در حروف جر یاد کردہ شد

فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا ترجمہ تو ضرور مار۔ ۲ے حروف غیر عاملہ کی گیارہویں قسم حروف زیادت ہیں اور وہ آٹھ حرف ہیں جو نحو میر میں مذکور ہیں۔ سوال ان حروف کو حروفِ زیادت کیوں کہتے ہیں جواب اگر ان حروف کو کلام سے جدا کر دیں تو اصل معنی میں تبدیلی نہیں آئے گی۔ یہ مطلب نہیں کہ یہ بے فائدہ ہیں کیونکہ ان سے معنی کی تاکید، کلام کا حسن، شعر کے وزن کی درستی ایسے فائدے حاصل ہوتے ہیں (مثالیں) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؎
مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِيْ ؎ لٰكِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِيْ بِمُحَمَّدٍ میں نے اپنے کلام سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح نہیں کی، بلکہ میں نے تو آپ کے ذکر سے اپنے کلام کو زینت دی ہے مَا کے بعد اِنْ زائدہ ہے (۲) اِذَا مَا تُسَافِرْ اُسَافِرْ جب تو سفر کرے گا تو میں سفر کروں گا اِذَا کے بعد مَا زائدہ ہے (۳) فَلَمَّا اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ جب خوشی سنانے والا آیا تو اس نے وہ کرتہ یعقوب کے چہرے پر ڈال دیا اس میں اَنْ زائدہ ہے (۴) لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ مجھے قسم ہے اس شہر کی اس میں لَا زائدہ ہے (۵) هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے؟ هَلْ کے بعد مِنْ زائدہ ہے (۶) لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ اس کی مثل کوئی شے نہیں کاف زائدہ ہے (۷) وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا اور اللہ کافی ہے گواہ باء زائدہ ہے (۸) وَمَلَكْتَ مَا بَيْنَ الْعِرَاقِ وَيَثْرِبَ۔ مِلْكًا اَجَارَ لِمُسْلِمٍ وَّمُعَاهِدٍ تم عراق سے یثرب تک کے مالک ہوئے ایسی ملکیت جس نے مسلمان اور ذمی کو پناہ دی، لام زائدہ ہے سوال خاتمہ کی تیسری فصل میں حروف غیر عاملہ بیان کئے جا رہے جب کہ آخری چار حرف مِنْ، کاف، با اور لام حروف عاملہ ہیں جیسے مذکورہ بالا مثالوں سے ظاہر ہے کہ یہ حروف جر دے رہے ہیں نیز اس سے پہلے حروف جارہ میں ان کا ذکر بھی کیا جا چکا ہے۔ حروف غیر عاملہ میں ان کا ذکر کیوں کیا گیا؟ جواب اس جگہ اصل میں تو صرف پہلے چار حرفوں کا ذکر مقصود ہے آخری چار حرفوں کا ذکر بالتبع کیا گیا ہے تاکہ حروف زائدہ کا ذکر مکمل ہو جائے ۱۲ البشیر ملخصاً (ف) ان حروف کے زائد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کبھی زائد بھی ہوتے ہیں یہ مطلب نہیں کہ ہمیشہ زائد ہی ہوتے ہیں۔

لے حروف غیر عاملہ کی بارہویں قسم حروف شرط ہیں اور یہ دو ہیں (۱) اَمَّا (۲) لَوْ۔ اِنْ بھی حروف شرط میں سے ہے لیکن وہ عامل ہے جیسے پہلے گزر چکا اس جگہ حروف غیر عاملہ کا بیان ہے اَمَّا تفصیل کے لئے آتا ہے جس کے دو معنی ہیں (۱) کلام سابق کے اجمال کی وضاحت کے لئے آتا ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ان میں سے کچھ بدبخت ہیں اور کچھ نیک بخت، اس میں اجمال یہ ہے کہ ان کا حکم (اور انجام) کیا ہے اَمَّا سے اس کی تفصیل بیان فرمائی فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لیکن بدبخت جہنم میں، نیز فرمایا وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ اور نیک بخت جنت میں ہوں گے۔ حضرت مصنف نے پوری آیت ذکر نہیں کی اس جگہ جتنا حصہ مقصود تھا وہ بیان کر دیا ہے (۲) چند چیزوں کا الگ الگ ذکر کر کے ان کا حکم بیان کر دیا جاتا ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا لیکن ایمان والے پس وہ جانتے ہیں کہ وہ (مثال) حق ہے ان کے رب کی طرف سے، لیکن کافر پس وہ کہتے ہیں کہ اس مثال سے اللہ کی مراد کیا ہے؟ (ف) بعض اوقات اَمَّا استیناف کے لئے آتا ہے یعنی آغاز کلام پر جیسے نحو میر کی ابتدا میں فرمایا تھا اَمَّا بَعْدُ! (ف) اَمَّا تفصیل کے لئے ہو یا استیناف کے لئے معنی شرط اس سے جدا نہیں ہوتا اور اس کے جواب میں فا لازماً آتی ہے۔ البتہ شاذ و نادر طور پر نہیں بھی آتی جیسے ارشاد نبوی ہے اَمَّا مُوْسٰى كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ اِذْ يَنْحَدِرُ فِي الْوَادِيْ لیکن موسیٰ علیہ السلام گویا میں انہیں وادی میں اترتے ہوئے دیکھ رہا ہوں كَاَنِّيْ پر فا نہیں لائی گئی ۱۲ البشیر ملخصاً (ترکیب) فا حرف تفصیل مِنْ حرف جار هُمْ میں هَا ضمیر مجرور متصل، مجرور میم علامت جمع مذکر مجرور بواسطہ جار ظرف مستقر متعلق ثَابِتَانِ، اور وہ اسم مثنیٰ اسم فاعل هُمَا اس میں پوشیدہ هَا ضمیر مرفوع متصل فاعل میم حرف عماد الف علامت تثنیہ، صیغہ صفت اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مقدم شَقِيٌّ اسم مفرد منصرف جاری مجری صحیح مرفوع بضمہ لفظاً بسبب ابتدا، معطوف علیہ واؤ حرف عطف سَعِيْدٌ اسم مفرد منصرف صحیح مرفوع بضمہ لفظاً بسبب اتباع معطوف، معطوف علیہ با معطوف مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ مجملہ ہوا فا حرف تفصیل اَمَّا حرف شرط مبنی بر سکون برائے تفصیل جس کی شرط وجوباً محذوف ہے اَلَّذِيْنَ اسم موصول شَقُوْا صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد ناقص یائی از باب سمع، فعل، واؤ ضمیر مرفوع متصل بارزہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر صلہ (جس کے لئے محل اعراب نہیں) موصول اپنے صلہ سے مل کر مرفوع محلاً مبتدا فا جوابیہ فِيْ حرف جار اَلنَّارِ مجرور، مجرور بواسطہ جار ظرف مستقر متعلق ثَابِتُوْنَ، ثَابِتُوْنَ جمع مذکر سالم مرفوع بواؤ، صیغہ صفت هُمْ اس میں پوشیدہ هَا ضمیر مرفوع متصل فاعل، میم علامت جمع، صیغہ صفت اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزا، شرط محذوف اپنی جزائے مذکور سے مل کر جملہ شرطیہ مُفَصِّلَہ ہوا۔ اسی طرح وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ کی ترکیب کی جائے یہ جملہ شرطیہ معطوفہ مفصلہ ہوگا۔

دوازدہم[1] حروفِ شرط و آں دو است اَمَّا و لَوْ اَمَّا برائے تفسیر و فا در جوابش لازم باشد کقولہ تعالیٰ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ۔ وَلَوْ[1] برائے انتفائے ثانی بسبب انتفای اوّل چوں لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا

لہ لَوْ دو جملوں پر آتا ہے ایک شرط اور دوسرا جزا اور دونوں کے منتفی ہونے پر دلالت کرتا ہے یعنی دلالت کرتا ہے کہ نہ شرط پائی گئی ہے اور نہ جزا، یہ تین طرح استعمال ہوتا ہے (۱) شرط کا انتفاء سبب ہے جزا کے انتفاء کے لئے جیسے لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا اگر زمین و آسمان میں اثر کرنے والے متعدد خدا ہوتے تو زمین و آسمان تباہ ہو جاتے، مطلب یہ کہ متعدد خداؤں کا نہ ہونا فساد کے نہ ہونے کا سبب ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا متعدد خدا نہیں ہیں اس لئے نظام عالم درہم برہم نہیں ہے، لَوْ کا یہ استعمال مشہور ہے اور عموماً اسی مقصد کے لئے آتا ہے کہ واقع میں جزا اس لئے نہیں پائی گئی کہ شرط نہیں پائی گئی (۲) چونکہ جزا شرط کو لازم ہوتی ہے اور لازم نہ پایا جائے تو ملزوم بھی نہیں پایا جاتا اس لئے بعض اوقات لَوْ سے استدلال کیا جاتا ہے جزا کے انتفا سے شرط کے انتفا پر جیسے یہی آیت مطلب یہ ہوگا کہ زمین و آسمان کا فاسد نہ ہونا دلیل ہے آلِهَہ کے متعدد نہ ہونے پر اور جب آلہہ متعدد نہ ہوئے تو توحید ثابت۔ چونکہ اس لزوم کی خبر اللہ تعالیٰ نے دی ہے جس کے کلام میں کذب ممکن نہیں تو یہ لزوم قطعی ہوا اور یہ آیت کریمہ توحید کی دلیل قطعی ہو گئی (۳) بعض اوقات لَوْ، جزا کے ہمیشہ پائے جانے پر دلالت کرتا ہے جیسے لَوْ اَهَنْتَنِیْ لَاَکْرَمْتُکَ اگر تو میری اہانت کرتا تو بھی میں تیری عزت کرتا، مطلب یہ کہ اگر تو میری عزت کرتا تو میں بطریق اولیٰ تیری عزت کرتا، اس میں اشارہ ہے کہ اگرچہ شرط، جزا کے منافی ہے پھر بھی شرط کے پائے جانے کی صورت میں جزا پائی گئی ہے اگر شرط کی ضد پائی جائے تو جزا بہ طریق اولیٰ پائی جائے گی، اسی کو کہتے ہیں "نقیض شرط اولیٰ بالجزاء ہے" خلاصہ یہ ہوا کہ تو میری عزت کرے یا بے عزتی میں بہر صورت تیری عزت کروں گا۔ اسی قبیل سے یہ حدیث ہے نِعْمَ الْعَبْدُ صُهَیْبٌ لَوْ لَمْ یُحِبَّ اللّٰهَ لَمْ یَعْصِهٖ صہیب بہت اچھا بندہ ہے اگر اللہ سے محبت نہ کرتا تو بھی اس کی نافرمانی نہ کرتا، جب محبت کے نہ ہونے کو معصیت کا نہ ہونا لازم ہوا تو محبت کے ہونے کی صورت میں بہ طریق اولیٰ معصیت نہ ہوگی۔ خلاصہ یہ کہ محبت ہو یا نہ ہو وہ کسی صورت معصیت کا ارتکاب نہیں کریں گے۔ ۱۲ البشیر ملخصا (ترکیب) لَوْ حرف شرط مبنی بر سکون کَانَ (صیغہ؟) فعل ناقص فِیْ حرف جار هِمَا هَا ضمیر مجرور متصل مجرور جار، میم حرف عماد الف علامت تثنیہ، مجرور بواسطۂ جار ظرف مستقر متعلق مُتَصَرِّفَةً اور وہ صیغہ صفت هِیَ ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل راجع بسوئے آلہہ، صیغۂ صفت اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مقدم اٰلِهَةٌ جمع مکسر منصرف مرفوع لفظاً موصوف اِلَّا بمعنی غیر مضاف مرفوع محلاً اللّٰهُ اسم جلالت مجرور تقدیراً مضاف الیہ جو رفع اِلَّا پر آنا تھا وہ اسم جلالت پر لفظاً آگیا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر اسم مؤخر، فعل ناقص اپنے اسم مؤخر اور خبر مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط لام جوابیہ فَسَدَتَا (صیغہ؟) فعل تا علامت تانیث الف ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

سیزدہم[1] لَوْلَا واو موضوع ست برائے انتفائے ثانی بسبب وجود اول چوں لَوْلَا عَلِیٌّ[2] لَهَلَكَ عُمَرُ چہاردہم[3] لام مفتوحہ برائے تاکید چوں لَزَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو پانزدہم[4] مَا بمعنی مادام چوں اَقُوْمُ مَا جَلَسَ الْاَمِیْرُ

لہ حروف غیر عاملہ کی تیرہویں قسم لَوْلَا ہے۔ اس سے پہلے گزر چکا کہ لَوْ شرط اور جزا کے منتفی ہونے پر دلالت کرتا ہے جب لَوْ کے بعد لَا آیا تو شرط کی نفی کی نفی ہو گئی جس کا مطلب یہ ہوا کہ شرط موجود ہے لَوْلَا کا معنی یہ ہوگا کہ دوسرے جملہ کا مضمون منتفی ہے اس لئے کہ پہلے جملہ کا مضمون موجود ہے یاد رہے کہ نحوی لَوْلَا کے بعد آنے والے دوسرے جملے کو جواب لَوْلَا کہتے ہیں اور چونکہ یہ حرف شرط نہیں ہے اس لئے پہلے جملے کو شرط نہیں کہتے جیسے لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ پہلے جملہ کا مضمون وجود علی اور دوسرے جملہ کا مضمون ہلاکت عمر ہے یعنی عمر کی ہلاکت اس لئے نہیں پائی گئی کہ علی موجود تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہما (ف) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زنا کا ثبوت شرعی ہونے پر ایک عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا وہ حاملہ تھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توجہ دلائی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ایسی عورت کو بچہ جننے کے بعد سنگسار کیا جائے اس موقع پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذکورہ بالا ارشاد فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حکم شریعت کی مخالفت دینی ہلاکت ہے ۱۲ البشیر ملخصا (ترکیب) لَوْلَا امتناعیہ عَلِیٌّ اسم مفرد منصرف جاری مجری صحیح مرفوع بضمہ لفظاً مبتدا اس کی خبر مَوْجُوْدٌ وجوباً محذوف ہے مَوْجُوْدٌ (صیغہ؟) صیغہ صفت هُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ نائب فاعل، صیغہ صفت اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا لام حرف تاکید هَلَكَ (صیغہ؟ از باب ضرب) فعل عُمَرُ اسم مفرد غیر منصرف مرفوع بضمہ لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جواب لَوْلَا۔ ٹہ حروف غیر عاملہ کی چودہویں قسم لام تاکید ہے جو مفتوح ہوتا ہے جیسے لَزَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو بے شک زید، عمرو سے زیادہ فضیلت والا ہے (ترکیب) لام حرف تاکید مبنی بر فتح زَیْدٌ اسم مفرد منصرف صحیح مرفوع بضمہ لفظاً بسبب ابتدا مبتدا، اَفْضَلُ (صیغہ؟ از باب نصر) اسم مفرد غیر منصرف بسبب وصف و وزن فعل هُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل مِنْ حرف جار عَمْرٍو مجرور، مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق اَفْضَلُ، اسم تفضیل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ مؤکدہ ہوا۔ سہ حروف غیر عاملہ کی پندرہویں قسم مَا بمعنی مَادَامَ ہے حروف مصدریہ میں مَا کا ذکر ہو چکا ہے۔ دراصل مَا دو قسم ہے (۱) غیر زمانیہ جیسے بِمَا رَحُبَتْ یہ اپنے مابعد کے ساتھ مل کر مصدر کا معنی دیتا ہے اور زمانہ پر دلالت نہیں کرتا اسی کا ذکر حروف مصدریہ میں کیا گیا ہے (۲) زمانیہ اس سے پہلے وقت مضاف مقدر ہوتا ہے مَا کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا ہے سوال جب یہ وہی مَا مصدریہ ہے تو اس کا دوبارہ ذکر کیوں کیا گیا؟ جواب پہلے غیر زمانیہ کا ذکر تھا اب زمانیہ کا لہٰذا تکرار نہیں۔ سوال مَا بمعنی وقت کہنا چاہیے تھا مَا بمعنی مَادَامَ کیوں کہا گیا؟ جواب مثال دیکھئے اَقُوْمُ مَا جَلَسَ الْاَمِیْرُ جب تک امیر بیٹھے گا میں کھڑا رہوں گا۔ دَامَ فعل ناقص ہے جو دلالت کرتا ہے کہ خبر کا ثبوت اسم کے لئے ہمیشہ ہے۔ چونکہ یہ مَا تمام وقت پر دلالت کرتا ہے مطلق وقت پر دلالت نہیں کرتا خواہ وہ بعض وقت ہی کیوں نہ ہو اس لئے اسے بمعنی مَادَامَ کہا گیا ہے نہ کہ بمعنی وقت ۱۲ البشیر ملخصا (ترکیب) اَقُوْمُ (صیغہ؟ اجوف واوی از باب نصر) فعل مضارع اَنَا اس میں پوشیدہ فاعل مَا موصول حرفی جَلَسَ فعل الْاَمِیْرُ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد مجرور محلاً مضاف الیہ برائے مضاف مقدر، وقت، مضاف مقدر اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، فعل (اَقُوْمُ) اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

شانزدہم حروف عطف[1] و آں دہ است واو و فا و ثُمَّ و حَتّٰی و اِمَّا و اَوْ و اَمْ و لَا و بَلْ و لٰکِنْ

تمت

چوں بحث مستثنیٰ[2] در کتاب نحو میر نبود برائے فائدہ طلاب افزودہ شد

بدانکہ مستثنیٰ[3] لفظیست کہ مذکور باشد بعد اِلَّا و اخوات آں یعنی غَیْرٌ و

ل؎ حروف غیر عاملہ کی سولھویں قسم حروف عطف ہیں اور یہ دس ہیں سے دہ حروف عطف مشہور ہیں یعنی واؤ، فاء، ثُمَّ، حَتّٰی، اَوْ، اِمَّا، اَمْ، بَلْ، لٰکِنْ، وَلَا۔ لغت میں عطف، ایک چیز کے دوسری کی طرف مائل کرنے کو کہتے ہیں۔ نحویوں کے نزدیک اعراب وغیرہ احکام میں معطوف کو معطوف علیہ کی طرف مائل کرنے کو کہتے ہیں، حرف عطف کے ماقبل کو معطوف علیہ اور مابعد کو معطوف کہتے ہیں۔ یہ حروف حصول حکم کے اعتبار سے تین قسم ہیں (۱) وہ حروف جن سے معطوف علیہ اور معطوف دونوں کے لئے حکم ثابت ہوتا ہے یہ چار ہیں واؤ، فاء، ثُمَّ اور حَتّٰی۔ جَاءَنِیْ زَیْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو میں آنے کا حکم پہلے زید کے لئے پھر کچھ وقفے سے عمرو کے لئے ثابت ہے یعنی ثُمَّ ترتیب اور مہلت کا فائدہ دیتا ہے قَدِمَ الْحَاجُّ حَتَّی الْمُشَاۃُ حج کرنے والے آئے یہاں تک کہ پیدل، حَتّٰی بھی ترتیب اور مہلت کا فائدہ دیتا ہے لیکن اس میں مہلت ثُمَّ سے قدرے کم ہے جَاءَنِیْ زَیْدٌ فَعَمْرٌو زید آیا اور اس کے بعد متصل عمرو آیا، فاء ترتیب کا فائدہ دیتی ہے لیکن درمیان میں وقفہ نہیں ہے۔ جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَّ عَمْرٌو زید آیا اور عمرو، واؤ نہ ترتیب پر دلالت کرتی ہے نہ مہلت پر (۲) وہ حروف جن سے صرف ایک کے لئے حکم ثابت ہوتا ہے یہ تین ہیں لَا، بَلْ اور لٰکِنْ جَاءَنِیْ زَیْدٌ لَا عَمْرٌو میرے پاس زید آیا نہ کہ عمرو، اس مثال میں صرف زید کے لئے حکم ثابت ہے جَاءَنِیْ زَیْدٌ بَلْ عَمْرٌو میرے پاس زید آیا بلکہ عمرو، اس میں صرف عمرو کے لئے حکم ثابت ہے مَا جَاءَنِیْ زَیْدٌ لٰکِنْ عَمْرٌو میرے پاس زید نہیں آیا لیکن عمرو آیا اس میں بھی صرف عمرو کے لئے حکم ثابت ہے، تفصیل بڑی کتابوں میں دیکھی جائے (۳) وہ حروف جن سے دونوں میں سے کسی ایک غیر معین کے لئے حکم ثابت ہوتا ہے یہ بھی تین ہیں اَوْ، اِمَّا اور اَمْ، جَاءَنِیْ زَیْدٌ اَوْ عَمْرٌو میرے پاس زید آیا یا عمرو، جَاءَنِیْ اِمَّا زَیْدٌ وَّاِمَّا عَمْرٌو میرے پاس یا زید آیا یا عمرو، اَزَیْدًا رَاَیْتَ اَمْ عَمْرًوا کیا تو نے زید کو دیکھا یا عمرو کو؟ ان تینوں مثالوں میں حکم ایک کے لئے ثابت ہے لیکن وہ معین نہیں ہے ۱۲ البشیر ملخصاً (ترکیب) (۱) جَاءَ فعل نون وقایہ یاء ضمیر متکلم مفعول بہ اِمَّا حرف تردید زَیْدٌ معطوف علیہ واؤ جمہور کے نزدیک زائدہ اِمَّا حرف عطف مبنی بر سکون عَمْرٌو معطوف، معطوف علیہ با معطوف خود فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (۲) ہمزہ حرف استفہام زَیْدًا معطوف علیہ اَمْ حرف عطف عَمْرًوا معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ رَاَیْتَ فعل، تاء ضمیر مرفوع متصل فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا ۲؎ چونکہ مستثنیٰ کی بحث کتاب نحو میر میں نہ تھی، اس لئے طلباء کے فائدہ کے لئے اس کا اضافہ کیا گیا ہے ۳؎ استثناء کے الفاظ یہ ہیں اِلَّا، غَیْرُ، سِوٰی، سَوَاءٌ، حَاشَا، خَلَا، عَدَا، مَا خَلَا، مَا عَدَا، لَیْسَ، لَا یَکُوْنُ مثال جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا میرے پاس قوم آئی مگر زید یعنی قوم آئی اور زید نہیں آیا (تعریف) مستثنیٰ وہ اسم ہے جو اِلَّا اور اس جیسے دیگر الفاظ کے بعد واقع ہو تاکہ معلوم ہو کہ جو حکم ماقبل کی طرف منسوب ہے اس کی طرف منسوب نہیں ہے۔ (ف) اِلَّا کے ماقبل کو مستثنیٰ منہ اور بعد کو مستثنیٰ کہتے ہیں (ف) مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ ہونا اسم کا خاصہ ہے اس لئے مصنف نے جو فرمایا ہے کہ مستثنیٰ وہ لفظ ہے تو اس سے مراد اسم ہے اسی طرح فرمایا کہ ماقبل کو مستثنیٰ منہ کہتے ہیں اس سے مراد بھی اسم ہے، فعل اور حرف نہ مستثنیٰ منہ ہوتے ہیں نہ مستثنیٰ۔

سِوٰی و سَوَاءٌ و حَاشَا و خَلَا و عَدَا و مَا خَلَا و مَا عَدَا و لَیْسَ و لَا یَکُوْنُ تا ظاہر گردد کہ منسوب نیست بسوئے مستثنیٰ آنچہ نسبت کردہ شدہ است بسوئے ماقبل وی و آں بر دو[1] قسم ست متصل و منقطع متصل آنست کہ خارج کردہ شود از متعدد بلفظ اِلَّا و اخوات وی مثل جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا پس زید کہ در قوم داخل بود از حکم مجئ خارج کردہ شد و منقطع آں باشد کہ مذکور بعد اِلَّا و اخوات وی و خارج کردہ نشود از متعدد بسبب آنکہ مستثنیٰ داخل نباشد در مستثنیٰ منہ مثل جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا کہ حمار در قوم داخل نبود بدانکہ اعراب مستثنیٰ[2] بر چہار قسم ست اول[3] آنکہ اگر مستثنیٰ بعد اِلَّا در کلام موجب

ل؎ جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا میں زید قوم میں داخل ہے اور اس کا ایک فرد ہے لیکن حکم مجئ میں داخل نہیں، قوم آئی مگر زید نہیں آیا جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا میں حمار قوم کا فرد نہیں ہے اس کے باوجود اس پر وہ حکم نہیں لگا جو ماقبل پر ہے تقسیم مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں (۱) متصل وہ اسم ہے جسے اِلَّا اور اس کے امثال کے ذریعے متعدد سے باعتبار حکم کے خارج کیا جائے، مثال مذکور میں زید قوم کا ایک فرد ہے لیکن حکم آمد میں اس سے الگ ہے (۲) مستثنیٰ منقطع وہ اسم ہے جو اِلَّا اور اس کے امثال کے بعد واقع ہو لیکن متعدد سے نکالا نہ گیا ہو جیسے حِمَار (گدھا) کہ قوم کا فرد نہیں لیکن اس کا حکم قوم سے مختلف ہے قوم آئی اور گدھا نہیں آیا۔ خلاصہ یہ کہ مستثنیٰ کا مستثنیٰ منہ میں داخل ہونا یقینی ہو تو متصل اور اگر داخل نہ ہونا یقینی ہو تو منقطع، اسے منفصل بھی کہتے ہیں، تفصیل علامہ خضری کے حاشیہ ابن عقیل میں دیکھی جائے۔ (ترکیب) (۱) جَاءَنِیْ حسب سابق فعل اور مفعول بہ اَلْقَوْمُ اسم مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، مستثنیٰ منہ اِلَّا حرف استثناء زَیْدًا مستثنیٰ متصل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (۲) جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا کی ترکیب بھی اسی طرح کی جائے فرق یہ ہے کہ حِمَارًا مستثنیٰ منقطع ہے ۲؎ مستثنیٰ پر چار قسم کا اعراب آتا ہے (۱) ہمیشہ منصوب ہو (۲) دو وجہ جائز استثناء کی بنا پر منصوب، یا بدل ہونے کے سبب اس کا اعراب ماقبل کے موافق ہو (۳) مستثنیٰ مفرغ پر عامل کے مطابق اعراب ہو جیسا عامل ویسا اعراب (۴) مجرور ہو ۳؎ مستثنیٰ کی پہلی قسم جو وجوباً منصوب ہوتی ہے اس کی چار صورتیں ہیں (۱) جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا میرے پاس قوم آئی مگر زید نہیں آیا، مستثنیٰ اِلَّا کے بعد ہے اور کلام موجب ہے (ف) کلام مُوْجَب وہ ہے جس میں نفی، نہی اور استفہام موجود نہ ہو اگر ان میں سے کوئی ایک موجود ہوا تو کلام غیر موجب ہوگا (۲) مَا جَاءَنِیْ اِلَّا زَیْدًا اَحَدٌ میرے پاس زید کے علاوہ کوئی نہیں آیا یہ کلام غیر موجب ہے کہ اس میں نفی موجود ہے اور مستثنیٰ (زَیْدًا) مستثنیٰ منہ (اَحَدٌ) سے مقدم ہے (۳) جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا میں حمار مستثنیٰ منقطع ہے کیونکہ قوم میں داخل نہیں اس وقت تعمیم ہے کہ کلام موجب ہو یا غیر موجب (۴) جَاءَنِی الْقَوْمُ خَلَا زَیْدًا، خَلَا فعل ماضی ہے اس کی ضمیر فاعل قوم کی طرف راجع ہے اور زیدًا مفعول بہ ہے وہ مستثنیٰ جو خَلَا اور عَدَا کے بعد واقع ہو اکثر نحویوں کے نزدیک منصوب ہوگا، بعض نحوی استثناء کے وقت بھی ان کو حرف جر قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک مستثنیٰ مجرور ہوگا، جب کہ مَا خَلَا اور مَا عَدَا کے بعد آنے والا مستثنیٰ سب کے نزدیک منصوب ہوگا کیونکہ ان میں مَا مصدریہ موجود ہے جو حرف پر نہیں آتا اس لئے مَا خَلَا اور مَا عَدَا بالاتفاق فعل ہیں اور ان کا مابعد مفعول ہونے کے سبب منصوب ہے اسی طرح لَیْسَ اور لَا یَکُوْنُ کے بعد بھی مستثنیٰ کا منصوب ہونا واجب ہے۔

(ترکیب) (۱) مَا حرفِ نفی جَاءَنِیْ فعل اور مفعول بہ اِلَّا حرفِ استثناء زَیْدًا مستثنیٰ متصل مقدم اَحَدٌ فاعل مستثنیٰ منہ مؤخر فعل با فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ (۲) جَاءَنِیْ فعل و مفعول بہ اَلْقَوْمُ ذوالحال خَلَا صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد ناقص واوی از باب نصر ھُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل راجع بسوئے قوم زَیْدًا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر منصوب محلاً حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا وَعَدَا زَیْدًا میں واو کے بعد جَاءَنِی الْقَوْمُ مقدر ہے، سابقہ عبارت اس پر قرینہ ہے۔ ترکیب حسب سابق (۳) جَاءَنِیْ فعل ومفعول بہ اَلْقَوْمُ فاعل مَا مصدریہ موصول حرفی خَلَا زَیْدًا حسب سابق فعل، فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، مَا موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد مضاف الیہ برائے مضاف مقدر کہ وَقْتَ ہے، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (۴) جَاءَنِی الْقَوْمُ لَا یَکُوْنُ زَیْدًا میں قوم ذوالحال اور لَا یَکُوْنُ زَیْدًا، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال، اسی طرح جَاءَنِی الْقَوْمُ لَیْسَ زَیْدًا کی ترکیب کی جائے[1] وجوہ اعراب کے لحاظ سے مستثنیٰ کی دوسری قسم کی مثال دیکھئے مَا جَاءَنِیْ اَحَدٌ اِلَّا زَیْدًا، یہ کلام غیر موجب ہے کہ نفی پر مشتمل ہے، اس میں مستثنیٰ منہ مذکور ہے اور مستثنیٰ سے مقدم ہے ایسی مثال میں مستثنیٰ کو دو طرح پڑھ سکتے ہیں (۱) استثناء کی بنا پر منصوب جیسے کہ مثال مذکور میں ہے۔

واقع شود پس مستثنیٰ ہمیشہ منصوب باشد نحو جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا و کلام موجب آنکہ دراں نفی و نہی و استفہام نباشد وہمچنیں[2] در کلام غیر موجب اگر مستثنیٰ را بر مستثنیٰ منہ مقدم گردانند منصوب خوانند نحو مَا جَاءَنِیْ اِلَّا زَیْدًا اَحَدٌ و مستثنائے[3] منقطع ہمیشہ منصوب باشد و اگر مستثنیٰ بعد خَلَا وَعَدَا واقع شود بر مذہب اکثر علماء منصوب باشد و بعد مَا خَلَا وَمَا عَدَا و لَیْسَ و لَا یَکُوْنُ ہمیشہ منصوب باشد نحو جَاءَنِی الْقَوْمُ خَلَا زَیْدًا و عَدَا زَیْدًا دوم[1] آنکہ مستثنیٰ بعد الا در کلام غیر موجب واقع شود و مستثنیٰ منہ ہم مذکور باشد پس دراں دو وجہ روا است یکی آنکہ منصوب باشد بر سبیل استثنا و دیگر آنکہ بدل باشد از ماقبل خویش چوں مَا جَاءَنِیْ[2] اَحَدٌ اِلَّا زَیْدًا و اِلَّا زَیْدٌ

(۲) بدل ہونے کے سبب ماقبل کے مطابق اعراب دیا جائے جیسے مَا جَاءَنِیْ اَحَدٌ اِلَّا زَیْدٌ، ارشاد ربانی ہے مَا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِیْلٌ، فَعَلُوْا کی واؤ ضمیر مرفوع متصل، مرفوع محلاً ذوالحال ہے قَلِیْلٌ اس سے بدل ہونے کے سبب مرفوع ہے استثناء کی بنا پر قَلِیْلًا بھی پڑھ سکتے ہیں (ترکیب) مَا حرف نفی جَاءَنِیْ فعل اور مفعول بہ اَحَدٌ فاعل مستثنیٰ منہ اِلَّا حرف استثناء زَیْدًا مستثنیٰ متصل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا وَ اِلَّا زَیْدٌ میں واؤ کے بعد، سابقہ عبارت کے قرینہ سے مَا جَاءَنِیْ اَحَدٌ مقدر ہے اَحَدٌ مبدل منہ اِلَّا حرف استثناء زَیْدٌ بدل البعض، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

[1] وجوہ اعراب کے اعتبار سے مستثنیٰ کی تیسری قسم مستثنیٰ مُفَرَّغ ہے اس کی مثال دیکھئے مَا جَاءَنِیْ اِلَّا زَیْدٌ یہ کلام غیر موجب ہے کہ نفی پر مشتمل ہے اور مستثنیٰ منہ مذکور نہیں ہے اصل میں عبارت یوں تھی مَا جَاءَنِیْ اَحَدٌ اِلَّا زَیْدٌ، اَحَدٌ کو حذف کیا اور جَاءَ جو اَحَدٌ میں عمل کر رہا تھا وہ زَیْدٌ میں عمل کرے گا زَیْدٌ فاعل ہونے کی بنا پر مرفوع ہے اگر عامل نصب کا تقاضا کرے تو مستثنیٰ منصوب ہوگا جیسے مَا رَاَیْتُ اِلَّا زَیْدًا اگر عامل جر دینے والا ہو تو مجرور ہوگا جیسے مَا مَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ اسے مستثنیٰ مُفَرَّغ کہتے ہیں، مستثنیٰ منہ کو حذف کیا گیا تو عامل کو مستثنیٰ میں عمل کرنے کے لئے فارغ کر دیا گیا اس لحاظ سے اس کا نام مُفَرَّغٌ لَہٗ ہونا چاہیے یعنی وہ مستثنیٰ جس کے لئے عامل فارغ کر دیا گیا ہے لیکن اختصار کے پیش نظر اسے مُفَرَّغ کہہ دیتے ہیں جیسے مفعول بہ کو حرف مفعول کہہ دیا جاتا ہے (ف) مستثنیٰ مفرغ عام طور پر اس وقت فائدہ دیتا ہے کہ کلام غیر موجب میں واقع ہو اسی لئے کتاب میں یہ قید لگائی گئی ہے، بعض اوقات کلام موجب میں بھی فائدہ دیتا ہے جیسے قَرَاْتُ وِرْدِیْ اِلَّا یَوْمَ السَّبْتِ میں نے ہفتہ کے علاوہ ہر دن وظیفہ پڑھا یعنی پورا ہفتہ (ترکیب) مَا جَاءَنِیْ حسب سابق فعل اور مفعول بہ اِلَّا حرف استثناء زَیْدٌ، مستثنیٰ مفرغ، فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (ترجمہ) میرے پاس کوئی نہیں آیا مگر زید اسی طرح باقی مثالوں کی ترکیب کی جائے بِزَیْدٍ مجرور بواسطہ جار مستثنیٰ مفرغ، ظرف لغو متعلق مَرَرْتُ[2] باعتبار وجوہ اعراب مستثنیٰ کی چوتھی قسم وہ مستثنیٰ ہے جو لفظ غیر اور سِوٰی وغیرہ کے بعد واقع ہو یہ مضاف الیہ ہونے کے سبب مجرور ہوگا، البتہ حَاشَا کے بعد اکثر نحویوں کے نزدیک اس لئے مجرور ہوگا کہ سیبویہ کے نزدیک حرف جار ہے، بعض نحوی اسے استثناء کے وقت فعل قرار دیتے ہیں لہٰذا مستثنیٰ منصوب ہوگا۔ بعض اوقات حَاشَا بطور اسم استعمال ہوتا ہے جیسے حَاشَا لِلّٰہِ اس وقت تنزیہ کے معنی میں ہوگا (ترکیب) (۱) جَاءَنِیْ فعل اور مفعول بہ اَلْقَوْمُ مستثنیٰ منہ غَیْرَ اسم مفرد منصرف صحیح مضاف زَیْدٍ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (۲) جَاءَنِی الْقَوْمُ فعل، مفعول بہ اور فاعل سِوٰی اسم مقصور، منصوب تقدیراً مضاف زَیْدٍ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (ترجمہ) قوم میرے پاس آئی سوائے زید کے (۳) جَاءَنِیْ فعل اور مفعول بہ اَلْقَوْمُ مستثنیٰ منہ حَاشَا حرف جار برائے استثناء زَیْدٍ مجرور لفظاً و منصوب معنیً مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (۴) اگر حَاشَا فعل ہو جَاءَنِیْ فعل اور مفعول بہ اَلْقَوْمُ ذوالحال حَاشَا بمعنی جَانَبَ فعل ماضی ھُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ راجع بسوئے ذوالحال (قوم) فاعل زَیْدًا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ منصوب محلاً حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (۵) اگر حَاشَا اسم ہو حَاشَا بمعنی تنزیہ، مبنی بر سکون (حرف کی مشابہت کی بنا پر) مرفوع محلاً، مبتدا۔ لام حرف جار اسم جلالت (اللّٰہ) مجرور، مجرور بواسطہ جار ظرف لغو متعلق ثَابِتٌ اس میں ھُوَ ضمیر مستتر فاعل، صیغہ صفت اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (ترجمہ) اللّٰہ تعالیٰ کے لئے پاکیزگی ہے۔

سوم[1] آنکہ مستثنیٰ مُفَرَّغ باشد یعنی مستثنیٰ منہ مذکور نباشد و در کلام غیر موجب واقع شود پس اعراب مستثنیٰ بہ الا دریں صورت بحسب عوامل مختلف باشد نحو مَا جَاءَنِیْ اِلَّا زَیْدٌ وَمَا رَاَیْتُ اِلَّا زَیْدًا وَمَا مَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ چہارم[2] آنکہ مستثنیٰ بعد لفظ غیر و سوی

وَ سِوَآءَ واقع شود پس مستثنیٰ را مجرور خوانند و بعد حاشا بر مذہب اکثر نیز مجرور باشد و بعضی نصب ہم جائز داشتہ اند چوں جَآءَنِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ وَسِوٰی زَیْدٍ وَسِوَآءَ زَیْدٍ وَحَاشَا زَیْدٍ و بدانکہ[1] اعراب لفظ غَیْرُ مثل اعراب مستثنیٰ بالا باشد در جمیع صور تہائے مذکورہ چنانکہ گوئی جَآءَنِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ وَغَیْرَ حِمَارٍ وَمَا جَآءَنِی غَیْرَ زَیْدٍ نِ الْقَوْمُ وَمَا جَآءَنِی اَحَدٌ غَیْرُ زَیْدٍ وَمَا جَآءَنِی غَیْرُ زَیْدٍ وَمَا رَاَیْتُ غَیْرَ زَیْدٍ وَمَا مَرَرْتُ بِغَیْرِ زَیْدٍ و بدانکہ[2] لفظ

[1] اس سے پہلے بیان ہو چکا کہ اگر لفظ غیر استثناء کے لئے استعمال ہو تو مستثنیٰ مضاف الیہ ہونے کے سبب مجرور ہوگا لیکن خود لفظ غیر پر کیا اعراب ہوگا؟ وہ اب بیان کیا جا رہا ہے، پہلی تین قسموں میں جو اعراب مستثنیٰ پر آتا تھا اب وہ لفظ غیر پر آئے گا کیونکہ مستثنیٰ اس وقت مجرور ہے اس پر لفظاً دوسرا اعراب نہیں آسکتا اس لئے وہ اعراب خود لفظ غیر پر آ جائے گا۔ مثالیں دیکھئے (۱) جَآءَنِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ یہ مستثنیٰ متصل ہے جو کلام موجب میں واقع ہے جو اِلَّا کے بعد ہمیشہ منصوب ہوتا ہے اب لفظ غیر منصوب ہے (۲) غَیْرَ حِمَارٍ سے پہلے جَآءَنِی الْقَوْمُ مقدر ہے یہ مستثنیٰ منقطع کی مثال ہے جو ہمیشہ منصوب ہوتا ہے (۳) مَا جَآءَنِی غَیْرَ زَیْدٍ نِ الْقَوْمُ یہ مستثنیٰ کلام غیر موجب میں واقع ہے اور مستثنیٰ منہ پر مقدم ہے۔ یہ تینوں مثالیں مستثنیٰ کی پہلی قسم سے متعلق ہیں ان میں لفظ غیر منصوب ہوگا۔ (۴) مَا جَآءَنِی اَحَدٌ غَیْرُ زَیْدٍ یہ مستثنیٰ کلام غیر موجب میں واقع ہے مستثنیٰ منہ مذکور کے بعد ہے اور استثناء کی بنا پر منصوب وَغَیْرُ زَیْدٍ میں واؤ کے بعد مَا جَآءَنِی اَحَدٌ مقدر ہے اور مستثنیٰ بدل ہونے کے سبب مرفوع ہے یہ دوسری قسم کی مثال ہے (۵) مَا جَآءَنِی غَیْرُ زَیْدٍ یہ مستثنیٰ مفرغ ہے اور مرفوع ہے مَا رَاَیْتُ غَیْرَ زَیْدٍ مستثنیٰ مفرغ منصوب ہے مَا مَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ مستثنیٰ مفرغ مجرور، یہ تینوں تیسری قسم کی مثالیں ہیں (ترکیب) (۱) جَآءَنِی فعل اور مفعول بہ اَلْقَوْمُ مستثنیٰ منہ غَیْرَ اسم مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف زَیْدٍ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مستثنیٰ متصل، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ جَآءَنِی الْقَوْمُ غَیْرَ حِمَارٍ کی ترکیب اسی طرح کی جائے غَیْرَ حِمَارٍ مستثنیٰ منقطع ہے (۲) مَا جَآءَنِی حسب سابق غَیْرُ زَیْدٍ مرکب اضافی مستثنیٰ متصل مقدم اَلْقَوْمُ مستثنیٰ منہ مؤخر، مستثنیٰ منہ مؤخر اپنے مستثنیٰ مقدم سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا

[2] لفظ غیر ایسا اسم ہے جو مشتق نہیں، چونکہ یہ مُغَایِرٌ کے معنی میں ہے اس لئے اس میں وصفی معنی پایا جاتا ہے، یہ دلالت کرتا ہے کہ اس کا مابعد، ماقبل کا مغایر ہے اسی لئے نحوی اسے صفت کہتے ہیں، اصل کے اعتبار سے لفظ غیر صفت ہے اور اِلَّا حرف استثناء ہے، بعض اوقات ایک دوسرے کے معنی میں بھی استعمال ہو جاتے ہیں، لفظ غیر اور اِلَّا کے استثناء کے لئے ہونے کی مثالیں گزر چکی ہیں، غیر صفت ہو تو اس کی مثال یہ ہے جَآءَنِی رَجُلٌ غَیْرُ زَیْدٍ میرے پاس زید کے مغایر ایک مرد آیا، غَیْرُ زَیْدٍ، رَجُلٌ کی صفت ہے، (ف) غیر جب صفت ہو تو یہ واحد، جمع، مذکر اور مؤنث سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ، یہ غیر، جمع اور مؤنث کی صفت ہے۔ ۱۲ البشیر ملخصاً

غیر موضوعست برائے صفت و گاہے برائے استثنا آید چنانکہ اِلا[1] برائے استثنا موضوعست و گاہ در صفت مستعمل شود نحو قولہ تعالیٰ لَوْ کَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا یعنی غَیْرُ اللّٰهِ و ہمچنیں[2] لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

[1] بعض اوقات اِلَّا بمعنی غیر استعمال ہوتا ہے جیسے لَوْ کَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا اگر زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کے مغایر آلِهَة ہوتے تو وہ دونوں تباہ ہو جاتے، اس جگہ اِلَّا صفتی ہے بمعنی غیر، استثناء کے لئے نہیں کیونکہ آلِهَةٌ جمع نکرہ ہے جس کی دلالت کسی معین تعداد پر نہیں لہٰذا نہیں کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ ان آلہہ میں داخل ہے تاکہ یہ استثناء متصل ہو یا خارج ہے تاکہ منقطع ہو، جب مستثنیٰ متصل یا منقطع نہیں بنایا جا سکتا تو لازماً اِلَّا کو صفتی قرار دینا پڑے گا

[2] کلمہ طیبہ میں اِلَّا استثناء کے لئے ہے صفتی نہیں، ہے کیونکہ کلمہ طیبہ بالاتفاق کلمۂ توحید ہے جس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کے وجود کا بیان اور دوسرے برحق خداؤں کے وجود کی نفی، اور یہ اسی وقت ہوگا جب اِلَّا استثناء کے لئے ہو تاکہ ماقبل کی نفی اور مابعد کا اثبات ہو اور اگر اِلَّا صفتی ہو اور غیر کے معنی میں ہو تو کلمہ شریفہ کا معنی یہ ہوگا کہ کوئی خدا، اللہ تعالیٰ کے مغایر نہیں ہے حالانکہ مقصد دوسرے سچے خداؤں کے ذات باری تعالیٰ کے مغایر ہونے کی نفی نہیں بلکہ ان کے وجود کی نفی اور اللہ تعالیٰ کے وجود کا بیان مقصود ہے۔ جس صاحب نے نحو میر پر بحث استثناء کا اضافہ کیا ہے ان کا یہ تسامح ہے کہ کلمہ طیبہ میں اِلَّا کو صفتی قرار دے دیا اور صرف ان کا ہی نہیں کئی دوسرے مصنفین سے بھی یہ تسامح صادر ہو چکا ہے البشیر ملخصاً (ترکیب) آیت مبارکہ کی ترکیب اس سے پہلے گزر چکی ہے کلمہ طیبہ کی ترکیب یہ ہے لَا برائے نفی جنس اِلٰهَ اسم نکرہ مفردہ مبنی بر فتح، منصوب باعتبار محل قریب، مرفوع باعتبار محل بعید مبدل منہ اِلَّا حرف استثناء اسم جلالت اسم مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً بدل البعض، مبدل منہ اپنے بدل کے ساتھ مل کر اسم لَا، مَوْجُوْدٌ مقدر صیغہ صفت هُوَ ضمیر اس میں پوشیدہ نائب فاعل راجع بسوئے اِلٰہ، صیغہ صفت اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر لَا، اسم لَا با خبر خود جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ ۱۲ البشیر

الحمد للہ جل مجدہ کہ آج ۱۸؍ جمادی الاولیٰ ۲۱؍ فروری ۱۴۰۴ھ ۱۹۸۴ء کو حاشیہ نحو میر پایۂ تکمیل کو پہنچا مولائے کریم اسے شرف قبولیت عطا فرمائے اور دینی طلباء کے لئے مفید اور نفع بخش بنائے۔ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

محمد عبد الحکیم شرف قادری

جامعہ نظامیہ رضویہ، لوہاری منڈی، لاہور۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد توحید خداوند درودِ مصطفےٰ — نعتِ آلِ پاکِ پیمبر رسولِ مجتبےٰ

ہست مدحِ خسروِ غازی معین الدین حسین — حامیِ دیں آفتابِ معدلت ظلِ خدا

بر خلائق واجب و بر بندہ باشد فرضِ عین — چوں دعائے شاہزادہ سال و مہ صبح و مسا

نصرت و فتح و ظفر اقبال و جاہ و سلطنت — باد باقی سرورا تا ہست امکانِ بقا

بیان عوامل النحو وانواعہا

عامل اندر نحو صد باشد چنیں فرمودہ اند — شیخ عبدالقاہر جرجانی پیرِ ہُدا

معنوی ازوی دو باشد جملہ دیگر لفظیند — باز لفظی شد سماعی و قیاسی اے فتا

زاں نود یک داں سماعی ہفت دیگر قیاس — آں سماعی سیزدہ نوع است بے روتی وریا

النوع الاوّل

نوع اول ہفدہ حرف جر بود میداں یقیں — کاندریں یک بیت آمد جملہ بیچون و چرا

با و تا و کاف و لام و واو و منذ مذ خلا — رُبَّ حاشا مِن عدا فی عن علی حتّٰی الیٰ

النوع الثانی والثالث

اِنَّ بااَنَّ کاَنَّ لَیتَ لٰکِنَّ لَعَلَّ — ناصب اسم و رافع در خبر ضد ما و لا

النوع الرابع

واو و یا و ہمزہ و اِلّا اَیا و اَیْ ھَیَا — ناصب اسمند پس ایں ہفت حرف اے مقتدا

النوع الخامس

اَنْ وَلَنْ پس کَےْ اِذَنْ ایں چار حرف معتبر	نصب مستقبل کنند ایں جملہ دائم اقتضا

النوع السادس

اِنْ وَلَمْ لَمّا ولام امر ولائے نہی نیز	ایں پنج حرف جازم فعلند ہر یک بیدغا

النوع السابع

مَنْ وَمَا مَهْمَا وَاَیٌّ حَیْثُمَا اِذْمَا مَتٰی	اَیْنَمَا اَنّٰی نُہ اسم جازمند مر فعل را

النوع الثامن

ناصبِ اسم منکر نوعِ ہشتم چار اسم	ہست چوں تمییز باشد آں منکر ہر کجا

اوّلیں لفظ عَشَرْ باشد مرکب با اَحَد	ہم چنیں تا تِسع تِسعِیْن بر شمر ایں حکم را
باز ثانی کَمْ چو اِستفہام باشد نے خبر	ثالث ایشاں کَاَیِّنْ رابعِ ایشاں کَذَا

النوع التاسع

نہ بُود اسمائے افعالے کزاں شش ناصبند	دُوْنَكَ بَلْهَ عَلَيْكَ حَيَّهَلْ باشد وَهَا
پس رُوَيْدَ باز رافع اسم را ہیہات داں	باز شَتَّانَ است سَرْعَانَ یاد گیر ایں ہیتہا

النوع العاشر

نوع عاشر سیزدہ فعلند کایشاں ناقصند	رافع اسمند و ناصب در خبر چوں ماولا
کَانَ صَارَ اَصْبَحَ اَمْسٰی اَضْحٰی ظَلَّ بَاتَ	مَا فَتِئَ مَادَامَ مَا انْفَكَّ لَیْسَ باشد از قفا

مَا بَرِحَ مَا زَالَ وافعالے کز بنہا مشتقند — ہر کجا بینی ہمیں حکم ست در جملہ روا

النوع الحادی عشر

دیگر افعال مقارب در عمل چوں ناقصند — ہست آں کادَ کَرُبَ با اَوشَکَ دیگر عسیٰ

النوّع الثانی عشر

دیگر افعال یقین و شک بود کاں بر دو اسم — چوں در آید ہر یکے منصوب سازد ہر دو را

خِلتُ باشد با علِمتُ پس حسِبتُ باز عمتُ — پس ظننتُ با رأیتُ پس وجدتُ بیخطا

النوع الثالث عشر

رافع اسمائے جنس افعال مدح و ذم بود — چار باشد نِعم بِئس ساء آنگہ حبّذا

عواملِ قیاسیہ

بعد ازاں ہفت قیاسی اسم فاعل مصدر ست — اسم مفعول و مضاف و فعل باشد مطلقا

پس صفت باشد کہ آں مانندِ اسمِ فاعلست — ہفتمُ اسم تام باشد ناصبِ تمیز را

عواملِ معنویہ

عاملِ فعلِ مضارع معنوی باشد بداں — ہم چنیں معنی بود عامل یقیں در مبتدا

دولت و اقبال و جاہِ شاہزادہ بر کمال — در تضاعف باد دائم ختم کردم بر دعا

تمّت بالخیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعریفات

جو نحومیر پڑھنے والے طلبہ کو ازبر ہونی چاہئیں

۱۔ مصنف نحومیر: میر سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا نام علی اور والد ماجد کا نام محمد ہے۔ آپ خاندان سادات سے ہیں۔ ۷۴۰ھ میں بمقام جرجان پیدا ہوئے، جو مملکتِ خوارزم کا ایک شہر یا استر آباد یا شیراز کا ایک قصبہ ہے۔ ۶ ربیع الاول ۸۱۶ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف شیراز میں ہے۔ شرح مواقف، میر قطبی، شرح مطالع، شرح کافیہ، صغریٰ، کبریٰ، نحومیر اور صرف میر وغیرہ کتب آپ کی تصانیف ہیں۔

۲۔ نحو: وہ علم جس سے اسم، فعل اور حرف کے اعرابی اور بنائی حالات معلوم ہوں اور کلمات کو ایک دوسرے کے ساتھ مرکب کرنے کا طریقہ پتا چلے۔

۳۔ نحو کا فائدہ: عربی کلام میں لفظی غلطی کرنے سے محفوظ رہنا۔

۴۔ نحو کا موضوع: کلمہ اور کلام، نحو میں انہی دونوں کے احوال بیان کیے جاتے ہیں۔

۵۔ اشتقاق: ایک لفظ سے دوسرا لفظ بنانا

۶۔ لفظ: وہ آواز جو زبان کے مخارجِ حروف پر اعتماد کے سبب پیدا ہو، انسان کی بولی۔

۷۔ کلمہ: بامعنی لفظ مفرد

۸۔ لفظ مفرد: ایک لفظ جو ایک معنی پر دلالت کرے اسے کلمہ بھی کہتے ہیں، جیسے قُرْآنٌ۔

۹۔ لفظ مرکب: وہ لفظ جو دو یا دو سے زیادہ کلمات سے حاصل ہو، جیسے رَسُوْلُ اللّٰہِ

۱۰۔ اسم: وہ کلمہ جو تنہا اپنا معنی بیان کرے اور تین زمانوں میں سے کسی زمانے پر دلالت نہ کرے۔ تین زمانے یہ ہیں (۱) ماضی (۲) حال (۳) استقبال مثال مُحَمَّدٌ، مَدِیْنَۃٌ

۱۱۔ فعل: وہ کلمہ جو تنہا اپنا معنیٰ بیان کرے اور تین زمانوں میں سے کسی زمانے پر دلالت کرے جیسے ضَرَبَ۔ اُس نے مارا گزشتہ زمانہ میں

۱۲۔ حرف: وہ کلمہ جو کسی دوسرے کلمہ کے ملائے بغیر اپنا معنیٰ نہ بنا سکے جیسے فِیْ کہا جائے گا جَلَسْتُ فِی الْمَسْجِدِ میں مسجد میں بیٹھا۔

۱۳۔ ماضی: وہ فعل جو گزرے ہوئے زمانے پر دلالت کرے، جیسے قَالَ۔

۱۴۔ حال: وہ فعل جو موجودہ زمانے پر دلالت کرے جیسے اَقُوْلُ۔

۱۵۔ مستقبل: وہ فعل جو آنے والے زمانے پر دلالت کرے جیسے قُلْ

۱۶۔ مرکب مفید: وہ مرکب جس سے سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو، اسے مرکب تام، جملہ اور کلام کہتے ہیں — جیسے نَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ اور اُسْجُدُوْا۔

۱۷۔ مرکب غیر مفید: وہ مرکب جس کے سننے والے کو خبر یا طلب معلوم نہ ہو، اسے مرکب ناقص اور مرکب غیر تام بھی کہتے ہیں جیسے خَلِیْفَۃُ الرَّسُوْلِ۔ اَلْغَوْثُ الْاَعْظَمُ۔

۱۸۔ جملہ خبریہ: وہ جملہ جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں جیسے حَمِدَ زَیْدٌ۔

۱۹۔ جملہ انشائیہ: وہ جملہ جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں جیسے مَنْ رَّبُّکَ۔

۲۰۔ جملہ اسمیہ: وہ جملہ جس کی پہلی جز اسم ہو، جیسے اَللّٰہُ رَبُّنَا

۲۱۔ جملہ فعلیہ: وہ جملہ جس کی پہلی جز فعل ہو، جیسے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۲۲۔ اسناد: ایک چیز کو دوسری چیز کی طرف اس طرح منسوب کرنا کہ سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو، اسناد کو حکم بھی کہتے ہیں

۲۳۔ مسندالیہ: وہ ہے جس کی طرف کسی چیز کو اس طرح منسوب کریں کہ سننے والے کو خبر یا طلب حاصل ہو۔

۲۴۔ مسند: وہ ہے جسے کسی چیز کی طرف اس طرح منسوب کریں کہ سننے والے کو خبر یا طلب حاصل ہو

۲۵۔ محکوم علیہ: جس پر حکم لگایا جائے

۲۶۔ محکوم بہ: جس کے ساتھ کسی شے پر حکم لگایا جائے، اَللّٰہُ قَدِیْرٌ میں اسم جلالت مسندالیہ اور محکوم علیہ ہے قَدِیْرٌ مسند اور محکوم بہ ہے اور اسم جلالت کی طرف قَدِیْرٌ کی نسبت کرنا اسناد ہے

۲۷۔ امر: وہ فعل ہے جس کے ذریعے فاعلِ مخاطب سے فعل طلب کیا جائے، جیسے اُخْرُجْ، تو نکل

۲۸۔ نہی: وہ فعل ہے جس کے ذریعے ترکِ فعل کا مطالبہ کیا جائے جیسے لَا تَخَفْ تو نہ ڈر

۲۹۔ استفہام: لغت میں طلب افہام کو کہتے ہیں۔ اس جگہ وہ جملہ انشائیہ مراد ہے جو طلب خبر پر دلالت کرے جیسے مَنْ نَبِیُّکَ (تیرا نبی کون ہے؟)

۳۰۔ تمنی: لغت میں آرزو کرنے کو کہتے ہیں۔ اس جگہ وہ جملہ انشائیہ مراد ہے جو کسی شے کی آرزو پر دلالت کرے جیسے یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا (کافر کہے گا) اے کاش! میں مٹی ہو جاتا

۳۱۔ ترجی: کسی ایسی چیز کے حصول کی توقع کرنا جس کے حصول کا وثوق نہ ہو، اس جگہ وہ جملہ انشائیہ مراد ہے جو کسی شے کی توقع پر دلالت کرے جیسے فرعون نے کہا لَعَلِّیْ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ۔ شاید کہ میں اسباب تک پہنچ جاؤں۔

۳۲۔ عقود: عَقْدٌ کی جمع وہ جملہ انشائیہ جو کسی معاملہ کے طے کرتے وقت بولا جائے، جیسے ایک شخص کہے اَنْکَحْتُکَ اِبْنَتِیْ (میں نے اپنی لڑکی تیرے نکاح میں دی (ایجاب) دوسرا شخص کہے قَبِلْتُ میں نے قبول کی (قبول)

٣٣ نِداء — پکارنا اس جگہ وہ جملہ انشائیہ مراد ہے جس سے کسی کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانا مقصود ہو جیسے یَا اَللّٰہُ - یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

٣٤ عَرض — نرمی کے ساتھ کوئی چیز طلب کرنا مراد وہ جملہ ہے جس سے کوئی چیز نرمی کے ساتھ طلب کی جائے، جیسے اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ۔ (کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے)

٣٥ قَسم — کسی عظمت والی چیز کا ذکر کرکے بات کو پختہ کرنا جیسے ارشادِ ربانی ہے، لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ (اے حبیب! تیری زندگی کی قسم! بے شک کافر اپنے نشے میں بھٹک رہے ہیں)، قسم کے بعد واقع ہونے والا جملہ جواب قسم کہلائے گا۔

٣٦ تَعَجُّب — وہ کیفیت جو کسی مخفی سبب والی چیز کے جاننے سے نفس میں پیدا ہوتی ہے۔ مراد وہ جملہ ہے جو اس معنی کے انشاء پر دلالت کرے جیسے مَا اَحْسَنَہٗ (وہ کتنا حسین ہے)

٣٧ اضافت — حرف جر مقدر کے واسطہ سے ایک اسم کی دوسرے اسم کی طرف نسبت کرنا

٣٨ مضاف — وہ اسم جس کی مذکورہ بالا نسبت دوسرے اسم کی طرف کی جائے۔

٣٩ مضاف الیہ — جس کی طرف مذکورہ بالا نسبت کی گئی ہو، جیسے عَبْدُ اللّٰہِ (اللہ تعالیٰ کا بندہ) عبد مضاف، اسم جلالت مضاف الیہ، عبد کی اسم جلالت کی طرف نسبت کرنا اضافت ہے (نوٹ) مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے۔ مضاف ہونے کے سبب کوئی اعراب نہیں آتا، جیسا عامل ویسا اعراب۔

٤٠ مرکب اضافی — وہ مرکب جو مضاف اور مضاف الیہ پر مشتمل ہو

٤١ مرکب بِنائی — وہ مرکب ہے کہ دو اسموں کو ایک بنایا گیا ہو اور دوسری جز حرف کو متضمن ہو جیسے اَحَدَ عَشَرَ کہ اصل میں اَحَدٌ وَّ عَشَرٌ تھا دوسرا اسم واؤ پر مشتمل ہے، اسی طرح تِسْعَ عَشَرَ تک۔

٤٢ مرکب منع صرف — وہ مرکب کہ دو اسموں کو ایک بنایا گیا ہو اور دوسرا اسم حرف کو متضمن نہ ہو جیسے بَعْلَبَکُّ بعل ایک بُت تھا۔ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم اس کی عبادت کرتی تھی۔ بَکّ۔ اس بُت کے پجاری بادشاہ کا نام تھا، دونوں کو ملا کر ایک شہر کا نام رکھ دیا گیا۔

٤٣ مُعرَب — وہ اسم جو ترکیب میں واقع ہو، یعنی اپنے عامل کے ساتھ پایا جائے اور مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ میں زَیْدٌ۔ معرب کا حکم یہ ہے کہ اس پر مختلف عمل والے عاملوں کے آنے سے اس کا آخر بدل جائے گا۔

٤٤ مَبنی — وہ اسم جو مبنی الاصل کے ساتھ مناسبت رکھے، یا عامل کے بغیر پایا جائے جیسے جَاءَنِیْ ھٰٓؤُلَاءِ میں ھٰٓؤُلَاءِ۔ اسی طرح زید، عمرو، بکر وغیرہ جو عامل کے ساتھ نہیں، اس کا حکم یہ ہے کہ عوامل کے بدلنے سے اس کا آخر نہیں بدلے گا

٤٥ مبنی الاصل — وہ لفظ جو مبنی ہونے میں اصل ہے، دوسرا کوئی مبنی ہوگا تو ان کی مناسبت کی بنا پر، مبنی الاصل تین ہیں: (١) تمام حروف (٢) فعل ماضی (٣) فعل امر۔

٤٦ اعراب — وہ علامت (حرف، حرکت یا جزم) جس کے ذریعے معرب کا آخر تبدیل ہو، رفع، نصب، جر، واؤ، الف، یاء اور جزم

٤٧ اسم متمکن — وہ اسم جو مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو، چونکہ قابل اعراب ہے، اس لیے متمکن کہلاتا ہے

٤٨ اسم غیر متمکن — وہ اسم جو مبنی الاصل کے مشابہ ہو، غیر متمکن اس لیے کہلاتا ہے کہ اعراب کو جگہ نہیں دیتا جیسے ھُوَ اور ھٰذَا۔

٤٩ مظہر — وہ اسم جو ضمیر نہ ہو

٥٠ ضمیر — وہ اسم جو متکلم، مخاطب یا غائب مذکور کے لیے موضوع ہو جیسے اَنَا۔ اَنْتَ اور ھُوَ

٥١ ضمیر مرفوع — وہ ضمیر جو محل رفع میں واقع ہو، مثلاً فاعل یا مبتدا ہو، اس کی جگہ کوئی معرب ہوتا، تو مرفوع ہوتا جیسے ضَرَبْتَ میں تاء اور ھُوَ قَائِمٌ میں ھُوَ۔

٥٢ ضمیر منصوب — وہ ضمیر جو محل نصب میں واقع ہو، مثلاً مفعول بہٖ اسم اِنَّ یا کَانَ ہو جیسے ضَرَبْتُہٗ، اِنَّہٗ میں ہٗ۔

٥٣ ضمیر مجرور — وہ ضمیر جو محل جر میں واقع ہو یعنی مضاف الیہ ہو یا مجرور جار جیسے غُلَامُہٗ اور لَہٗ میں ہٗ

٥٤ ضمیر متصل — وہ ضمیر ہے جو اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی ہو اور اس سے متقدم نہ ہو سکے جیسے ضَرَبْتُ، سَمِعَہٗ اور لَہٗ۔

٥٥ ضمیر منفصل — وہ ضمیر جو اپنے عامل سے جدا ہو اور اس پر متقدم ہو سکے جیسے ھُوَ اور اِیَّاہُ سورۂ فاتحہ میں ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ۔

٥٦ ضمیر بارز — وہ ضمیر جو پڑھنے میں آئے جیسے قُلْتُ

٥٧ ضمیر مستتر — وہ ضمیر جو پڑھنے میں نہ آئے، بلکہ سمجھی جائے جیسے اِضْرِبْ میں مخاطب کی ضمیر سمجھی جاتی ہے اور اسے اَنْتَ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

٥٨ ضمیر جائز الاستتار — وہ پوشیدہ ضمیر جس کی جگہ اسم ظاہر فاعل بن سکے، جیسے زَیْدٌ ضَرَبَ، فعل میں پوشیدہ ضمیر فاعل ہے اگر ضَرَبَ زَیْدٌ کہا جائے، تو زَیْدٌ فاعل بن جائے گا۔

٥٩ ضمیر واجب الاستتار — وہ پوشیدہ ضمیر جس کی جگہ اسم ظاہر فاعل نہ بن سکے جیسے اَضْرِبُ اس میں ضمیر متکلم فاعل ہے اگر اَضْرِبُ اَنَا کہا جائے تو اَنَا تاکید ہے نہ کہ فاعل

٦٠ اسم اشارہ — وہ اسم ہے جو آنکھوں دیکھی چیز کی طرف کسی عضو سے اشارہ کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسے ھٰذَا، ھٰذِہٖ وغیرہ۔

٦١ اسم موصول — وہ اسم ہے جو اس وقت تک جملے کی جزء تام نہیں بنتا، جب تک اس کے ساتھ ایک جملہ نہ ملایا جائے، وہ جملہ اس اسم کی ضمیر پر مشتمل ہوتا ہے اور صلہ کہلاتا ہے جیسے اَلَّذِیْ، اَلَّتِیْ وغیرہ

٦٢ اسم فعل — وہ اسم ہے جو فعل کے معنی میں استعمال ہوتا ہو، جیسے رُوَیْدَ تو ضرور چھوڑ ھَیْھَاتَ دور ہوا۔

٦٣ اسم صوت — وہ لفظ ہے جو کسی عارضے کے وقت انسان سے طبعی طور پر صادر ہو جیسے شدید کھانسی کے وقت اُح اُح یا اس لفظ سے کسی حیوان کو آواز دی جائے جیسے اونٹ بٹھانے کے لیے نَخْ، نَخْ یا نِخِ کہا جاتا ہے یا اس لفظ سے کسی آواز کی نقل

مقصود ہو جیسے کوے کی آواز کی نقل کے لیے کہا جاتا ہے غَاق۔

اسمِ ظرف[64] وہ اسم ہے جو کسی زمانے یا مکان پر دلالت کرے، اس کی دو قسمیں ہیں (۱) جو کسی خاص فعل کے زمانے یا مکان پر دلالت کرے جیسے مَضْرِبٌ مارنے کی جگہ یا وقت (۲) جو مطلق زمان یا مکان پر دلالت کرے کسی فعل کی خصوصیت کا اعتبار نہ ہو، جیسے اِذْ زمانِ ماضی پر اور اِذَا زمانِ مستقبل پر دلالت کرتا ہے، اسم غیر متمکن صرف دوسری قسم ہے۔

اسم کنایہ[65] وہ اسم جو کسی معین شے پر صراحت کے بغیر دلالت کرے جیسے کَمْ کتنے اور کَذَا اتنے۔

معرفہ[66] وہ اسم جو شے معین کے لیے وضع کیا گیا ہو، جیسے ھُوَ، ھٰذَا، زَیْدٌ وغیرہ۔

نکرہ[67] وہ اسم جو غیر معین شے کے لیے وضع کیا گیا ہو جیسے رَجُلٌ۔ بَیَاضٌ۔

مذکر[68] وہ اسم جس میں لفظاً یا تقدیراً تانیث کی علامت نہ پائی جائے جیسے رَجُلٌ

مؤنث[69] وہ اسم ہے جس میں تانیث کی کوئی علامت پائی جائے علامتیں چار ہیں (۱) تاء ملفوظہ جیسے طَلْحَۃٌ (۲) تاء مقدرہ جیسے اَرْضٌ۔ اصل میں اَرْضَۃٌ ہے (۳) الف مقصورہ جیسے حُبْلٰی حاملہ عورت۔ (۴) الف ممدودہ جیسے حَمْرَآءُ سرخ عورت۔

مؤنثِ حقیقی[70] وہ مؤنث جس کے مقابل جاندار نر ہو جیسے اِمْرَأَۃٌ کہ اس کے مقابل رَجُلٌ ہے۔

مؤنثِ لفظی[71] وہ مؤنث جس کے مقابل جاندار نر نہ ہو، جیسے ظُلْمَۃٌ تاریکی۔

واحد[72] وہ اسم جو ایک فرد پر دلالت کرے جیسے مُؤْمِنٌ ایک ایمان والا۔

مثنیٰ[73] وہ اسم جو دو فردوں پر اس لیے دلالت کرے کہ مفرد کے آخر میں الف یا یاء ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ لگایا گیا ہو جیسے مُؤْمِنَانِ دو ایمان والے۔

مجموع[74] وہ اسم جو دو سے زیادہ افراد پر اس لیے دلالت کرے کہ مفرد میں لفظی یا تقدیری تبدیلی کی گئی ہے جیسے رِجَالٌ اس کا مفرد رَجُلٌ ہے اور فُلْکٌ (کشتیاں) بروزن اُسْدٌ (اَسَدٌ کی جمع شیر) اس کا مفرد فُلْکٌ بروزن قُفْلٌ ہے۔

جمعِ مکسر[75] وہ جمع جس میں واحد کی بنا سالم نہ رہے، جیسے رِجَالٌ رَجُلٌ کی جمع۔

جمعِ سالم[76] وہ جمع جس میں واحد کی بنا سالم ہو جیسے مُسْلِمُوْنَ مُسْلِمَاتٌ، مُسْلِمٌ اور مُسْلِمَۃٌ کی جمع۔

جمع مذکر سالم[77] وہ جمع جو مفرد کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم یا یاء ماقبل مکسور اور نون مفتوح لگانے سے حاصل ہو جیسے مُسْلِمُوْنَ۔ مُسْلِمِیْنَ۔

جمع مؤنث سالم[78] وہ جمع جو مفرد کے آخر میں الف اور تاء لگانے سے حاصل ہو جیسے مُسْلِمَاتٌ

جمع قلت وہ جمع جو دو سے زیادہ اور دس سے کم کے لیے استعمال ہو، اس کے چھ وزن ہیں (۱) اَفْعُلٌ جیسے اَکْلُبٌ جمع کلب کتا (۲) اَفْعَالٌ جیسے اَقْوَالٌ جمع قول بات (۳) اَفْعِلَۃٌ جیسے اَعْوِنَۃٌ جمع عَوَانٌ درمیان عمر والا (۴) فِعْلَۃٌ جیسے

غِلْمَۃٌ جمع غُلَامٌ لڑکا، بندہ (۵) جمع مذکر سالم الف لام کے بغیر جیسے مُسْلِمُوْنَ (۶) جمع مؤنث سالم بغیر الف لام کے جیسے مُسْلِمَاتٌ۔

جمع کثرت[80] وہ جمع جو دس اور اس سے زائد کے لیے استعمال ہو، مذکورہ بالا چھ اوزان کے علاوہ جمع کثرت کے وزن ہیں۔

اعراب[81] وہ حرف، حرکت یا جزم ہے جو معرب کے آخر میں عامل کی وجہ سے آئے جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَاَخُوْکَ، لَمْ یَضْرِبْ۔

رفع[82] فاعل ہونے کی علامت، ضمہ، الف، واؤ جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَرَفِیْقَانِ وَمُسْلِمُوْنَ۔

نصب[83] مفعول ہونے کی علامت، فتحہ، کسرہ، الف، یاء، رَأَیْتُ عُمَرَ۔ وَمُسْلِمَاتٍ وَ اَخَاکَ وَمُسْلِمِیْنَ۔

جر[84] مضاف الیہ ہونے کی علامت، کسرہ، فتحہ، یاء، مَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَعُمَرَ وَمُسْلِمِیْنَ۔

معنیٔ مقتضی[85] وہ معنی جو اعراب کو چاہے جیسے فاعلیت رفع کو، مفعولیت نصب کو، اضافت جر کو چاہتی ہے، مثلاً جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَرَأَیْتُ زَیْدًا وَ غُلَامُ زَیْدٍ۔

عامل[86] وہ چیز جس کے سبب اعراب کو چاہنے والا معنی پیدا ہو جیسے مذکورہ بالا مثالوں میں جَاءَ کے سبب معنی فاعلیت اور رَأَیْتُ کے سبب معنی مفعولیت اور مضاف کے سبب معنیٔ اضافت پیدا ہوا۔

عاملِ لفظی[87] وہ عامل جو پڑھنے میں آسکے جیسے مذکورہ بالا مثالیں

عاملِ معنوی[88] وہ جو پڑھنے میں نہ آسکے، عقل سے معلوم ہو جیسے زَیْدٌ عَالِمٌ میں ابتدا عامل ہے، یعنی اسم کا لفظی عامل سے خالی ہونا تاکہ مسند الیہ یا مسند ہو۔

مفرد[89] (۱) جو مرکب نہ ہو (۲) جو تثنیہ اور جمع نہ ہو (۳) جو جملہ نہ ہو (۴) جو مضاف یا مشابہ مضاف نہ ہو، مشابہ مضاف وہ اسم ہے جو مضاف نہ ہو لیکن کسی چیز سے اس طرح متعلق ہو کہ اس کے بغیر معنی مکمل نہ ہو جیسے مضاف الیہ کے بغیر مضاف کا معنی مکمل نہیں ہوتا، مثلاً یَا طَالِعًا جَبَلًا۔

منصرف[90] وہ اسم جس میں منع صرف کے نو سببوں میں سے دو یا ایک قائم مقام دو کے نہ پایا جائے۔ حکم اس پر کسرہ اور تنوین آسکے جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔

غیر منصرف[91] وہ اسم جس میں منع صرف کے نو سببوں میں سے دو یا ایک قائم مقام دو کے پایا جائے۔ حکم اس پر کسرہ اور تنوین نہ آسکے جیسے مَرَرْتُ بِعُمَرَ۔

اسبابِ منع صرف[92] (۱) عدل (۲) وصف (۳) تانیث (۴) معرفہ (۵) عجمہ (۶) جمع (۷) ترکیب (۸) وزن فعل (۹) الف نون زائدتان۔

(ف) جمع منتہی الجموع ایک سبب دو کے قائم مقام ہے، اسی طرح تانیث بالالف۔

صحیح[93] نحویوں کی اصطلاح میں وہ لفظ جس کے آخر میں حرفِ علت نہ ہو جیسے رَجُلٌ۔ زَیْدٌ، صرفیوں کے نزدیک وہ لفظ جس کے فاء، عین اور لام کے مقابل حرف علت، ہمزہ اور دو حرف ایک جنس کے

نہ پائے جائیں۔

٩٤ جاری مجرائے صحیح — جس کے آخر میں حرفِ علت اور اس کا ماقبل ساکن ہو جیسے دَلْوٌ۔ ظَبْیٌ۔

٩٥ اسم مقصور — وہ اسم جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو، جیسے مُوسٰی۔ اَلْعَصَا۔

٩٦ اسم منقوص — وہ اسم جس کے آخر میں یاء اور اس کا ماقبل مکسور ہو جیسے اَلْقَاضِیْ۔

٩٧ حروفِ جارہ — وہ حروف جو فعل کے معنی کو اسم تک پہنچاتے ہیں اور اسم کو جر دیتے ہیں، ان کو خافض بھی کہتے ہیں، یہ سترہ ہیں ؎

باء و تاء و کاف و لام و واؤ مُنذ و مُذ خلا
رُبَّ حاشا مِنْ عدا فی عَنْ علٰی حتّٰی اِلٰی

٩٨ فعلِ لازم — وہ فعل جس کا معنی صرف فاعل کے ساتھ مکمل ہو جائے اور مفعول بہ کو نہ چاہے، جیسے قَامَ زَیْدٌ (زید کھڑا ہوا)

٩٩ فعلِ متعدی — وہ فعل جس کا معنی فاعل کے علاوہ مفعول بہ کو بھی چاہے جیسے جَاءَنِیْ خَالِدٌ

١٠٠ فاعل — وہ اسم جس کے معنی کی طرف فعل کے صادر ہونے کی نسبت ہو اور فعل کا اس سے مقدم ہونا واجب ہو جیسے مثال مذکور میں خَالِدٌ

١٠١ مفعول بہ — اس شے کا اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہوا ہو اور فعل اس سے متعلق ہو جیسے مثال مذکور میں یاءِ متکلم۔

١٠٢ مفعول مطلق — وہ مصدر ہے جو فعل مذکور کا ہم معنی ہو (یعنی فعل کا معنی متضمن ہو)، جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا۔

١٠٣ مفعول فیہ — اس زمان یا مکان کا اسم ہے جس میں فعل مذکور واقع ہو جیسے صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ میں یَوْمَ اور جَلَسْتُ عِنْدَکَ میں عِنْدَ۔

١٠٤ مفعول معہ — وہ اسم ہے جو واؤ بمعنی مَعَ کے بعد واقع ہو تاکہ فعل کے معمول کا ساتھ معلوم ہو جیسے جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ (سردی آئی جبوں سمیت)

١٠٥ مفعول لہ — اس شے کا اسم ہے جو فعل مذکور کا سبب ہو جیسے قُمْتُ اِکْرَامًا لِزَیْدٍ میں اِکْرَامًا، میں زید کی تعظیم کے لیے کھڑا ہوا۔

١٠٦ حال — وہ اسم نکرہ ہے جو فاعل یا مفعول بہ یا دونوں کی حالت پر دلالت کرے جیسے جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا میں رَاکِبًا (زید سوار ہو کر آیا)، جس کی حالت بیان کرے اسے ذوالحال کہتے ہیں، جیسے مثال مذکور میں زَیْدٌ۔

١٠٧ تمییز — وہ اسم جو ابہام کو دور کرے جیسے رَأَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا میں کَوْکَبًا جس کے ابہام کو دور کرے اسے مُمَیَّز کہتے ہیں جیسے اَحَدَ عَشَرَ۔

١٠٨ فعلُ مَا لَمْ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ — فعل مجہول، اس مفعول کا فعل جس کا فاعل بیان نہیں کیا گیا جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ میں ضُرِبَ

١٠٩ مفعولُ مَا لَمْ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ — نائب فاعل، اس فعل کا مفعول جس کا فاعل بیان نہیں کیا گیا جیسے مثال مذکور میں زَیْدٌ۔

١١٠ حروفِ مشبہ بہ فعل — وہ حروف جو فعل کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں، وہ چھ ہیں ؎

اَنَّ با اِنَّ کَاَنَّ لَیْتَ لٰکِنَّ لَعَلَّ
ناصب اسمند و رافع در خبر ضد ما و لا

١١١ افعالِ ناقصہ — وہ افعال جو اپنے فاعل کے ایک خاص صفت

کے ساتھ موصوف ہونے پر دلالت کرتے ہیں، یہ اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں جیسے کَانَ زَیْدٌ عَالِمًا (زید عالم تھا)، یہ افعال سترہ ہیں، عَادَ، غَدَا، رَاحَ باقی اشعار میں ؎

کَانَ صَارَ اَصْبَحَ اَمْسٰی اَضْحٰی ظَلَّ بَاتَ
مَا فَتِئَ مَادَامَ مَا انْفَکَّ لَیْسَ باشد از قفا
مَا بَرِحَ مَازَالَ و افعالے کزینہا مشتقند
ہر کجا بینی ہمیں حکم است در جملہ روا

١١٢ افعالِ مقاربہ — وہ افعال ہیں جو دلالت کرتے ہیں کہ اسم کے لیے خبر کا حصول قریب ہے۔ افعالِ ناقصہ کی طرح اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں جیسے عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَّخْرُجَ (امید ہے کہ زید عنقریب نکلے گا) یہ چار ہیں ؎

دیگر افعالِ مقاربہ در عمل چوں ناقصند
ہست آں کَادَ کَرُبَ با اَوْشَکَ دیگر عَسٰی

١١٣ افعال مدح و ذم — وہ افعال جو انشائے مدح و ذم کے لیے وضع کیے گئے ہوں، جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ (زید اچھا مرد ہے) نِعْمَ الرَّجُلُ جملہ انشائیہ خبر مقدم، زید مبتدا موخر، مجموع جملہ اسمیہ خبریہ۔ یہ چار فعل ہیں ؎

رافع اسمائے جنس افعال مدح و ذم بود
چار باشد نِعْمَ بِئْسَ سَاءَ آنگہ حَبَّذَا

١١٤ افعالِ تعجب — وہ افعال جو انشائے تعجب کے لیے وضع کیے گئے ہوں، ان کے دو صیغے ہیں مَا اَحْسَنَہٗ، وَ اَحْسِنْ بِہٖ۔ (وہ کتنا حسین ہے)

١١٥ اسمائے شرطیہ — وہ اسماء جو ایک جملہ کے شرط اور دوسرے کے جزا ہونے پر دلالت کرتے ہیں جیسے مَنْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ (جس کی تو امداد کرے گا، میں اس کی امداد کروں گا) یہ نو اسم ہیں ؎

مَنْ وَمَا مَہْمَا وَاَیٌّ حَیْثُمَا اِذْمَا مَتٰی
اَیْنَمَا اَنّٰی نُہ اسم جازم مر فعل را

١١٦ اسمِ تام — وہ اسم جو اپنی موجودہ حالت میں مضاف نہ ہو سکے مثلاً وہ مضاف ہو یا تنوین، تثنیہ یا جمع کے نون کے ساتھ ہو، یہ تمییز کو نصب دیتا ہے۔

١١٧ مبتدا قسم اول — وہ اسم جو لفظی عوامل سے خالی اور مسند الیہ ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ میں زَیْدٌ

١١٨ مبتدا قسم ثانی — وہ صیغہ صفت جو حرفِ استفہام کے بعد واقع ہو اور اسم ظاہر کو رفع دے جیسے اَقَائِمٌ الزَّیْدَانِ، قائم مبتدا قسم ثانی اور الزَّیْدَانِ فاعل قائم مقام خبر ہے۔

١١٩ خبر — وہ اسم جو عواملِ لفظیہ سے خالی اور مسند ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ میں قَائِمٌ۔

١٢٠ تابع — وہ دوسرا لفظ ہے جس پر پہلے لفظ والا اعراب آئے اور جہت بھی ایک ہو جَاءَ زَیْدُنِ الْعَالِمُ میں اَلْعَالِمُ، پہلے لفظ کو متبوع کہا جاتا ہے۔

١٢١ صفت — وہ تابع جو متبوع یا اس کے متعلق میں پائے جانے والے معنی پر دلالت کرے، مذکورہ بالا مثال میں اَلْعَالِمُ متبوع میں پائے جانے والے علم پر دلالت کرتا ہے اسے صفت بحالہ کہتے ہیں جَاءَ زَیْدُنِ الضَّارِبُ غُلَامُہٗ میں اَلضَّارِبُ معنی ضرب پر دلالت کرتا ہے

جو زید میں نہیں، بلکہ اس کے متعلق غلام میں پایا گیا ہے اسے صفت بحال متعلقہ کہتے ہیں، صفت کو نعت بھی کہتے ہیں۔

تاکید ۱۲۲
وہ تابع ہے جو متبوع کی طرف کی گئی نسبت کو پختہ کرے یا متبوع کے اپنے افراد کے شامل ہونے کو پختہ کرے جیسے جَاءَ زَیْدٌ زَیْدٌ میں دوسرا زید اس میں لفظ متبوع کو دہرایا گیا ہے، اسے تاکید لفظی کہتے ہیں جَاءَ الْقَوْمُ کُلُّھُمْ میں کُلُّھُمْ نے بتایا کہ تمام افراد آئے ہیں، اس میں لفظ متبوع کو نہیں لوٹایا گیا، اسے تاکید معنوی بھی کہتے ہیں۔
تاکید معنوی کے لیے مخصوص آٹھ لفظ ہیں،
نَفْسٌ، عَیْنٌ، کِلَا، کِلْتَا، کُلٌّ،
اَجْمَعُ، اَکْتَعُ، اَبْتَعُ، اَبْصَعُ

بدل ۱۲۳
وہ تابع ہے جو نسبت میں مقصود ہو، متبوع کو بطور تمہید ذکر کیا گیا ہو جیسے جَاءَ زَیْدٌ اَخُوْکَ میں اَخُوْکَ (زید تیرا بھائی آیا) متبوع کو مبدل منہ کہا جائے گا

بدل الکل ۱۲۴
وہ بدل جس کا مدلول، مبدل منہ کے مدلول کا عین ہو جیسے مثال مذکور میں اَخُوْکَ اور زید کا مصداق ایک ہے

بدل البعض ۱۲۵
وہ بدل جس کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کی جزء ہو جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ رَأْسُہٗ میں رَأْسُہٗ (زید اس کے سر کو مارا گیا)

بدل الاشتمال ۱۲۶
وہ بدل جس کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا عین یا جزء نہ ہو، بلکہ اس سے اس طرح متعلق ہو کہ متبوع کے ذکر کے باوجود سننے والے کو اس کا انتظار رہے جیسے یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّھْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْہِ میں قِتَالٍ تم سے عزت والے مہینے، اس میں جنگ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ اس مثال میں مبدل منہ، بدل کے لیے ظرف اور اس پر مشتمل ہے۔ کبھی بدل، . ل منہ پر مشتمل ہوتا ہے جیسے سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُہٗ میں ثَوْبُہٗ، زید پر مشتمل ہے (زید، اس کا کپڑا چھینا گیا۔

بدل الغلط ۱۲۷
وہ بدل جس کا مبدل منہ کے ساتھ ان تین قسموں میں سے کوئی تعلق نہ ہو، در اصل مبدل منہ کا غلطی سے ذکر کر دیا گیا۔ اس غلطی کو زائل کرنے کے لیے بدل کا ذکر کیا جاتا ہے جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدٍ حِمَارٍ میں حِمَارٍ، میں زید بلکہ گدھے کے پاس سے گزرا

عطف بیان ۱۲۸
وہ تابع ہے جو صفت نہیں، لیکن اپنے متبوع کو واضح کرتا ہے جیسے اَقْسَمَ بِاللّٰہِ اَبُوْحَفْصٍ عُمَرُ میں عُمَرُ یہ متبوع میں پائے جانے والے معنی پر نہیں، بلکہ خود متبوع پر دلالت کرتا ہے اور اسے واضح کرتا ہے ابوحفص، عمر نے قسم کھائی۔

عطف بحرف ۱۲۹
وہ تابع ہے جو حرف عطف کے بعد واقع ہو اور متبوع کے ساتھ نسبت سے مقصود ہوتا ہے جیسے جَاءَ زَیْدٌ وَّعَمْرٌو میں عَمْرٌو اسے عطف نسق بھی کہتے ہیں۔ حروف عطف دس ہیں وہ حروف عطف مشہور ہیں یعنی وَاؤ، فَاء، ثُمَّ، حَتّٰی، اَوْ، اِمَّا، اَمْ، بَلْ، لٰکِنْ، وَلَا

اسم فاعل ۱۳۰
وہ اسم ہے جو مصدر سے مشتق ہو اور اس ذات پر دلالت کرے جس سے معنی مصدری کا صدور ہے جیسے ضَارِبٌ (مارنے والا)

اسم مفعول ۱۳۱
وہ اسم ہے جو مصدر سے مشتق ہو اور اس ذات پر دلالت کرے جس پر معنی مصدری واقع ہو جیسے مَضْرُوْبٌ۔

صفت مشبہ ۱۳۲
وہ اسم جو مصدر سے مشتق ہو اور اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ معنی مصدری بہ طور ثبوت قائم ہو (یعنی کسی زمانے کی تخصیص نہ ہو) جیسے حَسَنٌ۔

اسم تفضیل ۱۳۳
وہ اسم جو مصدر سے مشتق ہو اور اس ذات پر دلالت کرے جس میں معنی مصدری کسی کی نسبت سے زیادہ پایا جائے جیسے اَکْبَرُ (زیادہ بڑا) جسے زیادتی حاصل ہو، اُسے مُفَضَّل اور جس پر زیادتی ہو اسے مفضل علیہ کہتے ہیں

مصدر ۱۳۴
وہ اسم ہے جو فاعل سے صادر ہونے والے معنی پر دلالت کرے اور مفعول مطلق بنے جیسے ضَرْبٌ تمام مشتقات اسی سے نکلتے ہیں، اسی لیے اسے مصدر کہا جاتا ہے۔

عدل ۱۳۵
اسم کے اصلی حروف کا کسی صرفی قاعدہ کے بغیر، اصلی صورت سے نکالا جانا جیسے عُمَرُ کا اصل میں عَامِرٌ تھا۔

وصف ۱۳۶
اسم کا کسی غیر معین ذات پر دلالت کرنا جو کسی صفت کے ساتھ موصوف ہو جیسے اَحْمَرُ (سُرخ مرد)

تانیث ۱۳۷
اس کی تعریف گزر چکی ہے

معرفہ ۱۳۸
" " "

علم ۱۳۹
وہ اسم جو معین شے کے لیے اس طرح موضوع ہو کہ اس وضع کے اعتبار سے دوسری شے کو شامل نہ ہو جیسے خَالِدٌ۔

عجمہ ۱۴۰
لفظ کا عربی کے علاوہ کسی زبان میں معنی کے لیے موضوع ہونا جیسے اِبْرَاھِیْمُ اسکے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ عربی زبان میں بہ طور علم مستعمل ہو۔

جمع ۱۴۱
وہ اسم جو مفرد میں تبدیلی کے سبب دو سے زیادہ افراد پر دلالت کرے۔ اس کے منع صرف کا سبب ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ منتہی الجموع کا صیغہ ہو، یعنی پہلے دونوں حرف مفتوح تیسری جگہ الف علامت جمع اس کے بعد ایک حرف مشدد ہو، جیسے دَوَابُّ جمع دَآبَّۃٌ یا دو حرف ہوں اور پہلا ان میں سے مکسور ہو جیسے مَسَاجِدُ جمع مَسْجِدٌ یا تین حرف ہوں، ان میں سے پہلا مکسور اور دوسرا حرف یاء ہو جیسے مَصَابِیْحُ جمع مِصْبَاحٌ۔

ترکیب ۱۴۲
دو یا دو سے زیادہ کلمات کا ایک ہو جانا بشرطیکہ کوئی جز حرف کو متضمن نہ ہو جیسے مَعْدِیْکَرِبُ۔

وزن فعل ۱۴۳
اسم کا ایسے وزن پر ہونا جو فعل کے ساتھ مختص ہو، جیسے شَمَّرَ اور ضُرِبَ یا اس کی ابتدا میں حروف اَتَیْنَ میں سے کوئی حرف ہو جیسے اَحْمَدُ، یَشْکُرُ، تَغْلِبُ، نَرْجِسُ.

۱۴۴ الف نون زائدتان
اسم کا اس طرح ہونا کہ اس کے آخر میں الف اور نون زائد ہوں جیسے عُثْمَانُ۔

۱۴۵ استدراک
کلامِ سابق سے پیدا ہونے والے وہم کو دور کرنا جیسے جَاءَ زَیْدٌ لٰکِنَّ عَمْرًا وَلَمْ یَجِیْٔ (زید آیا، لیکن عمر نہیں آیا)

۱۴۶ حروفِ عطف
وہ حروف جو مابعد کو اعراب اور حکم وغیرہ میں ماقبل کی طرف مائل کر دیتے ہیں۔ یہ دس ہیں جن کا ذکر اس سے پہلے گزر چکا ہے۔

۱۴۷ حروفِ تنبیہ
وہ حروف ہیں جن سے متکلم، مخاطب کی غفلت دور کرنا چاہتا ہے جیسے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (خبردار! اللہ کے ذکر سے ہی دل مطمئن ہوتے ہیں) یہ تین حرف ہیں، اَلَا، اَمَا، هَا۔

۱۴۸ حروفِ ایجاب
وہ حروف جو کسی نہ کسی بات کا جواب واقع ہوتے ہیں، یہ چھ ہیں: نَعَمْ، بَلٰی، اَجَلْ، اِیْ جَیْرِ، اِنَّ۔

۱۴۹ حروفِ تفسیر
وہ حروف جو وضاحت کے لیے آتے ہیں، یہ دو ہیں: اَیْ۔ اَنْ۔

۱۵۰ حروفِ مصدریہ
وہ حروف جو اپنے مابعد کے ساتھ مل کر مصدر کا معنی دیتے ہیں، یہ تین ہیں مَا، اَنْ، اَنَّ۔

۱۵۱ حرفِ توقع
وہ حرف ہے جو دلالت کرتا ہے کہ جو خبر دی جا رہی ہے مخاطب کو اس کا انتظار تھا، یہ قَدْ ہے جو تحقیق کا فائدہ دیتا ہے۔ ماضی مطلق پر آئے تو اسے بعض اوقات ماضی قریب بنا دیتا ہے جیسے قَدْ رَکِبَ الْاَمِیْرُ (بے شک امیر ابھی سوار ہوا ہے) اور مضارع پر آئے تو کبھی تقلیل کا فائدہ دیتا ہے جیسے اَلْکَذُوْبُ قَدْ یَصْدُقُ (زیادہ جھوٹ بولنے والا کبھی سچ بول جاتا ہے)

۱۵۲ حروفِ تحضیض
وہ حروف ہیں جن کے ذریعے متکلم، مخاطب کو کسی کام کے کرنے پر ابھارتا ہے جیسے اَلَا تَحْفَظُ الدَّرْسَ (تو سبق زبانی یاد کیوں نہیں کرتا) یہ اس وقت ہے جب یہ حروف فعل مضارع پر داخل ہوں اور اگر فعل ماضی پر داخل ہوں، تو ان سے مقصود مخاطب کو شرمندہ کرنا ہوتا ہے اور یہ حروف تندیم کہلاتے ہیں جیسے هَلَّا صَلَّیْتَ (تو نے نماز کیوں نہیں پڑھی) یہ چار حرف ہیں، اَلَّا، هَلَّا، لَوْلَا، لَوْمَا۔

۱۵۳ حروفِ استفہام
وہ حروف جن سے کوئی بات پوچھی جائے اور وہ دو ہیں ہمزہ اور ہَلْ۔

۱۵۴ حرفِ ردع
وہ حرف جو متکلم کو اس کے کلام سے روکنے کے لیے وضع کیا گیا ہو، جیسے کسی نے کہا فُلَانٌ یُبْغِضُكَ (فلاں تجھے ناپسند جانتا ہے) اس کے جواب میں کہا جائے کَلَّا (ہرگز نہیں) یعنی آئندہ ایسا نہ کہنا۔

۱۵۵ تنوین
وہ نون جو وضع کے لحاظ سے ساکن ہو، کلمہ کے آخری حرف کی حرکت کے بعد ہو اور تاکید کے لیے نہ ہو جیسے زَیْدٌ کے آخر میں نون۔

۱۵۶ حروفِ زیادت
وہ حروف جن کے حذف کرنے سے کلام کے اصلی معنی میں فرق نہیں آتا۔ وہ صرف تحسینِ کلام وغیرہ کے لیے لائے جاتے ہیں، وہ صرف آٹھ ہیں: اِنْ، اَنْ، مَا، لَا، مِنْ، کَاف، بَاء، لام (ف) یہ حروف بعض اوقات زائد ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ہمیشہ ہی زائد ہوتے ہیں

۱۵۷ حروفِ شرط
وہ حروف جو دو جملوں پر داخل ہو کر ایک کو شرط اور دوسرے کو جزا بنا دیتے ہیں یہ دو ہیں اَمَّا، لَوْ

۱۵۸ استثناء
کسی اسم کو ماقبل کے حکم سے نکالنا

۱۵۹ مستثنیٰ
وہ اسم جسے ماقبل کے حکم سے نکالا گیا ہو اور وہ اِلَّا وغیرہ کلماتِ استثناء کے بعد واقع ہو

۱۶۰ مستثنیٰ منہ
وہ اسم جس کے حکم سے دوسرے اسم کو اِلَّا وغیرہ سے نکالا گیا ہو

۱۶۱ مستثنیٰ متصل
وہ مُستثنیٰ ہے جو اِلَّا وغیرہ کے بعد واقع ہو اور اسے متعدد کے حکم سے نکالا گیا ہو جیسے جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا۔ زید قوم میں داخل تھا لیکن اسے قوم کے حکم (آمد) سے نکالا گیا ہے زید مستثنیٰ، قوم مستثنیٰ منہ اور نکالنا استثناء ہے۔

۱۶۲ مستثنیٰ منقطع
وہ مستثنیٰ ہے جو اِلَّا وغیرہ کے بعد واقع ہو اور اسے متعدد کے حکم سے نہ نکالا گیا ہو جیسے جَاءَ الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا میں حِمَارًا (گدھا) کہ وہ قوم میں داخل ہی نہیں ہے، نکالنے کا کیا مطلب؟

۱۶۳ مُستثنیٰ مُفَرَّغ
وہ مستثنیٰ جس کا مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو۔ یہ عموماً اسی وقت فائدہ دے گا، جب کلام غیر موجب میں واقع ہو، جیسے مَا جَاءَ نِی اِلَّا زَیْدٌ میں زَیْدٌ۔

۱۶۴ کلامِ موجب
وہ کلام جس میں نفی، نہی اور استفہام نہ ہو جیسے جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا۔

۱۶۵ کلامِ غیر موجب
وہ کلام جس میں نفی، نہی یا استفہام موجود ہو جیسے مَا جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا

بحمد اللہ تعالیٰ ۸ر جمادی الاخریٰ ۱۱ر مارچ ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء کو تعریفاتِ نحویہ کی تکمیل ہوئی۔ شرف القادری

شرف ملت، محسن اہل سنت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری کی تصانیف اور تراجم

مطالع المسرات

﴿شرح دلائل الخیرات﴾

دلائل الخیرات سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ ناز میں پیش کئے جانے والے درود وسلام کا وہ مقدس مجموعہ جسے پوری دنیا میں انتہائی عقیدت واحترام سے پڑھا جاتا ہے علامہ محمد مہدی فاسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مطالع المسرات" کے نام سے اس کی عظیم الشان شرح لکھی جو علم و فضل اور عشق و محبت کا بیش بہا خزانہ ہے، اردو میں اس کا سلیس ترجمہ پہلی بار منظر عام پر۔ قیمت =/350

تعارف فقہ و تصوف

ترجمہ ﴿تحصیل التعرف فی معرفة الفقه والتصوف﴾

پیش نظر کتاب میں شیخ محقق امام اہل سنت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے فقہ وتصوف کے حسین امتزاج، ظاہر وباطن کی ہم آہنگی اور فقہاء وصوفیہ کے درمیان مصالحت کی قابل قدر کوشش کی ہے، اگر آج کے فقہاء تصوف سے آشنا اور صوفیہ فقاہت کے حامل ہوں تو معاشرہ میں صالح انقلاب آسکتا ہے ...... ممدوح مترجم نے اس کا رواں دواں ترجمہ کیا ہے۔ قیمت =/120

عقائد ونظریات

ترجمہ ﴿من عقائد اهل السنة﴾

اہل سنت وجماعت کے بعض عقائد کتاب وسنت اور ارشادات سلف صالحین کی روشنی میں اس وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں کہ اس کے مطالعہ کے بعد صرف اتنی ضرورت رہ جاتی ہے کہ قاری اپنے دل سے پوچھے کہ حق اور سچ کیا ہے؟ اور "البریلویه" نامی کتاب میں احسان الٰہی ظہیر کے اٹھائے ہوئے شکوک وشبہات کی حیثیت کیا ہے۔؟ قیمت =/150

اسلامی عقائد

ترجمہ ﴿ادلة اهل السنة والجماعة﴾

عالم اسلام کے نامور فاضل علامہ سید یوسف سید ہاشم رفاعی (کویت) کی تصنیف لطیف کا ترجمہ جس میں عظمت ومقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، توسل، تبرک، میلاد شریف وغیرہ مسائل پر فاضلانہ گفتگو کے ساتھ سنت اور بدعت کا صحیح مفہوم بیان کیا گیا ہے، علامہ سید محمد علوی مالکی اور شیخ عبداللہ ابن منیع (نجدی) کے درمیان زیر بحث آنے والے اسلامی عقائد ومعمولات پر محققانہ تبصرہ۔ قیمت =/95

بدیع منظوم
ہدایۃ النحو
کافیہ
شرح مائۃ عامل
انوار الفرقان
معانی القرآن
میزان الصرف
پند نامہ
مصنف عبد الرزاق
دلائل الخیرات
مجموعہ وظائف
المصنف
زندہ جاوید خوشبوئیں
سدا بہار خوشبوئیں
ولولہ انگیز خوشبوئیں